بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خُلاصۃُ التَّفاسِیر

قرآنِ مُبِین مُتَرجَم

١٦ (16)

مختلف مکاتبِ فکر قدیم و جدید اہم تفاسیر کا خلاصہ
اور آسان اُردو ترجمہ

از ڈاکٹر محمّد حسن رضوی

ناشر: پاک مُحرّم ایجوکیشن ٹرسٹ
(۲۷۹- بریٹو روڈ- کراچی- فون: ۷۲۳۲۳۵۴)

www.drhasanrizvi.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصۃ التفاسیر

قرآنِ مبین مترجم

پارہ

۱۶

مختلف مکاتبِ فکر قدیم و جدید اہم تفاسیر کا خلاصہ

اور آسان اردو ترجمہ

از ڈاکٹر محمد حسن رضوی

ناشر: پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ رجسٹرڈ

(۲۷۹- بریٹو روڈ- کراچی- فون: ۷۲۳۲۳۵۴)

www.drhasanrizvi.com

محمد اقبال حسینی عفی عنہ
ریسرچ اینڈ رجسٹریشن آفیسر محکمہ اوقاف

تصدیق نامہ

میں نے "پاک محترم ایجوکیشن ٹرسٹ" کے پارہ سولہ (قال الم) کو حرفاً حرفاً بغور پڑھا ہے میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس پارہ کے متن میں کوئی غلطی نہیں ہے۔

فیض احمد شاہ سعیدی

حافظ فیض احمد شاہ سعیدی
منظور شدہ پروف ریڈر
گلشن اقبال بلاک-11 کراچی

www.drhasanrizvi.com

فہرست پارہ ۱۶

شمار	عناوین	صفحہ
۱	ایمان کی اہمیت اور خدا کی گہری مصلحت	۲۴۹۴
۲	نتائج	۲۴۹۵
۳	حضرت موسیٰؑ کو علمِ شریعت حاصل تھا، علم لدنی حاصل نہیں تھا	۲۴۹۶
۴	اخلاقی تعلیمات اور نتائج	۲۴۹۷
۵	حضرت موسیٰؑ کو حضرت خضرؑ کی شاگردی میں کیوں بھیجا گیا۔؟	//
۶	اُس بستی کے تین نام منقول ہیں	۲۴۹۸
۷	نتیجہ آیت ۷۹	۲۴۹۹
۸	حضرت خضرؑ کا جواب	۲۵۰۰
۹	سوال؟ اِس مسئلے کا حل۔ نتیجے	۲۵۰۱
۱۰	خدا کی نظر میں نیک باپ کی قدر	۲۵۰۳
۱۱	خزانے میں کیا چیز پوشیدہ تھی	۲۵۰۴
۱۲	حضرت خضرؑ کا ذکر کرو تو اُن کو سلام کرو	//
۱۳	حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰؑ کو نصیحتیں کیں	۲۵۰۵
۱۴	اسکندر ذو القرنین کا تعارف	۲۵۰۶
۱۵	نیک عمل دنیوی و اُخروی دونوں لحاظ سے مفید ہوتا ہے۔	۲۵۰۹
۱۶	نتیجہ۔ مفید اور سبق آموز بات	۲۵۰۹
۱۷	یاجوج اور ماجوج کا تعارف	۲۵۱۱
۱۸	فقہاء نے نتیجہ نکالا۔ سبق	۲۵۱۳

شمار	عناوین	صفحہ
۱۹	سدِ سکندری کی تعمیر	۲۵۱۴
۲۰	وعدۂ قیامت پورا ہو کر رہے گا	۲۵۱۵
۲۱	نَفخِ صور	//
۲۲	"میری یاد" سے مراد	۲۵۱۶
۲۳	نتیجہ	۲۵۱۷
۲۴	وہ لوگ جن کے اعمالِ نیک روزِ قیامت برباد ہوں گے ... نتائج ...	۲۵۱۹
۲۵	بدعت جاری کرنے والے لعنتی ہیں	۲۵۲۰
۲۶	بدعت نہ روکنے والے علماء بھی لعنتی ہیں	//
۲۷	فردوس۔ لفظِ فردوس	۲۵۲۱
۲۸	مجھے خدا نے رسالت اور نبوت سے نوازا ہے	۲۵۲۳
۲۹	شانِ نزولِ آیت	//
۳۰	وضو میں شرک	۲۵۲۴
۳۱	عبادتوں میں شرک	//
۳۲	شرک کی قسمیں	//
۳۳	سورۃ مریمؑ کی فضیلت، فوائد اور روحانی خصوصیات	۲۵۲۵
۳۴	سورۃ مریم۔ حروفِ مقطعات	۲۵۲۶
۳۵	حضرت امامِ زمانہؑ سے روایت ہے	۲۵۲۷
۳۶	دعا چپکے چپکے مانگی جانی چاہیے	۲۵۲۸
۳۷	بڑھاپے کی دعا۔ اور نتیجہ و تعلیمات	۲۵۲۸

www.drhasanrizvi.com

شمار	عناوین	صفحہ
۳۸	اِس آیت سے وراثتِ انبیاءؑ ثابت ہے	۲۵۲۹
۳۹	حضرت یحییٰؑ اور حضرت امام حسینؑ میں شباہت	۲۵۳۱
۴۰	حضرت زکریاؑ کا یہ سوال بطور اعتراض نہ تھا	۲۵۳۲
۴۱	محراب کے معنی	۲۵۳۳
۴۲	نبوّت اور امامت خدا کی طرف سے ہے	〃
۴۳	انسان پر تین اہم مواقع	۲۵۳۷
۴۴	حضرت یحییٰؑ کی دعا کا اثر	〃
۴۵	خدا کی نشانی	۲۵۴۰
۴۶	جبرئیلؑ نے کیا عمل کیا ؟	۲۵۴۱
۴۷	آیت کے آخری الفاظ	〃
۴۸	حیض و نفاس والی عورت کے لیے تازہ کھجوریں مفید ہیں۔	۲۵۴۳
۴۹	حاصلِ کلام	۲۵۴۴
۵۰	معجزہ، نتائج	۲۵۴۶
۵۱	حضرت عیسیٰؑ کے اوصاف اور مقام	۲۵۴۸
۵۲	ماں کی عظمت	۲۵۴۹
۵۳	حضرت عیسیٰؑ کی شان	۲۵۵۰
۵۴	خدا مکمل قدرت والا ہے	۲۵۵۱
۵۵	خدا کا کوئی بیٹا نہیں	〃
۵۶	حضرت عیسےٰؑ نے ہدایت فرمائی	۲۵۵۲
۵۷	زبور میں ہے کہ :	〃
۵۸	اختلاف کرنے والے گروہ	۲۵۵۳
۵۹	روزِ قیامت جنتی اور دوزخیوں کی حالت۔	۲۵۵۵
۶۰	شرک کی نفی کی بہترین دلیل	
۶۱	تقلید جائز ہے	۲۵۵۸
۶۲	خدا رحمٰن (بہت مہربانی کرنے والا) ہے	۲۵۵۹
۶۳	شیطان کی عبادت نہ کرنے کا حکم	〃
۶۴	جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا	〃
۶۵	نتیجے و ہدایات	۲۵۶۰
۶۶	غیر اللہ کو ترک کرنے پر انعام	۲۵۶۲
۶۷	"رحمت سے حصّہ" اور سچائی کی زبان سے مراد	〃
۶۸	مخلَص کے معنی	۲۵۶۴
۶۹	وعدہ وفائی سیرتِ انبیاءؑ ہے	۲۵۶۵
۷۰	کارِ تبلیغ اور نتائج	〃
۷۱	حضرت ادریسؑ	۲۵۶۶
۷۲	انبیاءؑ کے بعد نماز کو ضائع کرنے والوں کا اقتدار آیا۔	۲۵۶۸
۷۳	جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا تھا	〃
۷۴	ایک سوال	۲۵۶۹
۷۵	بے نمازی اور نماز گذار، خدا و رسولؐ کی نظر میں	۲۵۷۰
۷۶	سچّی توبہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں	۲۵۷۱
۷۷	غَیب کے معنی	〃
۷۸	صبح و شام سے کیا مراد ہے	۲۵۷۲
۷۹	جنّت کے وارث و مالک	۲۵۷۳
۸۰	جناب رسولِ خداؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا	۲۵۷۴
۸۱	جہنّم میں سب داخل ہوں گے لیکن ؟	۲۵۷۸
۸۲	عبرت اور سبق	۲۵۷۹
۸۳	خدا کے ڈھیل دینے کا مطلب یہ ہے کہ	۲۵۸۰

www.drhasanrizvi.com

شمار	عناوین	صفحہ
۸۴	بخار کی گرمی بھی دوزخ کی گرمی سے ہے	۲۵۸۰
۸۵	باقیات الصالحات	۲۵۸۱
۸۶	"دن گن رہے ہیں" سے مراد	۲۵۸۵
۸۷	متقین کا استقبال فرشتے کریں گے	۲۵۸۶
۸۸	خدا سے عہد لینے کے معنی	۲۵۸۷
۸۹	عہد کی حفاظت	۲۵۸۸
۹۰	شفاعت کا حق کس کو حاصل ہوگا؟	،،
۹۱	عیسائی فلسفہ	۲۵۹۰
۹۲	مودّت کب، اور کس کے دل میں پیدا کی جاتی ہے	۲۵۹۱
۹۳	خدا نے حضرت علیؑ کی محبت مومنوں کے دلوں میں ڈال دی ہے۔	۲۵۹۳
۹۴	سورۂ طٰہٰ کی فضیلت اور روحانی خصوصیات	۲۵۹۵
۹۵	سورۂ طٰہٰ۔ طٰہٰ کے معنی	۲۵۹۶
۹۶	شانِ نزول۔ نتائج و تعلیمات۔	۲۵۹۷
۹۷	استویٰ کے معنی	۲۵۹۸
۹۸	حضرت موسیٰؑ کے جوتے اتروانے کا مطلب	۲۶۰۱
۹۹	پہلے اصولِ دین، پھر فروعِ دین کی تعلیم	۲۶۰۲
۱۰۰	نماز کے لیے حکم ہوا	،،
۱۰۱	اللہ کا ذکر اطمینانِ قلب کا سبب ہوتا ہے،	۲۶۰۳
۱۰۲	نماز کی اصلی غرض	،،
۱۰۳	عصائے موسیٰؑ کا معجزہ ہونا	۲۶۰۶
۱۰۴	صدر کے معنی	۲۶۰۷
۱۰۵	حاصلِ کلام	۲۶۰۸
۱۰۶	میرے بھائی ہارونؑ کو میرا وزیر بنادے۔	۲۶۰۸
۱۰۷	عرفا نے نتیجہ نکالا	۲۶۰۹
۱۰۸	حضور اکرمؐ کی دعا	،،
۱۰۹	نبیؐ کا خلیفہ صرف خدا مقرر کرسکتا ہے	۲۶۱۰
۱۱۰	حضرت موسیٰؑ کی ولادت اور حفاظت	۲۶۱۱
۱۱۱	مبلّغین کو نرم لہجہ اختیار کرنا چاہیے	۲۶۱۵
۱۱۲	خلاصۂ کلام	۲۶۱۶
۱۱۳	خدا کی ذات کی معرفت	۲۶۱۸
۱۱۴	اُولِی النُّهٰی (صاحبانِ فکر و عمل)	۲۶۲۱
۱۱۵	مٹی اور انسان	۲۶۲۲
۱۱۶	نماز میں دو سجدے کیوں؟	،،
۱۱۷	فرعون کی بدمعاشی	۲۶۲۳
۱۱۸	جادو کرنا حرام اور سیکھنا جائز ہے	۲۶۲۸
۱۱۹	ایمان کی پختگی	۲۶۳۱
۱۲۰	گناہوں سے توبہ	۲۶۳۶
۱۲۱	بخشش کی شرط ولائے آلِ محمدؐ	۲۶۳۷
۱۲۲	سامری	۲۶۳۹
۱۲۳	اللہ کے اچھے وعدوں سے مراد	۲۶۴۰
۱۲۴	سامری کا بچھڑا	۲۶۴۲
۱۲۵	حضرت موسیٰؑ کا غصہ	۲۶۴۴
۱۲۶	سامری کون تھا، اور کیا تھا؟؟	۲۶۴۵
۱۲۷	صوفیاء نے نتائج نکالے	۲۶۴۶
۱۲۸	سامری اور اس کے بچھڑے (گؤسالہ) کا انجام	۲۶۴۷

www.drhasanrizvi.com

شمار	عناوین	صفحہ
۱۲۹	فقہاء نے نتائج نکالے	۲۶۴۸
۱۳۰	اہلِ اشارات نے لکھا	"
۱۳۱	حضرت علیؑ کی دعا	"
۱۳۲	اِس اُمّت کا سامری (حسن بصری) ہے	"
۱۳۳	تاریخ کی اہمیت	۲۶۴۹
۱۳۴	صرف خدائے واحد ہر شئے پر حاوی ہے	۲۶۵۳
۱۳۵	ظلم و ہضم (زیادتی اور کمی)	۲۶۵۴
۱۳۶	قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کیجیے کا مطلب	۲۶۵۵
۱۳۷	عہدِ آدمؑ طاقِ نسیاں - ایک سوال ؟	۲۶۵۷
۱۳۸	نتیجۂ آیت	۲۶۵۸
۱۳۹	وسوسہ ؟	۲۶۵۹
۱۴۰	غوی ؟	۲۶۶۰
۱۴۱	خدا نے حضرت آدمؑ کو چن لیا	۲۶۶۱
۱۴۲	توبہ کی اہمیت	"
۱۴۳	تخلیقِ حضرت آدمؑ کا مقصد ؟ خلافت	۲۶۶۲
۱۴۴	قیامت کے دن کون اندھا محشور ہوگا	۲۶۶۳
۱۴۵	تنگ زندگی سے مراد	"
۱۴۶	اسراف اور فضول خرچی سے مراد	۲۶۶۴
۱۴۷	نتائج ۔ موت کے بعد پہلا مرحلہ عالم برزخ ہے	"
۱۴۸	ہدایت نامہ امیر المومنینؑ	۲۶۶۶
۱۴۹	گزشتہ لوگوں کے انجام پر نظر ڈالو	۲۶۶۸
۱۵۰	مہلت کے بعد عذاب	۲۶۶۹
۱۵۱	ایک حدیث : جب بدعتیں پھوٹ پڑیں گی	"
۱۵۲	خدا کی سنّت	۲۶۷۰
۱۵۳	اللہ نے اپنے حبیبؐ کے لیے خوشی کا سامان مہیا فرمایا	۲۶۷۱
۱۵۴	نماز کے اوقات - تین حصوں میں بیان ہوئے	۲۶۷۱
۱۵۵	شانِ نزولِ آیت	۲۶۷۳
۱۵۶	فروعِ دین میں سب سے پہلے نماز کا حکم دیا گیا	۲۶۷۴
۱۵۷	راہِ خدا میں خرچ پر عطائے خدا کی مثال	۲۶۷۵
۱۵۸	پیغمبر اکرمؐ درِ دولتِ فاطمہؑ پر تشریف لاتے تھے اور صلوٰۃ و سلام کہتے تھے	۲۶۷۶
۱۵۹	اور اُمّت کا اہلِ بیتِ رسولؐ کے ساتھ سلوک	"
۱۶۰	کسی نبیؑ کی اُمّت نے اپنے نبیؑ کے اہلِ بیت کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا۔	"
۱۶۱	نماز نہ پڑھنے پر چند احادیث	۲۶۷۶
۱۶۲	خوشخبری	"
۱۶۳	قریشِ مکّہ کی ہٹ دھرمی	۲۶۷۸
۱۶۴	خداوندِ عالم اتمامِ حجّت کے بغیر کسی قوم پر عذاب نہیں کرتا۔	۲۶۷۸
۱۶۵	پردۂ غیبت چاک ہونے کا انتظار کرو	۲۶۷۹
۱۶۶	اسلام تمام ادیان پر غالب ہوگا	۲۶۸۰
۱۶۷	۱۶واں پارہ ختم اور دعائے ظہورِ امامؑ	"

www.drhasanrizvi.com

(پارہ) قَالَ اَلَمْ (۱۶)

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ (۵،۷) (حضرت خضرؑ نے فرمایا) "کیا میں نے تم سے
لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۵﴾ نہ کہا تھا کہ تم میرے ساتھ (رہ کر) صبر و تحمل نہ کر سکو گے"؟

ایمان کی اہمیت اور خدا کی گہری مصلحت

حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "اللہ کو علم تھا کہ اگر یہ لڑکا (جس کو حضرت خضرؑ نے قتل کیا تھا) زندہ رہا تو اس کے والدین اس کی محبت سے کافر ہو جائیں گے، اس لیے اللہ نے حضرت خضرؑ کو حکم دیا کہ اس کو قتل کر دو۔" اس سے اللہ کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح اس کے والدین کو آخرت میں محلِ کرامت (عزت کا مقام) عطا فرمائے۔"

..... (تفسیر صافی صفحہ ۳۰۷ بحوالہ علل الشرائع)

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ: جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: "جو لڑکا قتل کیا گیا تھا، خداوندِ تعالیٰ نے اُس کے بدلے میں اُس کے ماں باپ کو ایک لڑکی عطا فرمائی، جس کی نسل سے ستّر نبی پیدا ہوئے۔"

..... (تفسیر صافی صفحہ ۳۰۷ بحوالہ کافی و مَن لا یحضرہُ الفقیہ و مجمع البیان)

★ اب رہا یہ سوال کہ آخر حضرت خضرؑ نے ایک بچے کی جان کیوں لے لی؟

تو ملک الموت ہر لمحہ ہزاروں کی جان لے رہا ہے۔ غرض یاد رہے کہ حضرت خضرؑ نے بھی

www.drhasanrizvi.com

ملک الموت کی طرح خدا ہی کے حکم پر اُس کو قتل کیا تھا، اپنی مرضی سے قتل نہیں کیا تھا۔ البتہ یہ کہ خدا کا یہ حکم ملک الموت کو براہِ راست نہیں دیا گیا، بلکہ حضرت خضرؑ کے ذریعے سے دیا گیا۔

اِس سے معلوم ہوا کہ ملائکہ، اولیاءِ خدا کے تابعِ فرمان ہوتے ہیں۔

* - - - - - (مؤلف)

★ جب حضرت خضر علیہ السّلام نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا بچے کے قتل پر طیش ملاحظہ فرمایا تو کہا کہ "میں نے آپؑ کو کہا نہیں کہا تھا کہ آپؑ سے میرے ساتھ رہ کر صبر نہ ہو سکے گا۔" اب کی بار حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے خفّت محسوس کرتے ہوئے دوٹوک فیصلے کی بات کر دی کہ اگر اس کے بعد میں نے کسی بات پر لب کشائی کی تو آپؑ کو اختیار ہے کہ مجھے اپنی شاگردی سے الگ کر دیں۔

* - - - - - (تفسیر انوار النجف)

★ تفسیر "مجمع البیان" میں جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے روایت ہے کہ:

"حضرت موسیٰؑ کو شرم دامن گیر ہوئی، ورنہ اگر وہ صبر کرتے اور حضرت خضرؑ کی صحبت کو جاری رکھتے تو ہزاروں عجائبات ملاحظہ فرماتے۔"

* - - - - - بحوالہ (تفسیر انوار النجف)

نتائج

محقّقین نے حضرت موسیٰؑ کے بار بار حضرت خضرؑ کو ٹوکتے رہنے سے یہ نتائج اخذ کیے ہیں کہ: (۱) احکامِ شریعت کی خلاف ورزی کو برداشت نہ کرنا انبیائے کرامؑ کی سنّت اور طریقہ ہے۔

(۲) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر انجام دینا اعلیٰ ترین فرائض میں سے ہے۔

(۳) اِس واقعہ سے یہ نتیجہ نکالنا غلط ہے کہ اگر کوئی شخص خلافِ شریعت کام کرے تو اُس کو برداشت کیا جائے حضرت موسیٰؑ کے لیے تو پھر بھی سکوت شاید جائز تھا، اس لیے کہ اُن کو حضرت خضرؑ کی معیّت کا حکم خدا نے دیا تھا لیکن جن کو شریعتِ الٰہی کے علاوہ خدا کا کوئی حکم معلوم ہی نہ ہو، اُن کو گناہ پر ساکت و خاموش رہنا جائز نہیں۔" * . . . . . (ماجدی - تھانوی)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ اِنۡ سَاَلۡتُكَ عَنۡ شَیۡءٍۢ بَعۡدَهَا فَلَا تُصٰحِبۡنِیۡ ۚ قَدۡ بَلَغۡتَ مِنۡ لَّدُنِّیۡ عُذۡرًا ﴿۷۶﴾

(۷۶) (حضرت موسیٰ نے) کہا: اب اِس کے بعد اگر میں آپ سے کچھ پوچھوں تو پھر آپ مجھے اپنی صحبت میں اپنے ساتھ نہ رکھیئے گا۔ لیجیئے اب تو آپ کو میری طرف سے (پورا) عذر مل گیا۔" (یعنی اب تو میں نے آپ سے بہت کافی معذرت کرلی)۔

حضرت موسیٰؑ کو علم شریعت حاصل تھا علمِ لدنّی حاصل نہیں تھا

اِن آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کو صرف علم شریعتِ ظاہری حاصل تھا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم شریعتِ ظاہری وحقیقت باطنی' دونوں کے جامع تھے اِسی لیے حضرت خضر علیہ السّلام نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے فرمایا تھا کہ: "میرے پاس ایسا علم ہے جس کے اظہار کا حکم نہیں ہے، اور نہ آپؑ اُس پر عمل کرسکتے ہیں۔ اور آپؑ کے پاس ایسا علم ہے جس پر عمل کرنا مجھ پر واجب نہیں ہے۔"

*..... (الخصائص الصغریٰ - تفسیر روح البیان)

★ غرض جمہور اُمّت کا اتفاق ہے کہ حضرت خضرؑ نبی تھے اور اُن پر باطنی باتوں کی وحی ہوتی تھی، اور اُسی پر عمل کرنے پر مامور تھے۔ اُمورِ ظاہری پر عمل کرنے کے پابند نہ تھے، جبکہ ہمارے نبیؐ اُمورِ ظاہر اور باطن دونوں کے جامع تھے۔ اگرچہ آنحضرتؐ کا اکثر عمل ظاہری باتوں پر ہوتا تھا اور کبھی کبھی علمِ باطن کے مطابق بھی عمل کرتے تھے۔

*..... (تفسیر ابن حبان - تفسیر روح البیان)

www.drhasanrizvi.com

اخلاقی تعلیمات اور نتائج

(۱) غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ جملہ اُن کی انصاف پسندی، بلند نظری، عالی ظرفی، اور شرافت کے اعلیٰ معیار کو ظاہر کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ: بڑا آدمی وہ ہوتا ہے جو حقائق کے سامنے سر جھکا دیتا ہے، خواہ وہ کتنی ہی تلخ کیوں نہ ہوں۔

(۲) دوسری اخلاقی تعلیم یہ ملی کہ اپنی غلطی مان لینا اور اپنی کوتاہیوں کو تسلیم کر لینا بڑے لوگوں کا طریقہ ہوتا ہے۔

(۳) تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام دونوں الگ الگ چیزوں کے پابند تھے، اس لیے دونوں کا ساتھ رہنا ممکن نہ ہوا۔ (حضرت موسیٰؑ، شریعت کے احکام کے پابند تھے، اور حضرت خضرؑ حکمِ خدا سے باطنی علم و حکمِ الٰہی پر عمل کرتے تھے)۔

(تفسیر نمونہ)

حضرت موسیٰؑ کو حضرت خضرؑ کی شاگردی میں کیوں بھیجا گیا؟

جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:

"ایک دفعہ کسی نے حضرت موسےٰؑ سے سوال کیا کہ تمام زمین پر سب سے بڑا عالم کون ہے؟

حضرت موسےٰؑ نے کہا: "مجھے اپنے آپ سے بڑھ کر کسی کے عالم ہونے کا علم نہیں"۔

اِس پر خدا نے حضرت موسیٰؑ کو وحی کی کہ: "(اے موسیٰؑ!) ہمارا ایک بندہ مجمع البحرین میں ہے جو تم سے زیادہ عالم ہے"۔ حضرت موسیٰؑ نے درخواست کی، کہ "میں اُس عالم کی زیارت کرنا چاہتا ہوں"۔

" حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اِس درخواست پر اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا طریقہ بتایا"۔

(مجمع البیان جلد ۶ - نور الثقلین جلد ۳)

www.drhasanrizvi.com

فَانْطَلَقَا حَتّٰۤى اِذَآ اَتَيَآ (۷۷) پھر وہ دونوں آگے چلے، یہاں تک کہ

اَهْلَ قَرْيَةِ اِۨسْتَطْعَمَآ ایک بستی والوں کے پاس پہنچے، اور وہاں کے

اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا لوگوں سے کھانا مانگا، تو انھوں نے اُن

فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ دونوں کی مہمانداری کرنے سے انکار کر دیا۔

اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ وہاں اُنھوں نے ایک دیوار دیکھی جو بس

لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ گرنے ہی والی تھی خضرؑ نے اُس کو سیدھا

اَجْرًا ۷۷ کھڑا کر دیا۔ موسیٰؑ نے کہا: "اگر آپ چاہتے

تو اِس کام کی اُجرت ہی لے لیتے۔"

۱؎ اُس بستی کے تین نام منقول ہیں	اُس بستی کے متعلق تین نام یہ ہیں: ۱؎ انطاکیہ۔

۲؎ ایلہ ۳؎ ناصرہ جس کی طرف نصاریٰ منسوب ہیں۔ "ناصرہ" امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے۔ اِس بستی کے باشندے بخیل تھے۔ اور امام رضاؑ نے فرمایا کہ: "اُنھوں نے نہ حضرت خضرؑ و موسیٰؑ کی ضیافت کی اور نہ قیامت تک وہ کسی کی ضیافت کریں گے۔" (تفسیر انوار النجف)

★ لکھا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر اُس بستی کے لوگ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ: "آپ "فَاَبَوْا" کے لفظ میں "ب" کے بجائے "ت" لکھ دیجئے۔ تاکہ ہمارے باپ دادا کے بخیل ہونے کی ذلت مٹ جائے۔" آنحضرتؐ نے انکار فرمایا اور فرمایا کہ "اس سے خدا پر جھوٹ کا الزام آئیگا اور آیتوں میں تبدیلی نبوت کا کام نہیں۔" (تفسیر کبیر۔ روح البیان)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيۡنِىۡ وَ (۷۸) خضر بولے: "بس اب میرا اور
بَيۡنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاۡوِيۡلِ آپ کا ساتھ ختم ہوا۔ لو اب میں آپ کو
مَا لَمۡ تَسۡتَطِعْ عَّلَيۡهِ صَبۡرًا ﴿۷۸﴾ اُن باتوں کا مطلب اور حقیقت بتلائے
دیتا ہوں جن پر آپ صبر نہ کر سکے۔

اَمَّا السَّفِيۡنَةُ فَكَانَتۡ (۷۹) وہ جو کشتی تھی، وہ کچھ غریبوں کی
لِمَسٰكِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ فِى تھی، جو دریا میں کام کرتے ہیں۔ تو میں نے
الۡبَحۡرِ فَاَرَدْتُّ اَنۡ اَعِيۡبَهَا چاہا کہ اُسے عیب دار بنا دوں (کیونکہ اُنکے
وَكَانَ وَرَآءَهُمۡ مَّلِكٌ آگے ایک بادشاہ (کا علاقہ) ہے، جو ہر ایک
يَّاۡخُذُ كُلَّ سَفِيۡنَةٍ (بے عیب اچھی) کشتی پر زبردستی قبضہ
غَصۡبًا ﴿۷۹﴾ کر لیتا ہے۔

نتیجہ آیت ۷۹ فقہاء نے آیت کے لفظ "مسٰکین" سے نتیجہ نکالا کہ آلاتِ حرفہ و تجارت پر زکوٰۃ نہیں لگتی۔ کیونکہ خدا نے کشتی کے مالک ملاحوں کو "مسٰکین" کہا ہے۔ اصل میں فقہاء کے نزدیک مسکین کا اطلاق ہر اُس شخص پر ہوتا ہے جو اگرچہ مال رکھتا ہو، مگر وہ مال اُس کی ضرورت کے لیے کافی نہ ہو۔ (معالم)

"وَرَآءَهُمۡ" وراء کے معنی لغاتِ اضداد میں سے ہے اس کے معنی آگے اور پیچھے دونوں ہیں۔ (تنزیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ (۸۰) رہا وہ لڑکا (جس کو میں نے قتل کر ڈالا تھا)

مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ تو اُس کے ماں باپ حق کو ماننے والے ہیں۔

يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴿۸۰﴾ ہمیں خطرہ محسوس ہوا کہ یہ اُن دونوں کو

اپنے انکارِ حق اور اپنی سرکشی سے تنگ کرے گا۔

فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا (۸۱) تو ہم نے چاہا کہ اُن کا پالنے والا

رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ مالک اُنھیں اِس لڑکے کے بدلے، ایک

اَقْرَبَ رُحْمًا ﴿۸۱﴾ ایسا لڑکا عطا کرے جو اخلاقی پاکیزگی

میں بھی اُس سے بہتر ہو، اور محبّت اور صلۂ رحمی میں بھی زیادہ بڑھا چڑھا ہو۔

حضرت خضرؑ کا جواب

محققین نے لکھا کہ: کیونکہ حضرت موسیٰؑ نے بہت زیادہ سختی کے ساتھ حضرت خضرؑ کو بچّے (لڑکے) کے قتل کرنے پر ٹوکا تھا، اِسی لیے حضرت خضرؑ نے بھی اپنے ارادہ کی قوّت کو پوری قوّت سے ظاہر کرنے کے لیے جمع کا صیغہ متکلم تعظیمی (ہم نے چاہا) استعمال کیا۔ تاکہ جس قدر شدّت کے ساتھ اعتراض کیا گیا تھا، اُسی شدّت کے ساتھ جواب بھی دیا جائے۔ (یہی فصاحت کا تقاضا تھا)

* ---- (ماجدی)

* محققین نے قتلِ ناحق کی بُرائی کی شدّت کو اِس سے ثابت کیا ہے۔

* ---- (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

سوال ؟

اِس قصّے میں ایک بہت بڑی پیچیدگی ہے کہ آخر خدا کے اُن احکامات کی نوعیت کیا تھی ؟ کیونکہ کسی بھی شریعت میں بیگناہ کا قتل کرنا جائز نہیں ؟

★ علامہ شعرانی، شیخ اکبر محی الدین عربی، جُنید بغدادی اور امام غزالی تک نے لکھا کہ:

"کسی کو اپنے الہام کی بنیاد پر قتل کرنا جائز نہیں۔ ایسا کوئی الہام قابلِ قبول نہیں جو شریعت کے خلاف ہو۔"

★ ..... (روح المعانی جلد ۱۶)

★ سوا اس کے کہ وہ الہام یا وحی کسی نبیؐ کو ہو جو براہِ راست خدا سے حکم وصول کرسکتا ہے۔

جس طرح حضرت ابراہیمؑ کا خواب تھا جس کی بنیاد پر انھوں نے حضرت اسمٰعیلؑ کو ذبح کیا تھا، جو اگرچہ ہر شریعت کے خلاف تھا۔

★ ..... (مؤلف)

اِس مسئلے کا حل

اِس کا خلاصہ یہ ہے کہ "یہ مان لیا جائے کہ کچھ اعلیٰ انسان ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو وحیِ الٰہی کے ذریعہ حکمِ الٰہی کے تحت کام کرتے ہیں۔ وہی لوگ صاحبانِ امر ہوتے ہیں اور وہی لوگ مشیتِ الٰہی کے کارکن بھی ہوتے ہیں۔ مگر یہ لوگ صرف اور صرف وہی لوگ ہوسکتے ہیں جن کی ولایت، نبوت اور امامت قرآن و حدیث سے قطعی طور پر ثابت ہو، خودساختہ یا مردم ساختہ نہ ہوں۔ سورۂ قدر میں ایسے ہی عظیم انسانوں کی شان بیان کی گئی ہے۔"

★ ..... (فصل الخطاب)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ "جب حضرت موسیٰؑ نے لڑکے کے قتل کرنے پر حضرت خضر علیہ السّلام پر سخت اعتراض کیا تو حضرت خضرؑ نے مقتول کا کاندھا کھول کر حضرت موسیٰؑ کو دکھایا، جس پر صاف لکھا ہوا تھا کہ یہ کافر ہے۔ پس حضرت موسیٰؑ خاموش ہو گئے۔"

★ ..... (تفسیر عیاشی)

نتیجے

محققین نے نتیجہ نکالا کہ (۱) خدا جب بندے سے اُس کی محبوب ترین چیز چھین لیتا ہے

www.drhasanrizvi.com

(بغیر کسی بڑے گناہ یا ظلم کے) تو اُسے اُس سے کہیں بہتر چیز عطا فرماتا ہے بشرطیکہ وہ چھینی ہوئی چیز پر صبر کرے۔ دوسرے یہ کہ خدا کوئی نعمت یا تو سزا کے طور پر چھینتا ہے یا امتحان کے لیے۔ تیسرے یہ کہ جو چیز چھینی جاتی ہے کبھی کبھی وہ بہت نقصان دہ ہوتی ہے۔

(تاویلاتِ نجمیہ ۔ روح البیان) ۔۔۔۔۔*

۲۔ کتنا بھی علم ہو مگر خود کو اعلمِ زمانہ نہ سمجھنا چاہیے۔

۳۔ علم کی تلاش میں سفر کرنا عظیم عبادت ہے اور علماء کی زیارت بھی۔

۴۔ انسان کو ہمیشہ علم حاصل کرتے رہنا چاہیئے۔

۵۔ کاموں میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیئے (سوائے تین موقعوں کے۔ جیسا کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا:

(۱) جب نماز کا وقت داخل ہو جائے تو نماز ادا کرنے میں جلدی کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی بھی مصروفیت کی وجہ سے نماز کا وقت ختم ہو جائے۔ اس لیے تاخیر نہ کرو۔

(۲) موت سے پہلے توبہ کرنے میں جلدی کرو (۳) صدقہ دینے میں جلدی کرو قبل اس کے کہ کوئی مصیبت یا بلا نازل ہو۔ (یعنی اوّلین فرصت میں یہ تینوں اُمور بجا لانا ضروری ہیں)

۶۔ ہر چیز کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن۔

۷۔ ماں باپ کو تکلیف پہنچانے سے عمر کم ہو جاتی ہے۔

۸۔ لوگ اُس چیز کے دشمن ہوتے ہیں جسے وہ نہیں جانتے۔ (حضرت علی ع۔ نہج البلاغہ)

۹۔ اُستاد کا احترام واجب ہے۔ (حضرت علیؑ نے فرمایا: "جس نے مجھے ایک کلمہ بھی سکھایا اُس نے مجھے اپنا غلام بنا لیا۔)

۱۰۔ عالم کی اطاعت کرنی چاہیئے ——— جیسے حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضرؑ کی اطاعت کی۔

۱۱۔ کسبِ علم کے وقت انکساری ضروری ہے، عالم کی اجازت اور اُس کا ادب اور حلم ضروری ہے۔

(تفسیر نمونہ) ۔۔۔۔۔*

www.drhasanrizvi.com

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ (۸۲)	رہی وہ دیوار، تو وہ شہر کے
لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي	دو یتیم بچّوں کی تھی۔ اور اُس (دیوار) کے
الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ	نیچے اُن دونوں کے لیے ایک خزانہ دفن
كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا	تھا، اور اُن دونوں کا باپ ایک نیک
صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ	آدمی تھا، تو تمھارے پالنے والے مالک نے
يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا	چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں اور
كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ	تمھارے پالنے والے مالک کی مہربانی سے
وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۭ	اپنا خزانہ نکال لیں۔ اور یہ سب کچھ میں نے
ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ	اپنی رائے یا اپنے اختیار سے نہیں کیا۔
عَلَيْهِ صَبْرًا ۞ (۸۲) ع	یہ ہے مطلب، حقیقت اور وضاحت

اُن باتوں کی جنھیں آپ برداشت نہ کرسکے۔

خدا کی نظر میں نیک باپ کی قدر

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ: ”نیک باپ کی بدولت خدا کئی پشتوں تک اولاد کی حفاظت کرتا ہے یہاں صرف باپ کی نیکی کی بدولت خزانہ کی حفاظت کی گئی“ ۔۔۔۔ (تفسیر انوار النجف)

ع ۱۲ ۱۰

www.drhasanrizvi.com

خزانے میں کیا چیز پوشیدہ تھی ؟

جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اُس خزانے میں ایک بڑی سونے کی تختی پوشیدہ تھی، جس پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی کہ: "تعجب ہے اُس انسان پر، جو قضا و قدر پر ایمان بھی رکھتا ہے، پھر وہ کیسے غمگین ہوتا ہے ؟

★ تعجب ہے اُس انسان پر، جسے یقین ہے کہ خدا رازق ہے، پھر رزق کے پیچھے اپنے کو (بیجا طور پر) سخت تکلیفوں میں ڈالتا ہے۔ (حرام و حلال کا خیال نہیں کرتا)

★ تعجب ہے اُس انسان پر کہ جسے موت کے آنے کا یقین ہے، پھر کیسے خوشیاں مناتا ہے ؟

★ تعجب ہے اُس انسان پر، جو حساب کتاب پر یقین رکھتا ہے، پھر نیک اعمال سے غافل ہے۔

★ تعجب ہے اُس انسان پر، جو دنیا اور اُس کے انقلابات کو دیکھتا ہے، پھر وہ دنیاوی نعمتوں پر مطمئن ہوتا ہے۔؟ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔"

*..... (تفسیر مجمع البیان بروایت ابو الدرداء، تفسیر روح البیان،

*..... تفسیر برہان، بروایت صفوان جمال بحوالہ کافی)

★ حضرت خضر کا ذکر کرو تو اُن پر سلام کرو

حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا ع سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا ص نے ارشاد فرمایا: "حضرت خضر ع نے چشمۂ آبِ حیات کا پانی پیا تھا، اِس لیے وہ ابھی تک زندہ ہیں اور نفخِ صور (قیامت) تک نہ مریں گے۔ وہ اکثر ہمارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں، اور ہم اُن سے باتیں سنتے ہیں، مگر وہ ہمیں نظر نہیں آتے: جہاں کہیں بھی اُن کا ذکرِ خیر ہوتا ہے، وہ وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ اِس لیے جو اُن کا ذکر کرے اُس کو چاہیئے کہ اُن پر سلام کرے۔

زمانۂ حج میں مکہ جاتے ہیں اور حج ادا کرتے ہیں اور عرفات میں حاجیوں کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں، غیبت کے زمانہ میں ہمارے قائم (مھدیؑ) کے مددگار ہوں گے۔ خدا اُن کے ذریعہ ہمارے قائم (مھدیؑ) کی تنہائی کی کیفیت کو دور فرمائے گا۔"

*..... (تفسیر نور الثقلین)

www.drhasanrizvi.com

حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰؑ کو نصیحتیں کیں

جب حضرت موسیٰ حضرت خضر سے جدا ہونے لگے تو حضرت خضر نے یہ نصیحتیں کیں:

(۱) لوگوں کو فائدہ پہنچانا، نقصان نہ پہنچانا۔

(۲) ہر آنے والے یا ملنے والے سے خندہ پیشانی سے ملنا، کسی سے غصہ ہو کر نہ ملنا۔

(۳) کسی کی ناجائز خوشامد نہ کرنا۔ (۴) کسی کے ہاں خواہ مخواہ نہ جانا۔

(۵) بلاوجہ نہ ہنسنا۔ (۶) اگر کوئی اپنی غلطی پر نادم ہو تو پھر اُسے وہی غلطی یاد نہ دلانا۔

(۷) اپنی غلطیوں پر شرمندہ ہونا، بلکہ رونا۔ (۸) آج کا کام کل پر نہ چھوڑنا۔

(۹) آخرت کی فکر میں مسلسل کوشش کرتے رہنا۔

(۱۰) جو تمھاری پرواہ نہ کرے اُس کے سامنے عاجزی نہ کرنا۔ (۱۱) کسی پر احسان کرنے میں حتی الامکان کمی نہ کرنا۔

پھر حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰؑ سے فرمائش کی کہ آپؑ بھی مجھے کچھ نصیحتیں فرمائیں۔

حضرت موسیٰؑ نے فرمایا:

(۱) اگر کسی پر ناراض ہونا تو صرف اللہ کے لیے۔ (۲) دنیا سے محبت نہ کرنا، کیونکہ اگر یہ محبت حد سے بڑھ جائے تو ایمان سے خارج کر کے کفر میں داخل کر دیتی ہے۔

پھر حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰؑ کو دعا دی کہ خدا آپؑ کو اپنی اطاعت میں مدد فرمائے اور آپؑ کو ہر معاملے میں خوش رکھے، اور لوگ آپؑ سے محبت کریں اور خدا آپؑ کو اپنے فضل و کرم سے نوازے۔

حضرت موسیٰؑ نے آمین کہی۔ ★ ۔ ۔ ۔ ۔ (التعریف والاعلام ۔ تفسیر روح البیان)

★ حضرت خضرؑ نے حضرت علیؑ کی فرمائش پر نصیحت کی: "اغنیاء کی فقراء پر بخشش کتنا اچھا کام ہے"۔

اور پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: "فقراء کا اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے فقر و فاقہ پر صبر کرنا اس سے بھی اچھی بات ہے"۔

www.drhasanrizvi.com

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ۖ (۸۳)	اب وہ لوگ آپ سے ذوالقرنین
قُلْ سَاَتْلُوا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ	کے بارے میں پوچھتے ہیں، تو آپ اُن سے
ذِكْرًا ﴿۸۳﴾	کہیے کہ میں تمھیں اُن کا کچھ حال سُناتا ہوں
اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِى الْاَرْضِ (۸۴)	ہم نے اُنھیں زمین پر حکومت
وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ	اور اقتدار عطا کیا تھا، اور اُنھیں ہم نے
سَبَبًا ﴿۸۴﴾	ہر قسم کے اسباب و وسائل بخشے تھے۔
فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۵﴾	(۸۵) تو اُنھوں نے (ایک مُہم کا) سامان کیا۔

(آیت ۸۳ کی تشریح) یہودیوں کے سکھانے پر مکّہ کے لوگ حضورِ اکرمؐ کو آزمانے کے لیے مختلف قسم کے سوالات پوچھا کرتے تھے۔ ★.... (ماجدی)

اسکندر ذوالقرنین کا تعارف

★ امیرالمومنین حضرتؑ علی علیہ السّلام نے فرمایا: "ذوالقرنین ایک نیک آدمی تھا، اللہ کو دوست رکھتا تھا۔ دینِ خدا کا خیرخواہ تھا، اپنی قوم کو خدا سے ڈرنے اور اُس کی اطاعت کرنے کا حکم دیتا تھا۔ قوم والوں نے اُس کے سر پر تلوار ماری، جو سر کے کنارے پر لگی پس وہ غائب ہوگیا۔ پھر ظاہر ہوا، تو قوم کو دینِ خدا کی طرف پھر بلایا۔ قوم نے پھر سر پر تلوار ماری۔ اسی لیے اُن کو ذوالقرنین (دو زخموں والا) کہا جاتا ہے۔ تم بھی اُس کے جیسے بنو" ★-- (تفسیر نورالثقلین)

★ ذوالقرنین کا یہ نام اس لئے پڑا کہ وہ دنیا کے دونوں سروں تک پھر آئے تھے یعنی مشرق سے مغرب تک۔ بعض لوگوں نے اُن کو سکندرِ اعظم کا لقب دیا ہے۔ "اُن کا نام ذوالقرنین اس لئے پڑا کہ اُن کے سر کا تاج دو سینگوں والا تھا۔" ★--- (موضح القرآن) "اُن کے دو لمبے لمبے گیسو تھے۔" ★... (تبیان - مجمع البیان)

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ (۸۶) وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ﴿۸۶﴾

یہاں تک کہ جب وہ سورج کے ڈوبنے کی جگہ تک پہنچے تو اُنھوں نے سورج کو ایک گدلے چشمے کے کالے پانی میں ڈوبتے ہوئے محسوس کیا۔ اور وہاں پر اُنھوں نے ایک قوم کو دیکھا، تو ہم نے کہا: "اے ذوالقرنینؑ! (تمھیں اختیار ہے کہ) تم اُن کو سزا دو یا اُن کے ساتھ نرمی کا سلوک کرو۔"

★ "مَغْرِبَ الشَّمْسِ" سورج کے غروب ہونے کی جگہ" سے مراد مغرب کی طرف آبادی کے ختم ہونے کی جگہ ہے۔" اور خدا کا فرمانا کہ: اُنھوں نے وہاں (سورج کو) سیاہ چشمے میں ڈوبتا ہوا محسوس کیا" تو اس کا تعلق صرف اُن کے ادراک سے ہے۔ حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔ ★... (روح - ابنِ جریر)

★ "وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا" (وہاں اُنھوں نے ایک کو دیکھا) آیت کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ لوگ کافر تھے۔ مقصد یہ ہے کہ حکمِ پروردگار ہوا کہ ان کو دینِ حق کی تبلیغ کرو پس اگر نہ مانیں اور اپنے کفر پر ڈٹے رہیں تو آپ کو اختیار ہے کہ اُن کو سزائے موت دے دو یا اُن کے ساتھ مزید نیکی کا برتاؤ کرو۔

★ بعض لوگوں نے اسکندر کی نبوّت کا استدلال وحی کی بنا پر کیا ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہاں حکمِ خدا بصورت الہام تھا جس طرح مادرِ موسیٰؑ کے متعلق وارد ہوا ہے۔ وحی وہ ہے جو بصورت نزولِ مَلک ہو۔ الہام غیرِ نبی پر بھی ہو سکتا ہے۔
(ملخص - تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ (۸۷) فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸۷﴾

ذوالقرنینؑ نے کہا: "اب جو ظلم یا زیادتی کرے گا تو ہم اُس کو عنقریب (جلد ہی) سزا دیں گے۔ پھر جب وہ اپنے پالنے والے مالک کی طرف پلٹایا جائے گا تو وہ اُسے اور بھی زیادہ سخت سزا دے گا۔

"مَنْ ظَلَمَ" (یعنی جو ظلم یا زیادتی کرے گا) یہاں "ظلم" سے اوّلین مراد "شرک ہے" اسی لیے ذوالقرنین نے خدا کے حکم کے مطابق پہلے تو وہاں کے رہنے والوں کو توحید کا پیغام پہنچایا اور اچھی طرح سمجھایا، پھر بھی شرک پر ڈٹے رہنے والوں کو سزا کی دھمکی دی کہ اب بھی جس نے ظلم کیا (یعنی شرک کیا) اُس کو ہم سزائے موت دیں گے (یہی سزا اُس کے لیے کافی نہ ہوگی، بلکہ) جب وہ قیامت کے دن محشور ہوگا اور اپنے مالک کی طرف پلٹایا جائے گا تو اُس وقت وہ خدا کی سزا میں اور زیادہ سختی سے گرفتار ہوگا۔ لیکن جو خدا کو یکتا مان لے گا اور اُس پر ثابت قدم رہے گا، ہم اُس کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے، اور اُس پر ہمارے احکامات کا بوجھ اتنا ہوگا کہ وہ اُسے آسانی کے ساتھ اُٹھا سکے گا۔ اور اُس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ اور قیامت کے دن اُس کو بہت اچھا بدلہ ملے گا۔

(یہ ہیں توحید پر ایمان لانے اور نیکی بجالانے کے فوائد و نتائج)

..... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ (۸۸) اور جو ابدی حقیقتوں کو دل سے مانے
صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى ۚ گا اور نیک عمل بھی کرے گا تو اُس کے لیے
وَ سَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا اچھا معاوضہ ہے۔ اور ہم بھی اُس کے ساتھ
يُسْرًا ؕ﴿۸۸﴾ اپنے معاملے میں آسانی برتیں گے۔"

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۹﴾ (۸۹) پھر اُنھوں نے ایک (دوسری مُہم) کی تیاری (شروع) کی۔

نیک عمل دنیوی اور اُخروی دونوں لحاظ سے مفید ہوتا ہے۔

یعنی آخرت میں بھی اُس کو بھلائی ملے گی اور دنیا میں بھی ہم اُس پر سختی نہ کریں گے جب کوئی بات اُس سے کہیں گے نرمی کی کہیں گے، جس کو وہ بآسانی برداشت کرے گا۔

نتیجہ محققین نے نتیجہ نکالا کہ "جو بادشاہ عادل ہوتا ہے وہ ذوالقرنین کے نقشِ قدم پر چلتا ہے۔
یعنی: بُروں کو اُن کی بدی کی وجہ سے سزا دیتا ہے اور نیکوں سے نرمی کے ساتھ پیش آتا ہے۔ (شیخ الاسلام عثمانی)

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "بادشاہ یا حاکم عادل قیامت کے دن عرشِ الٰہی کے زیرِ سایہ ہوگا۔" (تحف العقول)

مفید اور سبق آموز بات "اچھے اور بُرے برابر نہیں سمجھے جانے چاہئیں"۔ اِسی لیے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے مالکِ اشترؒ کو تحریر فرمایا تھا: "اے مالکؒ! تمھاری نگاہ میں نیک اور بدکار کبھی ایک جیسے نہیں ہونے چاہئیں، کیونکہ اس طرح نیک لوگ اپنے نیک کاموں سے بددل ہو جائیں گے، اور بدکار لوگ (اپنی بدکاریوں پر دلیر اور) بے پرواہ ہو جائیں گے"۔ (فی زمانہ یہی روش نظر آرہی ہے)
★ ---- (نہج البلاغۃ)

www.drhasanrizvi.com

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ (۹۰) یہاں تک کہ جب وہ سورج کے
وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ نکلنے کی حد تک جا پہنچے، تو وہاں اُنھوں
لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ نے دیکھا کہ سورج ایک ایسی قوم پر[1] طلوع
دُوْنِهَا سِتْرًا ۙ(۹۰) ہو رہا ہے جس کے لیے ہم نے دھوپ سے بچنے کا
کوئی سامان نہیں کیا تھا۔

كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا (۹۱) اُن کا تو یہ حال تھا، اور جو کچھ کہ
بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا (۹۱) ذوالقرنینؑ کے پاس تھا، اُس کو ہم
خوب جانتے تھے۔

---

[1]

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے، کہ: "اُن لوگوں کو تعمیر کا کام ہی نہیں آتا تھا۔"
★ ---- (تفسیر علی بن ابراہیم)

★ شاید وہ لوگ جنگلی ہوں گے کہ گھر بنانا اور چھت ڈالنا نہ جانتے ہوں۔ ★ .... (موضح القرآن)

★ اصل میں یہ قومِ زنج کے لوگ تھے۔ اُن کی زمین اتنی نرم تھی کہ کسی عمارت کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔
★ ...... (تفسیر جلالین)

★ علّامہ طبرسیؒ نے لکھا: "یعنی اُس زمین پر پہاڑ نہ تھا اور نہ کوئی درخت تھا، نہ کوئی عمارت تھی
اُس زمین پر کوئی عمارت بن ہی نہ سکتی تھی۔ جب سورج نکلتا تو وہ لوگ سرنگوں میں چلے جاتے اور جب سورج ڈوب
جاتا تو وہ اپنے کام کرتے۔"
★ .... (مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

ثُمَّ اَتۡبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾ (۹۲) پھر انھوں نے ایک اور راستہ اختیار کیا۔

حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيۡنَ السَّدَّيۡنِ (۹۳) یہاں تک کہ جب وہ اُن دونوں

وَجَدَ مِنۡ دُوۡنِهِمَا قَوۡمًا ۙ رکاوٹ والی دیواروں (پہاڑوں)

لَّا يَكَادُوۡنَ يَفۡقَهُوۡنَ قَوۡلًا ﴿۹۳﴾ کے درمیان پہنچے تو اُن دونوں (پہاڑوں) کے

اُدھر ایک قوم کو دیکھا جو کوئی بات سمجھتی نہ تھی۔

قَالُوۡا يٰذَا الۡقَرۡنَيۡنِ اِنَّ (۹۴) اُن لوگوں نے کہا: "اے ذوالقرنین!

يَاۡجُوۡجَ وَمَاۡجُوۡجَ مُفۡسِدُوۡنَ بلاشبہ یاجوج اور ماجوج اِس سرزمین

فِى الۡاَرۡضِ فَهَلۡ نَجۡعَلُ میں فساد پھیلاتے رہتے ہیں۔ تو کیا ہم

لَكَ خَرۡجًا عَلٰٓى اَنۡ تَجۡعَلَ آپ کے لیے اِس شرط پر ٹیکس یا سرمایہ جمع

بَيۡنَنَا وَبَيۡنَهُمۡ سَدًّا ﴿۹۴﴾ کردیں کہ جس سے آپ ہمارے اور اُن کے درمیان ایک

رکاوٹ کی دیوار بنادیں"؟

یاجوج اور ماجوج

یاجوج اور ماجوج دو قبیلے ہیں یافث بن نوحؑ کی اولاد میں سے۔

ترک، چینی، روسی بھی یافث بن نوحؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ . . . . (تفسیر صافی ص ۳۰۹)

www.drhasanrizvi.com

★ امیرالمومنین حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السّلام سے روایت ہے کہ :

" اُن لوگوں نے ذوالقرنین سے کہا کہ یاجوج اور ماجوج ان دو پہاڑوں کے پیچھے رہتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ جب ہماری کھیتیاں پک کر تیار ہو جاتی ہیں، تو وہ ان دونوں پہاڑوں کے پیچھے سے اِس طرف آجاتے ہیں اور سب پھل اور کھیتیاں لوٹ کر لے جاتے ہیں، اور ہمارے لیے کچھ نہیں چھوڑتے۔"

★----- (تفسیر صافی صہ ۳۰۹)

★ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

" یاجوج اور ماجوج قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں۔ جب وہ خروج کریں گے (یعنی حملہ کریں گے) تو تمام لوگوں کو اپنے اپنے قلعوں میں بند کر دیں گے اور تمام پانیوں کو پی جائیں گے۔ (یعنی تمام سمندروں پر قبضہ کرلیں گے) پھر آسمان کی طرف تیر (راکٹ) پھینکیں گے۔ پھر وہ کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں پر بھی قبضہ پالیا، اور آسمان والوں پر بھی ہمارا قبضہ ہے۔" (امریکہ اور روس آجکل یہی کام کر رہے ہیں۔ اُن کا قبضہ زمین پر بھی ہے، سمندروں پر اور آسمان پر بھی۔)

★------ (تفسیر مجمع البیان)

★ صاحبِ مجمع البیان" لکھتے ہیں کہ "میں نے علمائے ہند کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ:

" یاجوج اور ماجوج" سے مراد یورپی اقوام ہیں جو سکندرِ اعظم کے زمانے میں وحشی اور درندہ صفت تھے اور اپنے گرد رہنے والوں کو لوٹتے رہتے تھے۔ سکندرِ اعظم نے اُن کا راستہ بند کر کے امن قائم کیا تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ چینی لوگ تھے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ وہ ترک لوگ تھے۔"

★----- (مجمع البیان مطابق بیانِ ابوالحسن شعرانی)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي (۹۵) ذوالقرنینؑ نے کہا: "جو کچھ میرے
خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ پالنے والے مالک نے مجھے دے رکھا ہے
أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ وہ بہت کچھ ہے۔ بس تم جسمانی محنت
رَدْمًا ﴿۹۵﴾ اور طاقت کے ساتھ میری مدد کرو تو میں

تمہارے اور اُن کے درمیان ایک مضبوط اور موٹی دیوار بنا دوں گا۔

فقہا نے نتیجہ نکالا کہ بادشاہ کے لیے جائز ہے کہ لوگوں کی خواہش پر لوگوں کے فائدے کے کام کرے اور اُن کی حفاظت کے انتظامات کرے۔ دوسرے یہ کہ اجرت یا معاوضہ جس طرح مال کی شکل میں لینا جائز ہے، اُسی طرح محنت یا کام کی شکل میں بھی لینا جائز ہے۔٭.... (ماجدی)

٭ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ "حضرت نوحؑ کے بعد چار نبی بادشاہ ہوئے: (۱) ذوالقرنینؑ، جنھوں نے تمام زمین پر حکومت کی۔ (۲) حضرت داؤدؑ جن کی حکومت شام اور اُس کے اردگرد کے علاقوں پر تھی۔ (۳) حضرت سلیمانؑ جو حضرت داؤدؑ کے وارث ہوئے (جن کی حکومت جنّ وانس سب پر تھی) اور ۔۔۔۔ (۴) حضرت یوسفؑ جو مصر کے بادشاہ تھے"۔
٭---- (تفسیر برہان)

سبق جن وحشی لوگوں نے حضرت ذوالقرنینؑ سے حملے کی شکایت کی تھی، حضرت ذوالقرنینؑ نے اُن کو حکم دیا کہ تم لوہے کی سلیں لاؤ۔ پھر لوہے کی دیوار کے گرد آگ جلانے کا بھی اُنہی کو حکم دیا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں کو کوئی مسئلہ درپیش ہو اُنھیں خود اُن کے کام میں شریک بنانا چاہیئے۔ اِس طرح اُن کی صلاحیتیں اُبھرتی ہیں اور اُنھیں کام کی قدر و قیمت بھی معلوم ہوتی ہے پھر اُس کام کی خود حفاظت کرتے ہیں۔ ؎

؎ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ ؕ حَتّٰٓی (٩٦) میرے پاس لوہے کے ٹکڑے اور
اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ چادریں لے آؤ۔ یہاں تک کہ جب اُنھوں نے
قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰٓی اِذَا دونوں پہاڑوں کے درمیان (خالی حصے) کو
جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِیْٓ (پاٹ کر) برابر کر دیا تو لوگوں سے کہا کہ اب
اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا ؕ (٩٧) تم اس میں (آگ کو) پھونکو۔ یہاں تک
جب (اُس لوہے کی دیوار کو بالکل) آگ بنا دیا، تو کہا کہ "لاؤ، اب
میں اس میں پگھلا ہوا تانبا انڈیل دوں۔

سدِ سکندری کی تعمیر

یہ دیوار (سدِ سکندری) اِس طرح بنائی گئی کہ اول لوہے کے بڑے بڑے تختے بنا کر ایک تختہ دوسرے تختے پر رکھا۔ اس طرح دونوں پہاڑوں کو ملا دیا گیا، پھر تانبا پگھلا کر اُس لوہے کے اوپر ڈالا گیا۔ یہ سب مل کر ایک پہاڑ سا بن گیا۔
٭ ...... (موضح القرآن)

★ سیّاحوں نے لوہے کی ایک دیوار دربند کے مقام پر دیکھی ہے، اُس کا نام بھی ... "سدِ سکندری" لکھا ہے۔ اور اس کا پھاٹک "باب الحدید" (یعنی لوہے کا دروازہ) کہلاتا ہے۔

یہ دربند کا مقام وسطِ ایشیا، کے مشرقی حصّے میں ضلع حصار میں واقع ہے جو بخارا سے ۱۵۰ میل جنوب مشرق میں ہے۔ اِس کا ذکر "مارکو پولو" سیّاح نے اپنے سفرنامے میں کیا ہے۔"
٭ .... (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا۔ طبع ١١ جلد ١٣ صـ ٥٢٦)

www.drhasanrizvi.com

فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ (٩٧) تو اب وہ (جنگلی وحشی) لوگ نہ تو اُس پر چڑھ
وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿٩٧﴾ سکتے تھے، اور نہ اُس میں سوراخ کر سکتے تھے۔
قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ (٩٨) ذوالقرنینؑ نے کہا: "یہ سب میرے
رَّبِّيْ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ پالنے والے مالک کی رحمت اور مہربانی ہے
رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ وَ مگر جب میرے پالنے والے مالک کے وعدے
كَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ﴿٩٨﴾ کا وقت آئے گا، تو وہ اُسے ڈھا کر
صاف چٹیل میدان کر دے گا، اور میرے پالنے والے مالک کا ہر وعدہ
بالکل سچا ہوتا ہے۔"

وعدۂ قیامت پورا ہو کر رہے گا

ذوالقرنینؑ کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ فی الحال تو میں نے تم کو اُن بدمعاشوں کے شر سے بچا لیا (اور دیوار بنا دی) ہے۔ مگر جب وقتِ فنا آئے گا (قیامت برپا ہوگی) تو اس قدر مضبوط دیوار بھی برباد ہو جائے گی تمہارے کچھ کام نہ آئے گی، اس لیے کہ قیامت کا آنا خدا کا وعدہ ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتا۔" ★...... (ماجدی)

★ "نفخ صور" (صور (بگل) میں پھونک مارنا) تین دفعہ ہوگا (۱) پہلی دفعہ جب صور پھونکا جائیگا تو تمام مخلوق میں سنسنی پھیل جائے گی اور لوگ سخت حیران ہو جائیں گے۔ (۲) دوسری مرتبہ سب کے سب مر جائیں گے۔ (۳) تیسری مرتبہ جب صور پھونکا جائے گا تو سب لوگ دوبارہ زندہ ہو کر خدا کے سامنے پیش ہو جائیں گے۔ ★...... (تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

وَ تَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ (۹۹) اور اُس دن ہم لوگوں کو ایک دوسرے
يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ سے گتھم گتھا ہونے کے لیے چھوڑ دیں
فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۙ۝۹۹ گے۔ پھر صور پھونکا جائے گا، تو اُن سب
کو پوری پوری طرح ایک ساتھ جمع کر دیں گے
وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ (۱۰۰) اور اُس روز جہنّم کو حق کے منکروں کے
لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ۙ۝۱۰۰ سامنے پوری طرح لے آیا جائے گا۔ ۱۰۰
الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ (۱۰۱) جن کی آنکھیں میری یاد سے پردے
فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَ میں رہیں اور وہ (حق بات کو) سُن
ع ۱۹/۲ كَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۝۱۰۱ ہی نہیں سکتے تھے۔ ع ۱۹/۲

"میری یاد" سے مراد

"میری یاد" سے مراد (۱) توحیدِ الٰہی اور اللہ کی کتاب ہے۔
★ ------ (ابنِ عباس)

★ (۲) اِس سے مراد خدا کی عظمت اور اُس کے وجود کے دلائل بھی ہیں۔
★ ------ (معالم)

★ (۳) نماز پڑھنا بھی اللہ کو یاد کرنا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الجمعۃ میں خدا نے ارشاد فرمایا ہے
"اور جب جمعہ کے دن تمھیں بُلایا جائے تو تم اللہ کی یاد کی طرف دوڑ پڑو۔" (سورۃ الجمعۃ)

www.drhasanrizvi.com

★ (۴) خدا کی یاد سے مراد خدا کا وہ خوف بھی ہے کہ جس کی وجہ سے انسان گناہ کرنے سے عملاً رک جائے۔
(اصول کافی۔ بقول امام جعفر صادق علیہ السلام) ------*

نتیجہ

محققین نے اس آیت سے نتیجہ نکالا کہ "ذوالقرنین جن کو تمام اہل کتاب بھی بڑی شخصیت مانتے ہیں، محض ایک عظیم فاتح ہی نہ تھے بلکہ توحید اور آخرت کے عقیدے کے پرچار کرنے والے بھی تھے۔ عدل و انصاف اور فیاضی کی خصوصیات کے مالک بھی تھے۔ عام بادشاہوں کی طرح کم ظرف اور ظالم نہ تھے کہ ذرا طاقت و اقتدار ملا اور فرعون بن بیٹھے۔
(تفہیم القرآن) -----*

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:
"امامِ عادل (یعنی) عادل حکمراں قیامت کے دن عرشِ الٰہی کے سائے میں ہوگا۔"
(اصول کافی) -----*

★ حاصلِ مطلب یہ ہے کہ: "خود اُن کی اپنی عقل کی آنکھ ٹھیک نہ تھی کہ خدا کی قدرت کے نشانات دیکھ کر خدا کو یاد کرتے۔ غرض اپنی ضد کی وجہ سے اُنھوں نے کسی کی بات نہ سنی، اس لئے دوسروں کے سمجھانے پر بھی کچھ نہ سمجھ سکے۔"
(شیخ الاسلام عثمانی) -----*

★ "اُن کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا تھا اسی لیے اُنھیں میری (خدا کی) یاد سُجھائی نہیں دیتی تھی"۔ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ غفلت کی وجہ سے وہ لوگ خدا کی قدرت اور حکمت کو نہیں دیکھ سکتے تھے اسی لیے وہ خدا کو افسانہ سمجھ کر بھلا بیٹھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ خدا کی یاد کو آنکھوں سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ خدا کے آثارِ قدرت و حکمت کو دیکھا جا سکتا ہے۔ اور اُن کو دیکھنا خدا کو دیکھنا ہے۔
(تفسیر نمونہ) -----*

www.drhasanrizvi.com

أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا (۱۰۲) توکیا جنھوں نے ابدی حقیقتوں کا
أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ انکار کر دیا، اُنھوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ
دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا وہ مجھے چھوڑ کر میرے ہی بندوں کو اپنا
جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا (۱۰۲) کام بنانے والا سرپرست بنالیں گے؟

تو پھر بلاشبہ ہم نے بھی ایسے ہی منکرینِ حق کی مہمانی کیلئے جہنّم کو تیار کر رکھا ہے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ (۱۰۳) آپ کہیے کہ کیا ہم بتائیں کہ اپنے
أَعْمَالًا (۱۰۳) کاموں میں سب سے زیادہ نقصان
اُٹھانے والے کون ہیں؟

الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ (۱۰۴) یہ[1] وہ لوگ ہیں جن کی ساری
فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ کی ساری کوششیں دنیاوی زندگی ہی
يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ پر صرف (اور برباد) ہو کر رہیں، اور وہ یہی
صُنْعًا (۱۰۴) سمجھتے رہے کہ وہ بڑے اچھے کام کر رہے ہیں۔

[1] ★ یعنی: قیامت کے دن سب سے زیادہ نقصان میں وہ لوگ ہوں گے جن کی تمام تر دوڑ دھوپ صرف دنیاوی فوائد و لذائذ کے لیے تھی، اُنھیں آخرت کا خیال بھی نہ آتا تھا۔ دنیا کی ترقیوں ہی کو کامیابیوں کی معراج سمجھتے تھے۔

[1] (موضح القرآن)

www.drhasanrizvi.com

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (۱۰۵) یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے پالنے
بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآئِهٖ والے مالک کی باتوں، دلیلوں، نشانیوں
فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا اور احکامات اور اُس سے ملاقات (حاضری)
نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ کا انکار کیا۔ (اسی لئے) اُن کے تمام کام ضائع
وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ اور برباد ہو گئے (کیونکہ) روزِ قیامت ہم
اُن کے کاموں کا کوئی وزن تک نہ کریں گے۔ (اُن کے کاموں کی کوئی قدر و قیمت نہ سمجھیں گے)

وہ لوگ جن کے اعمال روزِ قیامت برباد ہوں گے؟

٭ امیر المومنین حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "قیامت کے دن گمراہ کرنے والے سرداروں کی کوئی قدر و منزلت نہ ہوگی۔ اُن کی طرف سے ایسی بے پرواہی برتی جائے گی جیسی بے پرواہی اُنھوں نے دنیا میں خدا اور اُس کے احکامات کی طرف سے برتی تھی۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنّم میں رہیں گے اور کوئی اُنھیں پوچھے گا بھی نہیں، جہنّم کی آگ اُن کے چہروں کو جُھلس جُھلس دیا کرے گی، اور اُن کے منھ (لب دہن) شدید گرمی کی وجہ سے کُھلے کے کُھلے رہ جایا کریں گے۔"

٭۔۔۔۔ (تفسیر صافی صفحہ ۳۱۰ بحوالہ احتجاج طبرسی)

نتائج اس حدیث سے محققین نے نتیجے نکالے کہ: (۱) خدا کے ہاں انسان کی قدر و منزلت

www.drhasanrizvi.com

بس اتنی ہی ہوتی ہے جتنی وہ دنیا میں خدا کے احکامات کو قدر و اہمیت دیتا ہے۔

(۲) یہ سوچنا بالکل غلط ہے کہ نجات کے لیے بس اچھّے اعمال کافی ہیں، خواہ عقیدہ ٹھیک ہو یا نہ ہو۔ اِس آیت میں جن اعمال کے اکارت ہونے کا ذکر ہے، وہ بُرے اعمال تو ہو نہیں سکتے۔ یقیناً یہ کام بظاہر اچھّے ہیں اسی لیے کام کرنے والوں کو اچھی جزاء ملنے کی اُمید ہے مگر قیامت میں جزاء کے بدلے اُن سزا مل رہی ہے۔ (ایسا کیوں ہے ؟)

(درحقیقت) یہ سزا اُن کو اَبَدی حقیقتوں کے انکار یعنی غلط عقیدوں پر مل رہی ہے۔" ...... (فصل الخطاب)

★ **بدعت جاری کرنے والے لعنتی ہیں!** ★

★ جنابِ امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"قرآن کی اِس آیت کے مصداق وہ یہودی اور عیسائی ہیں جو پہلے تو حق پر تھے، پھر اپنے دین میں بدعتیں ایجاد کر کے غلط راستے پر چل پڑے اور وہ اپنے خیال میں یہ سمجھتے رہے کہ ہم اچھے اعمال کر رہے ہیں، حالانکہ اُن کے کام برباد ہو رہے ہیں، ــــــــ اور

اِن آیتوں کا اطلاق اُن مسلمانوں پر بھی ہوتا ہے جو سنّتِ رسول اللہؐ کو چھوڑ کر بدعتوں کے پیچھے پڑے ہوتے ہیں۔ اپنی خواہش کے مطابق مذہب میں نئی نئی باتیں ایجاد کر کے کفر کی وادی میں جا گرے۔"

علماء پر لعنت ★ ...... ("احتجاج" طبرسیؒ، تفسیر نور الثقلین جلد ۳)

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا: "جب میری اُمّت میں بدعتیں پھوٹ پڑیں تو عالم کی ذمّہ داری ہے کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کرے (بدعتوں کو روکے) جو ایسا نہ کرے اُس پر خدا کی لعنت ہو۔" ★ ...... (اصولِ کافی جلد ا صفحہ ۵۴ بحوالہ گفتارِ دلنشین)

★ جنابِ امیرالمومنین عؑ نے فرمایا: "(اِن آیتوں کے مصداق اور) مراد وہ لوگ بھی ہیں جو میری ولایت کے منکر ہیں۔" ★ ...... (تفسیر نور الثقلین جلد ۳)

www.drhasanrizvi.com

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمۡ جَهَنَّمُ (۱۰۶) یہ جہنّم اُن کی سزا ہے۔ یہ اِس وجہ سے
بِمَا كَفَرُوۡا وَاتَّخَذُوۡۤا اٰيٰتِىۡ کہ اُنھوں نے اَبدی حقیقتوں کا انکار کیا، اور
وَرُسُلِىۡ هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾ میرے احکامات، اور میرے رسُولوں کا مذاق اُڑایا۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا (۱۰۷) البتّہ وہ لوگ جنھوں نے اَبدی حقیقتوں
الصّٰلِحٰتِ كَانَتۡ لَهُمۡ کو دل سے مانا، اور نیک اور اچھّے کام
جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾ بھی کیے، اُن کی مہمانی کے لیے "فردوس"
کے باغات ہوں گے۔

خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا لَا يَبۡغُوۡنَ (۱۰۸) جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور
عَنۡهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾ وہ وہاں سے کہیں اور جانا بھی نہیں
چاہیں گے۔

★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جنّت کے ۱۰۰ سو درجے ہیں، اور ہر درجے کے درمیان زمین و آسمان کا فاصلہ ہے۔ اور "فردوس" سب سے بلند درجہ ہے۔ جنّت کی چاروں نہریں "فردوس" ہی سے نکلتی ہیں۔" ★.... (تفسیر مجمع البیان)

★ آپؐ نے فرمایا: "اِس آیت کے اوّلین مصداق، ابوذرؓ، سلمانؓ اور عمارؓ بن یاسر ہیں۔" ★.... (تفسیر قمی)

لفظِ "فردوس" کے بارے میں کوئی کہتا ہے کہ یہ لفظ رومی زبان سے لیا گیا ہے اور کوئی لکھتا ہے کہ حبشی زبان سے لیا گیا ہے۔ لیکن اِس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ "فردوس" جنّت کے وسطی اور اعلیٰ ترین حصّے کا نام ہے۔" ★.... (مجمع البیان، تفسیر کبیر، تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا (۱۰۹) کہیئے کہ اگر (سارے کے سارے) سمندر
لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ میرے پالنے والے مالک کی باتوں کو لکھنے
قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ کے لیے روشنائی بن جائیں، تو سمندر
رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ ضرور ختم ہو جائیں گے مگر میرے پالنے
مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ والے مالک کی (حکمت کی) باتیں ختم نہ
ہو سکیں گی، چاہے ہم اُتنے ہی سمندر اُن کی مدد
کے لیے اور بھی (پیدا کر کے) لے آئیں۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (۱۱۰) کہیئے کہ میں تو بس تمہاری طرح کا
يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ ایک انسان ہوں، جس کی طرف یہ
اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود بس
يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ ایک اکیلا معبود (خدا) ہے۔ تو جو
عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ شخص بھی اپنے پالنے والے مالک سے

www.drhasanrizvi.com

بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ۱۱۰ ۔ ملاقات کی اُمید رکھتا ہو اُسے چاہیئے

کہ وہ اچھے اچھے (نیک) کام کرتا رہے، اور اپنے پالنے والے مالک کی

بندگی (عبادت) میں کسی اور کو ہرگز شریک نہ کرے ۱۱۰

خدا نے مجھے نبوّت اور رسالت سے نوازا ہے

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:

"خداوند بزرگ و برتر کسی کو حُسن و جمال کے ساتھ، کسی کو مال و دولت کے ساتھ، اور کسی کو صحت و عافیت کے ساتھ نوازتا ہے، اسی طرح خدا نے مجھے نبوّت اور رسالت سے نوازا ہے۔"

(تفسیر صافی صفحہ ۳۱ بحوالہ احتجاج طبرسیؒ) ----*

★ قرآن میں حضور اکرمؐ کے لیے یہ فرمانا کہ "اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ"

یعنی: "میں تو بس تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں۔"

اِس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ نوری نہ تھے۔ کیونکہ قرآن ہی میں فرشتوں کا حضرت ابراھیمؑ کے پاس انسانی شکل میں آنا بیان کیا گیا ہے۔ حالانکہ فرشتے مجسّم نور ہیں، صرف شکل و صورت بشر کی سی تھی۔ اسی طرح جناب رسولِ خداؐ بھی مجسّم نور تھے، لیکن ہماری ہدایت کے لیے خدا نے آنحضرتؐ کو انسانی صورت میں بھیجا تھا۔

(ملخص از: "القرآن المبین" از مولانا سیّد امداد حسین کاظمی) ----*

شانِ نزولِ آیت

ایک شخص نے جناب رسولِ خداؐ سے پوچھا: "میں صدقہ اللہ کے لیے دیتا ہوں، رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتا ہوں، لیکن جب اِن باتوں کا ذکر کیا جاتا ہے تو میں خوش بھی ہوتا ہوں۔" جناب رسولِ خداؐ یہ سُن کر خاموش ہوگئے۔ اسی بات پر یہ آیت:

www.drhasanrizvi.com

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ۱۱۰

نازل ہوئی۔ پس یہاں شرک سے مراد عملی شرک ہے۔ یعنی نیک عمل صرف اور صرف خدا کی خوشنودی حاصل کرنے یا خدا سے اجر و ثواب حاصل کرنے کے لیے انجام دینا چاہیئے۔ اسی لیے حدیث میں آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص نماز دکھاوے کے لیے پڑھے اور دکھاوے کے روزہ رکھے تو گویا اُس نے (عملاً) شرک کیا۔"

(تفسیر مجمع البیان، تفسیر قرطبی، تفسیر نمونہ، تفسیر انوار النجف) ..... *

وضو میں شرک

حضرت امام علی رضاؑ نے دیکھا کہ مامون الرشید وضو کر رہا ہے اور غلام اُس کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہا ہے تو امامؑ نے یہی آیت پڑھی اور فرمایا: "اپنے مالک کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بناؤ"

(تفسیر انوار النجف) ..... *

عبادتوں میں شرک

جناب رسولِ خداؐ سے اسی آیت کے معنی پوچھے گئے تو آپؐ نے فرمایا:

"جو شخص دکھاوے کے لیے نماز پڑھے وہ مشرک ہے، جو دکھاوے کے لیے زکوٰۃ (خیرات) دے وہ مشرک ہے، جو دکھاوے کے لیے روزہ رکھے وہ مشرک ہے۔"

(تفسیر علی ابن ابراہیم) ..... *

شرک کی قسمیں

یاد رہے کہ شرک کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) شرکِ اعتقادی (۲) شرکِ عملی۔

(۱) اعتقاد میں خدا کے ساتھ کسی کو خدا کا شریک قرار دینا ناقابلِ معافی جرم ہے کیونکہ خدا نے فرمایا:

"اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ" یعنی: یقیناً اللہ اُس کو معاف نہ کرے گا جو اُس کے ساتھ کسی کو شریک بنائے۔

نیز فرمایا: "جو شرک کرے گا خدا اُس پر جنت کو حرام قرار دیتا ہے۔" (لمعۃ الابرار۔ تفسیر صافی)

(۲) دوسرا شرک عمل میں دکھاوا ہے۔ یعنی دکھاوے کے لیے نیک عمل کرنا (جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے) یہ عمل سخت بُرا اور قابلِ مذمت ہے لیکن یہ خدا کا رحم و کرم ہے کہ اس عمل کو قبول فرمالے اور اس لغزش کو معاف فرمادے۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: "عملی شرک قابلِ معافی ہے۔" ..... * (ملخص از تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

سورۃ مریم کی فضیلت

(فوائد اور روحانی خصوصیات)

۱۔ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جو شخص سورۃ مریم کی تلاوت کرے گا، وہ حضرت زکریاؑ، حضرت یحییٰؑ، حضرت مریمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت یعقوبؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی تصدیق یا تکذیب کرنے والوں کی تعداد سے دس گنا نیکیاں اُس کے نامۂ اعمال میں لکھی جائیں گی، اور جن لوگوں نے خدا کی اولاد کو مانا اور جنھوں نے اُس کی نفی کی، اُن لوگوں کی تعداد کی برابر نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (تفسیر مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے مروی ہے کہ جو شخص ہمیشہ سورۃ مریم پڑھتا رہے گا، وہ اپنے نفس، مال اور اولاد میں خوشحالی دیکھ کر مرے گا، اور آخرت میں حضرت عیسیٰؑ کے دوستوں میں شامل ہوگا، اور وہاں اُس کو اس قدر بڑا ملک عطا ہوگا جو دنیا میں حضرت سلیمانؑ بن داؤدؑ کو عطا ہوا تھا۔ ۔۔۔۔* (تفسیر انوار النجف)

۳۔ جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا وہ نیند کے عالم میں اچھائی دیکھے گا، اگر گھر کی کسی دیوار پر لکھے گا تو چوری، ڈاکے اور ہر قسم کی آفت سے محفوظ رہے گا۔ اور اپنے پاس رکھے تو امن میں رہے گا۔ ۔۔۔۔* (تفسیر برہان)

۴۔ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص کسی جابر و ظالم حاکم کے دربار میں جائے تو کھیٰعص کا ایک ایک حرف پڑھ کر ساتھ ساتھ سیدھے ہاتھ کی ایک ایک انگلی بند کرتا جائے اور پھر حمعسق پڑھ کر ایک ایک حرف پر اُلٹے ہاتھ کی ایک ایک انگلی بند کرتا جائے پھر حاکم کے سامنے یہ پڑھے عَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ وَخَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا۔ پھر انگلیاں کھول دے۔ انشاء اللہ اُس کے شر سے محفوظ رہے گا۔ (فوائد القرآن)

www.drhasanrizvi.com

آیاتہا ۹۸ # سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ رکوعاتہا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو
فیض پہنچانے والا بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

كٓهٰيٰعٓصٓ ۝ (۱) کاف۔ ہا۔ یا۔ عین۔ صاد

ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ (۲) (یہ) تذکرہ ہے آپ کے پالنے
عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝ ۲ والے مالک کی رحمت کا جو اُس کے
بندے زکریا پر تھی۔ ۲

حروفِ مقطعات

کاف ہا۔ یا۔ عین۔ صاد " حروفِ مقطعات ہیں۔

اصل میں یہ حروف مقطعات، کوڈ ورڈز Code Words

ہیں (یعنی خفیہ زبان ہے جس کو کوئی نہ سمجھ سکے سوائے خدا، اُس کا رسول اور رسول کے حقیقی

وارث۔ یعنی؛ ائمۂ اہلِ بیت کے۔ اور ان حضرات کو ان حروف کا مطلب خدا نے بتا دیا ہے۔

..... (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

★ حضرت فاطمہؑ بنتِ علیؑ فرمایا کرتی تھیں کہ حضرت علیؑ اپنی دعاؤں میں "کاف۔ ہا۔ یا۔ عین۔ صاد اِغفِر لِی" (یعنی) "اے خدا! مجھے کاف 'ھا' یا' عین' صاد کے صدقے میں بخش دے۔" فرمایا کرتے تھے۔

(ابنِ جریر۔ روح۔ ابنِ ماجہ) ---- ★

★ اس سے معلوم ہوا کہ یہ حروف خدا کے اسماءِ اعظم ہیں، جن کا استعمال انبیاءِ کرام 'اور ائمہ اطہارؑ ہی جانتے ہیں، اور وہ حضرات جب اِن اسماء کے ذریعہ دعاء کرتے ہیں تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔

(تفسیر صافی) ---- ★

★ دوسری روایت یہ ہے کہ "اِن حروف میں خدا کے اسماءِ حُسنیٰ کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی: "کاف" سے مراد خدا کا "کافی" ہونا ہے۔ "ھا" سے مراد خدا کا "ھادی" ہونا ہے۔ "یا" سے مراد خدا کا "ولی" یعنی (یاور) سرپرست ہونا ہے۔ "عین" سے مراد خدا کا "عالم" ہونا ہے، اور "ص" صاد سے مراد خدا کا "صادق الوعد" ہونا ہے۔ یعنی خدا اپنے تمام وعدوں میں بالکل سچا ہے۔

(تفسیر نور الثقلین جلد ۳) ---- ★

حضرت امامِ زمانہؑ سے روایت ہے کہ اس کی تاویل اِس طرح منقول ہے کہ یہ "حروفِ مقطعات" اخبارِ غیب میں سے ہے جس کی اطلاع اللہ نے حضرت زکریاؑ کو دی۔ اور رسولِ خداؐ سے اِس کا قصہ بیان فرمایا۔ حضرت زکریاؑ نے اللہ سے دعاء مانگی کہ مجھے پنجتنؑ کے نام تعلیم فرما۔ چنانچہ نام تعلیم فرمائے گئے۔

پس جب حضرت زکریاؑ، محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ کے نام لیتے تھے تو رنج و غم دور ہو جاتا لیکن حسینؑ کا نام لیتے تو دل بھر آتا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ ایک دن آپؑ نے اللہ سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ چار ناموں سے تو دل کو سکون ملتا ہے، لیکن پانچویں نام سے حزن و ملال اور گریہ جاری ہو جاتا ہے؟ پس کٓھٰیٰعٓصٓ نازل ہوئی یعنی: کاف: سے کربلا۔ "ھا" سے ہلاکتِ عترتؑ: "یا" سے یزید۔ "عین" سے عطش اور "صاد" سے صبر مراد ہے۔ یہ سن کر حضرت زکریاؑ تین دن تک مسجد سے باہر نہ نکلے اور محوِ گریہ و بکا رہے۔ پھر آپؑ نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کی مصیبت میں شامل ہونے کیلئے حضرت یحییٰؑ کی درخواست کی جو پوری ہوئی اور یحییٰؑ مظلومی سے قتل ہوئے تو زکریاؑ اِس غم میں مبتلا ہوئے۔[1]

[1] (ملخص از تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً (۳) جب انھوں نے اپنے پالنے والے مالک
خَفِیًّا ③ کو چپکے چپکے پکارا۔ (یعنی دعا مانگی)
قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ (۴) انھوں نے دعا مانگی: "اے میرے پالنے
الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ والے مالک! حقیقت یہ ہے کہ میری
الرَّاْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ ہڈیاں کمزور ہو چکی ہیں اور میرا سر بڑھاپے
بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا ④ سے بھڑک اٹھا ہے (سر کے بال سفید ہو گئے ہیں)
مگر اے میرے پالنے والے مالک! میں تجھ سے دعا مانگ کر کبھی نامراد نہیں رہا ہوں۔

دُعا چپکے چپکے مانگی جانی چاہیئے

جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "بہترین دعا وہ ہے کہ جو آہستہ آہستہ، چپکے چپکے مانگی جائے، اور بہترین رزق وہ ہے جو ضرورتوں کو پورا کر دے۔"

★ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً ۭ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝" (اعراف آیت ۵۵)
یعنی "پکارو اپنے پروردگار کو گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے۔ بیشک وہ حد سے بڑھنے والوں (چیخنے والوں) کو پسند نہیں کرتا۔"

بڑھاپے کی دعا، اور نتیجہ و تعلیمات:

محققین نے نتیجے نکالے (۱) بڑھاپے کے طبعی اثرات سے کاملین کو بھی مفر نہیں ہوتا۔ (۲) خدا بڑھاپے اور سفید بالوں پر رحم فرماتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ: "ستّر سال کی عمر ہو جانے کے بعد خدا مومن کے سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اُس سے حساب مانگتے ہوئے حیا فرماتا ہے۔" ..... (الکافی)

★ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: "حضرت ابراہیمؑ سے قبل بال سفید نہ ہوتے تھے جب حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بال پہلی بار سفید دیکھے تو عرض کیا: پروردگار! یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ وقار ہے۔ تو دعا مانگی کہ پروردگارا! میرے وقار کو زیادہ کر۔"

* ..... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ (۵) اور حقیقت یہ ہے کہ میں اپنے عزیزوں
وَّرَآءِیْ وَکَانَتِ امْرَاَتِیْ اور بھائی بندوں سے ڈرتا ہوں، اور میری بیوی
عَاقِرًا فَھَبْ لِیْ مِنْ بانجھ ہے۔ اب تُو مجھے اپنی جناب سے (میرا)
لَّدُنْكَ وَلِیًّا ۵ ۵ ایک وارث عطا فرما۔ ۵
یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ (۶) جو میرا بھی ترکہ پائے اور یعقوبؑ کی
یَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ اولاد کا بھی ترکہ پائے۔ اور اُسے، اے
رَضِیًّا ۶ ۵ میرے پالنے والے مالک! اپنا پسندیدہ
انسان قرار دینا۔"

اِس آیتؑ سے وراثتِ انبیاءؑ ثابت ہے

اِس آیت نے اُس جھوٹی حدیث کو غلط ثابت کر دیا، جو تاریخ میں نقل کی گئی ہے کہ: جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا تھا: "ہم گروہ انبیاءؑ نہ کسی کا ورثہ پاتے ہیں اور نہ ہمارا کوئی وارث ہوتا ہے۔"

★ اب اگر کہا جائے کہ یہاں ترکہ سے مراد علم کا ترکہ ہے، تو یہ اِس لیے غلط ہوگا کہ علم کوئی چرائے جانے کی چیز نہیں جس سے ڈرا جائے۔

★ پھر (حضرت زکریاؑ کی) دعا، کے نتیجے میں بیٹا (حضرت یحییٰؑ کی ولادت) ہوا، اور وہ بھی نبیؑ ہوا اِس طرح اس حدیث کے دونوں پہلو غلط ثابت ہوئے۔ اور محققین نے اس آیت سے یہ نتیجہ نکالا کہ

www.drhasanrizvi.com

نبی خود بھی وارث ہوتا ہے اور اُس کی اولاد کو اُس کی میراث پہنچتی ہے۔
★ ..... (فصل الخطاب، تفسیر تبیان، مجمع البیان)

★ اکابر علمائے شیعہ نے اس آیت سے یہ ثابت کیا ہے کہ انبیائے کرامؑ بھی مال کے وارث ہوتے ہیں۔ کیونکہ لغتِ عربی میں میراث کا لفظ اسی ترکہ کے لیے بولا جاتا ہے جو مرنے کے بعد مورث سے وارث کی طرف منتقل ہو، تو اُس کے لیے مجازاً وراثت کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

وارث کا لفظ حقیقی معنی میں مال ہی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اور اصول یہ ہے کہ جہاں حقیقت اور مجاز دونوں کا قرینہ ہو تو لازمی طور پر لفظ کو حقیقی معنی میں لیا جائے گا۔

پھر اس آیت میں خود قرینہ بتا رہا ہے کہ یہ یہاں یہ لفظِ وارث، مالی وراثت کے لیے ہی استعمال ہوا ہے اس لیے کہ بعد میں حضرت زکریاؑ نے یہ دعا بھی مانگی ہے کہ:

"وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا" یعنی (اے میرے پالنے والے مالک! اُس کو پسندیدہ اور برگزیدہ بھی بنا دینا۔)

اگر وراثت سے اُن کی مراد نبوّت کی وراثت تھی تو پھر یہ دعا مانگنا بالکل ہی بے معنی ہو گیا کہ اُس کو پسندیدہ بنا دے۔ کیونکہ جو نبی ہو گا وہ تو لازماً خدا کا پسندیدہ ہی ہو گا۔

دوسرا ثبوت یہ ہے کہ حضرت زکریاؑ نے پہلے دعا کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا کہ

"وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ" یعنی: (اور مجھے اپنے بعد وارثوں کا ڈر ہے۔) جبکہ نبوّت یا علمِ نبوّت کے چھینے جانے کا کوئی ڈر نہیں ہوا کرتا۔ ایسا ڈر مال ہی کے لیے ہوتا ہے۔

نیز یہ کہ نبوّت یا علمِ نبوّت کی وراثت نااہل کو مل ہی نہیں سکتی، یہ خوف مال ہی کے لیے ہو سکتا ہے کہ نااہل اُس کا وارث ہو کر مال کو تباہ نہ کر دے۔ ★ ..... (مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ (۷) ہم نے جواب دیا "اے زکریا! ہم
بِغُلٰمِ ۨاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ تم کو ایک لڑکے (بیٹے) کی خوشخبری
لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ دیتے ہیں۔ جس کا نام یحییٰ ہوگا۔
قَبْلُ سَمِيًّا ۝ اُس سے پہلے ہم نے (اُس کا) کوئی
نام پیدا ہی نہیں کیا۔"

حضرت یحییٰؑ اور حضرت امام حسینؑ میں مشابہت

اس آیت میں بتایا جارہا ہے کہ

(۱) حضرت یحییٰؑ کا نام خدا نے رکھا اور اُن سے پہلے یہ نام کسی کا نہ تھا۔ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ حضرت امام حسینؑ کا نام بھی خدا ہی نے رکھا، اور اُن سے پہلے کسی کا یہ نام نہ تھا۔

(۲) حضرت یحییٰؑ کے قتل کے بعد سورج چالیس دن تک روتا رہا، اس طرح کہ طلوع و غروب کے وقت اُس کا رنگ سُرخ ہو جاتا تھا، یہی حال حضرت امام حسینؑ کے قتل کے بعد چالیس دن تک ہوتا رہا۔

(۳) حضرت یحییٰؑ اور امام حسینؑ دونوں کے حمل کی مدّت چھ ماہ تھی۔

(۴) ان دونوں حضرات کے قتل کرنے والے ولد الزّنا تھے۔ (۵) ان دونوں کے قتل پر آسمان سے خون برسا۔

(۶) حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت ہے، کہ دورانِ سفر حضرت امام حسینؑ حضرت یحییٰؑ کا کثرت سے ذکر فرماتے تھے کہ "دنیا کی بے قدری کا یہ عالم ہے کہ حضرت یحییٰؑ جیسے پاک انسان کا سرِ اقدس بنی اسرائیل کی ایک بدکار فاحشہ عورت کو ہدیہ کے طور پر پیش کیا گیا۔" (اسی طرح امام حسینؑ کا سرِ اقدس اُس زمانہ کے سب سے بدکار انسان یزید کے سامنے ہدیہ کے طور پر پیش ہوا۔) ★..... (تفسیر نور الثقلین جلد ۳)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿۸﴾

(۸) زکریاؑ نے پوچھا: "اے میرے پالنے والے مالک! (مگر) میرے ہاں بیٹا (پیدا) ہوگا کیسے؟ جبکہ میری بیوی تو بانجھ ہے، اور خود میں بڑھاپے کی انتہائی حد کو پہنچ کر بالکل سوکھ چکا ہوں"؟

حضرت زکریاؑ کا یہ سوال بطور اعتراض نہ تھا

صرف تفصیل جاننے کے شوق میں تھا۔ کیونکہ ظاہری اسباب کے اعتبار سے یہ بات (تعجب خیز تھی) ممکن نہ تھی، کہ اس بڑھاپے میں اولاد ہو۔ وہ صرف یہ جاننا چاہتے تھے کہ یہ کام کیسے ہوگا؟ کیا ہم دونوں میاں بیوی دوبارہ جوان ہوجائیں گے؟ یا میں کوئی دوسرا نکاح کروں گا (اور صرف میں جوان ہوجاؤں گا)؟ یا، پھر کوئی اور طریقہ ہوگا؟ "اَنّٰى" کے لفظ کے معنی ہی "کیسے" ہوتے ہیں۔

★..... (بحر، مفردات امام راغب وغیرہ)

★ آدمی کی نفسیات یہ ہوتی ہے کہ جب وہ کوئی غیر متوقع یا غیر معمولی خوشخبری سنتا ہے تو مزید اطمینان کے لیے یا لذّت حاصل کرنے کے لیے بار بار پوچھتا ہے اور خوب کھود کرید کرتا ہے۔ اس تحقیق سے لذّت بھی حاصل ہوتی ہے اور بات بھی خوب پکّی ہوجاتی ہے۔ (شیخ الاسلام عثمانی)

★ شاہ صاحب نے لکھا: "انوکھی چیز مانگتے تعجّب نہ آیا، جب سنا کہ ملے گی تو خوب تعجّب کیا۔"

★..... (موضح القرآن)

قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ۝

(۹) جواب ملا: "ایسا ہی ہوگا تمہارے پالنے والے مالک نے کہا ہے کہ یہ بات میرے لیے بالکل آسان ہے۔ آخر اس سے پہلے میں نے تمہیں (نہیں) پیدا کیا؟ جبکہ تم کوئی چیز تھے[1] ہی نہیں۔"

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۚ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝

(۱۰) زکریاؑ نے عرض کی: "اے میرے پالنے والے مالک! میرے لیے کوئی نشانی مقرر فرما۔" خدا نے فرمایا: "تمہارے لیے نشانی یہ ہے کہ تم مسلسل تین[2] دن لوگوں سے بات نہ کرسکو گے۔"

---

[1] خدا کی تخلیق بغیر اسباب کے ہوتی ہی رہتی ہے اِس لئے کہ جب کچھ بھی نہ تھا تو خدا نے سب کچھ ناچیز سے پیدا کیا تو بڑھاپے میں ضعف کے باوجود اولاد دے دینا خدا کے لیے کونسی مشکل بات ہے۔ ★..... (ماجدی)

[2] یعنی: تم تین تک کچھ بول نہ سکو گے۔ ★.... (ابنِ جریر۔ بقول ابن عباس)

★ کلام کرنے سے قدرتی طور پر روک دیے جانے سے وہ سمجھ گئے کہ اُن کی زوجہ کے ہاں حضرت یحییٰؑ کا حمل قائم ہوچکا ہے۔ ★.... (جلالین) ★ باوجود تندرست ہونے کے جب تین دن رات کسی سے بات نہ کرسکو تو سمجھ لینا کہ حمل قرار پاگیا ہے۔ (عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ مِنَ (۱۱) پس وہ محرابِ عبادت[1] سے نکل کر اپنی
الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤى اِلَیْهِمْ قوم کے پاس آئے، تو انھوں نے[2] اشارے سے
اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِیًّا ﴿۱۱﴾ کہا: "صبح و شام (خدا کی) تسبیح کرتے رہا کرو۔
یٰیَحْیٰى خُذِ الْكِتٰبَ (۱۲) (حکم ہوا) اے یحییٰ! خدا کی کتاب
بِقُوَّةٍ ؕ وَ اٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ کو مضبوطی سے تھام لو۔ ہم نے انھیں
صَبِیًّا ﴿۱۲﴾ بچپنے[3] ہی میں حکم عطا کیا۔ (یعنی)
(نبوّت، علم و حکمت، دانائی، قوتِ فیصلہ، معاملہ فہمی وغیرہ)

[1] **محراب کے معنی** "کمرۂ عبادت۔" (بحر) "عبادت یا نماز پڑھنے کی جگہ۔" (جصاص)

★ محراب کے معنی "جنگ کرنے کی جگہ" کے ہوتے ہیں۔ کیونکہ نماز پڑھتے ہوئے انسان شیطان اور اپنے نفس سے جنگ کرتا ہے، اس لیے اس مقام کو "محراب" (جنگ کرنے کی جگہ) کہتے ہیں۔ (تفسیر نمونہ۔ تفسیر انوار النجف)

[2] ★ یعنی جب وہ وقت آیا تو زبان بولنے سے رک گئی۔ کمرے سے باہر نکل کر لوگوں کو اشارہ سے کہا کہ صبح و شام اللہ کو یاد کیا کرو۔ گویا نعمتِ خدا کی خوشی محسوس کر کے چاہا کہ دوسرے بھی ذکر و شکر کے ذریعہ خدا کی نعمتوں کو پائیں۔ جب آدمی عجیب و غریب چیز کو دیکھتا یا حاصل کرتا ہے تو سبحان اللہ کہا کرتا ہے۔ (شیخ الاسلام عثمانی)

نبوّت اور امامت خدا کی طرف سے ہے

[3] حضرت امام محمد تقی علیہ السّلام پانچ برس کی عمر میں عہدۂ امامت پر فائز تھے ــــــ اور

www.drhasanrizvi.com

حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا کہ: "حضرت یحییٰؑ کو تین سال کی عمر میں نبوّت ملی تھی"۔

*۔۔۔۔۔۔ (تفسیر ابنِ عباس)

★ علی بن اسباط سے منقول ہے کہ مصر جاتے ہوئے میں مدینے سے گذرا تاکہ امام محمد تقیؑ کا حال معلوم کر کے جاؤں اور مصر کے شیعوں کو اطلاع دوں۔ چنانچہ جب میں نے آپؑ کی زیارت کی تو اُس وقت آپؑ کی عمر شریف پانچ برس تھی۔ پس میں نہایت غور سے آپؑ کو دیکھنے لگا تو آپؑ نے فرمایا: "اے علی! خدا نے امامت کے معاملے میں بھی وہی دستور اختیار فرمایا ہے جو نبوّت کے معاملے میں اُس کا دستور رہا ہے۔ چنانچہ بعض نبی چالیس سال بعد مبعوث ہوئے تو بعض نبیوںؑ کو بچپنے سے ہی یہ عہدہ تفویض ہوا۔

(تفسیر عیاشی)

★ ایک دفعہ بچّوں نے حضرت یحییٰؑ سے اپنے ساتھ کھیلنے کے لیے کہا، تو آپؑ نے فرمایا: "ہم لوگ لہو و لعب (کھیل کود) کے لیے نہیں پیدا کیے گئے"۔

*۔۔۔۔ (تفسیر انوار النجف)

★ بالکل ایسا ہی واقعہ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کے ساتھ واقع ہوا کہ: بچے کھیل رہے تھے اور حضرت امامؑ پانچ سال کی عمر میں بچوں سے الگ تھلگ کھڑے کچھ سوچ رہے تھے۔ کہ جناب بہلول نے عرض کی کہ: "میں کوئی کھلونا آپؑ کو لا کر دوں"؟ آپؑ نے یہی جواب ارشاد فرمایا کہ: "ہم کھیل کود کے لیے نہیں پیدا کیے گئے ہیں"۔ بہلول نے آپؑ سے پوچھا: "یہ بات آپؑ کو کیسے معلوم ہوئی"؟ حضرت امامؑ نے قرآن کی یہ آیت پڑھی: "اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا" (یعنی) کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تمھیں بے مقصد پیدا کیا ہے"؟

*۔۔۔۔ (منتہی الآمال - ناسخ التواریخ)

ﮯ یہ چمن جس کا ثمر کچھ بجز اعمال نہیں ❖ معرفت گاہ ہے، بازیچۂ اطفال نہیں

(نسیمؔ امروہوی)

www.drhasanrizvi.com

وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ (١٣) اور اپنی طرف سے ہم نے اُن کو
وَكَانَ تَقِيًّا ۙ ﴿١٣﴾ نرم دلی، مہر و محبت اور پاکیزگی بھی عطا
کی (کیونکہ) وہ بُرائیوں سے[1] بچنے والے تھے۔

وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ (١٤) اور وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ
جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿١٤﴾ بڑا اچھا سلوک کرنے والے تھے، نافرمان
اور سرکش نہ تھے۔

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ (١٥) تو اُن پر سلام ہو، جس دن کہ
وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ وہ پیدا کیے گئے، اور جس دن وہ دنیا
حَيًّا ؑ ﴿١٥﴾ سے اُٹھیں گے، اور جس دن وہ دوبارہ زندہ ع ١ ١٥
کر کے اُٹھائے جائیں گے۔ ١٥

---

[1] "تَقِيًّا" یعنی بُرائیوں سے بچتے رہنے والے۔

٭ اِس میں اشارہ ہے کہ اللہ کے حقوق، ماں باپ کے حقوق ادا کرنے اور عزیزوں اور لوگوں سے اچھا سلوک کرنے کا۔ "جَبَّارًا" مخلوقات کے ساتھ بُرا سلوک کرنے والے نہ تھے۔

[2] "سَلٰمٌ عَلَيْهِ" (اُس پر سلام ہو) یہاں وسیع معنی میں آیا ہے۔ مراد: امن، حفاظت اور سلامتی ہے

www.drhasanrizvi.com

انسان پر تین اہم مواقع

حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "انسان پر تین مواقع سب سے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔ (۱) وہ جس دن ماں کے پیٹ سے نکلے۔ (۲) جس دن وہ مرے اور اہلِ آخرت کو دیکھے۔ (۳) جس دن وہ قبر سے حشر و نشر کے لیے اُٹھایا جائے گا۔" پھر امام علیہ السلام نے یہی آیت تلاوت فرمائی:

"يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝"

*----- (تفسیر صافی ص۳۱۲ بحوالہ عیون اخبار الرضاؑ)

★ حضرت یحییٰؑ کی دعا کا اثر

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "حضرت یحییٰ علیہ السلام جب دعا میں "یا ربّ یا اللہ" پکارتے تو آسمان سے آواز آتی: "لَبَّيْكَ يَا يَحْيٰى" "اے یحییٰ! میں موجود ہوں جو مانگنا چاہتے ہو مانگو۔"

*----- (تفسیر صافی)

★ خدا کے سلام کرنے سے مراد یہ ہے کہ ولادت سے لے کر موت تک، اور موت سے قیامت تک کے لیے ہر قسم کی حفاظت اور سلامتی ہے۔ وہ خدا کی پکڑ سے ہمیشہ کے لیے محفوظ ہیں۔

*----- (عثمانی)

★ یہی سلام اللہ تعالیٰ نے اسی سورۃ مریم میں آیت ۳۳ میں حضرت عیسیٰ سے بھی منسوب کیا ہے: "وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا"

(القرآن آیت ۳۳ سورۃ مریم ۱۹)

www.drhasanrizvi.com

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ (۱۶) اور کتاب میں مریم کا حال بھی بیان کرو۔ وقف لازم

اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا جب اُنھوں نے اپنے لوگوں سے الگ ہو کر مشرق
مَكَانًا شَرْقِيًّا ۙ﴿۱۶﴾ کی طرف ایک کونے میں جا کر بیٹھ گئیں۔

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ (۱۷) پس مریم نے اُن کے سامنے پردہ تان لیا،
حِجَابًا ۚ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا تو ہم نے اُن کی طرف اپنی روح (جبریلؑ)
رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا کو بھیجا، تو وہ اُن کے سامنے بالکل
سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ ایک مکمّل آدمی کی صورت میں ظاہر ہوا۔[1]

قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ (۱۸) مریم نے کہا: اگر تم خدا کا خوف
مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ رکھتے ہو تو میں تم سے خدائے رحمٰن
کی پناہ مانگتی ہوں۔[2]

---

[1] حضرت جبریلؑ ایک نوجوان خوبصورت مرد کی شکل میں ظاہر ہوئے (ممکن ہے یہاں حضرت مریمؑ کی انتہائی پاکدامنی کا انتخاب ہو کہ ایسے زبردست تحرکات بھی اُن کے جذبات کو جنبش نہ دے سکے۔

★[2] حضرت مریمؑ ایک اجنبی مرد کو اچانک اپنے حجرے میں دیکھ کر قدرتاً ڈر گئیں، مگر فرشتہ کے چہرے پر شرافت اور طہارت کے آثار دیکھ کر بس اتنا ہی کہنا کافی سمجھا کہ میں تیری طرف سے رحمان کی پناہ میں آتی ہوں اگر تیرے دل میں خوفِ خدا ہو گا تو میرے پاس سے چلا جائے گا۔[3]

[3] (شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾

(۱۹) اُس نے کہا: "میں تو تمھارے پالنے والے مالک کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں، تاکہ تمھیں ایک پاکیزہ لڑکا (بیٹا) عطا کروں۔"

قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾

(۲۰) مریمؑ نے کہا: "بھلا میرے لڑکا (بیٹا) کیسے پیدا ہوگا، حالانکہ مجھے کسی انسان نے چھوا تک نہیں ہے۔ اور میں کوئی بدکار عورت بھی نہیں ہوں؟"

---

۱ جبرئیلؑ کے فرمانے کا مطلب یہ تھا کہ: اے مریمؑ! اگر میری طرف سے تمھارے دل میں کوئی بُرا خیال آیا ہو تو دل سے نکال دو۔ کیونکہ میں تو تمھارے رب کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں، تاکہ تم کو خدا کی طرف سے ایک پاک و پاکیزہ لڑکا (بیٹا) عطا کروں۔ (عثمانی)

۲ حضرت مریمؑ بچے (بیٹے) کی ولادت کی خبر سُن کر سخت گھبرا گئیں، اس لیے کہ عورت کے بچہ صرف دو ہی صورتوں میں ہوسکتا ہے (۱) یا تو یہ کہ وہ شوہر دار ہو۔ (۲) یا پھر وہ بدکردار ہو۔ اسی لیے آپ نے فرمایا کہ: "نہ کسی مرد نے مجھے ہاتھ لگایا، اور نہ میں بدکردار ہوں، پھر بچہ کیسے ہوگا؟ حضرت جبرئیلؑ نے جواباً فرمایا کہ: "میں تم کو پاک و پاکیزہ بیٹا دینے کے لیے آیا۔" (تفسیر صافی)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ "روح" نے کہا: "یہ یوں ہی ہوگا۔
هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجۡعَلَهٗۤ تمھارے پالنے والے مالک نے کہا ہے
اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحۡمَةً مِّنَّا ۚ کہ یہ بات میرے لیے بالکل آسان ہے
وَكَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِيًّا ﴿۲۱﴾ اور یہ (اس لیے بھی ہوگا تاکہ) ہم اُسے

لوگوں کے لیے ایک معجزہ، اپنی نشانی اور اپنی طرف سے اپنی رحمت (کا ثبوت) بنادیں۔ اور یہ کام تو ہو کر ہی رہے گا۔"

خدا کی نشانی

خدا کا حضرت عیسیٰؑ کے لیے فرمانا: "ہم اُسے اپنی (قدرت کی) ایک نشانی بنادیں گے۔" یعنی حضرت عیسیٰؑ کے بغیر باپ کے پیدا ہونے کو خدا نے اپنی قدرت کی نشانی بنایا ہے۔ یہ بتانے کے لیے کہ اگر خدا چاہے تو بغیر اسباب کے بھی ہر کام کرسکتا ہے۔ بغیر باپ کے انسانوں پیدا کرسکتا ہے، اس لیے کہ اسباب کا یہ سلسلہ خود اُسی نے قائم فرمایا ہے، وہ خود اسباب و علل کا محتاج نہیں۔ اسباب کا سلسلہ اُس نے اپنی حکمت کے تحت ہم کو سمجھانے اور ہمارے امتحان لینے کے لیے قائم فرمایا ہے۔ وہ اسباب کے تابع نہیں، بلکہ تمام اسباب اُس کے تابعِ فرمان ہیں، وہ مسبب الاسباب ہے، یعنی اسباب کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس لیے وہ خود کسی سبب کا پابند و محکوم نہیں۔

رہا وہ، جو خدا ہی کے وجود کا منکر ہے اُس سے یہ بحثیں بیکار ہیں۔ اُس سے اثباتِ وجودِ خدا پر بحث ہونی چاہیے، منکرِ خدا سے یہ بحث کرنا غیر منطقی ہے کہ عیسیٰؑ بغیر باپ کے کیسے پیدا ہو گئے اس لیے کہ یہ فروعی مسئلہ ہے، جو اصول ہی کو نہیں مانتا اُس سے اصولی مسئلہ پر بحث ہوتی ہے، فروعی مسئلے پر بحث نہیں ہوا کرتی۔ ★ . . . . (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

جبرئیلؑ نے کیا عمل کیا؟

حضرتِ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

" جبرئیلؑ نے حضرت مریمؑ کی قمیص کے دامن میں پھونک ماری، تو وہ اللہ کے حکم سے حاملہ ہوگئیں، پھر آپ شرماتی ہوئی گھر سے نکلیں کہ کہیں اُن کی خالہ اور خالو (یعنی حضرت زکریاؑ اور اُن کی زوجہ) نہ دیکھ لیں۔ وضعِ حمل کے لیے دور چلی گئیں"۔

اُن کے حمل کی مدّت میں ایک گھنٹہ، تین گھنٹے اور نوٗ گھنٹے کے اقوال موجود ہیں ...... اور وضعِ حمل کے وقت حضرت مریمؑ کی عمر شریف دس برس تھی۔ پس جب دردِ زہ کی تکلیف محسوس ہوئی تو ایک خشک کھجور کے تنے کے پاس پہنچیں جو ایک اونچی جگہ پر تھا۔ اُس میں نہ شاخیں تھیں نہ پھل۔

* ..... (تفسیر انوار النجف)

★ تفسیرِ صافی میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

" حضرت مریمؑ راتوں رات (اعجاز کے ذریعے) چل کر شام سے کربلا پہنچیں، اور وہیں حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے۔ پھر معجزے ہی سے صبح سے پہلے شام واپس آگئیں"۔

* ..... (تفسیر صافی) بحوالہ انوار النجف

آیت کے آخری الفاظ

" وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝ " یعنی: " اور یہ کام تو ہو کر ہی رہے گا"۔ کا مطلب یہ ہے کہ: کیونکہ ہم یہی چاہتے ہیں کہ بغیر مرد کے واسطے کے عورت سے بچّہ پیدا ہو۔ تاکہ وہ ہماری قدرتِ عظیمہ کی ایک نشانی بن جائے۔ کیونکہ تمام انسان مرد اور عورت کے اختلاط سے پیدا ہوتے ہیں جبکہ حضرت آدم علیہ السلام بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے، اور حضرت حوّاؑ صرف مرد سے پیدا ہوئیں۔ اِس طرح پیدائش کی چاروں صورتیں ظاہر ہوگئیں اور ثابت ہوگیا کہ ا: " اللہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

* ..... (شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ (۲۲) تو وہ اُس بچّے کی حاملہ ہوگئیں
بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝۲۲ اور پھر وہ اُس حمل کو لیے ہوئے دور
کسی مقام پر چلی گئیں۔ ۲۲

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى (۲۳) پھر بچہ پیدا ہونے کی تکلیف نے
جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ اُنھیں ایک کھجور کے درخت کے تنے
يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا کے نیچے پہنچا دیا۔ اُنھوں نے کہا:
وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝۲۳ "کاش میں اِس (ولادت) سے پہلے ہی
مرچکی ہوتی[۲]، اور میرا نام و نشان تک باقی نہ رہتا۔ (بھولی بسری ہوچکی ہوتی)

---

[۱] حضرت مریمؑ قصبۂ ناصرہ میں، جو ملکِ شام کے علاقہ گلیل میں واقع ہے، رہا کرتی تھیں، مگر زمانہ حمل میں بیت اللحم میں آگئی تھیں جو ناصرہ سے ایک میل دور ہے۔ (ماجدی)

[۲] اگر حضرت مریمؑ کی یہ موت کی تمنّا بدنامی کے خوف سے تھی کہ میں اتنی بڑی بے عزتی پر صبر نہ کر سکوں گی اور اس طرح بے صبری کے گناہ کی مرتکب ہوجاؤں گی، تو ایسی تمنّا شرعاً ممنوع نہیں ہے۔★ (تھانوی)

★ جنابِ رسول خداؐ نے فرمایا: "خدا جس بندے سے محبت کرتا ہے، تو اُسے کسی نہ کسی مصیبت میں مبتلاء کرتا ہے۔ اگر بندہ اُس پر صبر کرتا ہے تو اُس کو اپنا منتخب (برگزیدہ) بنالیتا ہے لیکن اگر اُس پر شکر کرتا ہے تو بہت ہی بڑے مراتب سے نوازتا ہے۔" ★ (الحدیث از تفسیر روح البیان)

www.drhasanrizvi.com

فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾

(۲۴) روح "نے پائینتی سے اُن کو پکار کر کہا: "غم نہ فرمائیں۔ آپؑ کے پالنے والے مالک نے آپؑ کے (پیروں کے) نیچے ایک نہر پیدا کر دی ہے۔

وَهُزِّىْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾

(۲۵) اب ذرا اِس (سوکھے) درخت کی شاخ کو اپنی طرف (جھکا کر) تو ہلائیے تو وہ آپؑ کے لیے تر و تازہ[1] کھجوریں گرانے لگے گی۔

نفاس والی عورت کے لیے تازہ کھجوریں مفید ہیں

[1] حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "نفاس والی عورت کے دکھ درد اور فوری شفایابی کے لیے تازہ کھجور سے زیادہ مفید کوئی علاج نہیں۔ کیونکہ خداوند کریم نے حضرت مریمؑ کے نفاس کے زمانے میں اُن کو تازہ کھجوریں پیش کیں اور فرمایا کہ: "تازہ کھجوریں کھاؤ اور بہتی ہوئی نہر کا پانی پیو۔" ★ ... (تفسیر بُرہان)

★ ایک دفعہ حضرت امام جعفر صادقؑ کوفہ کے کسی باغ میں پہنچے اور ایک کھجور کے درخت کے قریب جا کر وضو فرمایا اور نماز میں رکوع و سجدے کیے اور سجدے میں پانچسو مرتبہ تسبیح پڑھی۔ پھر کھجور کے درخت کے تنے سے سہارا لیکر دعائیں کرتے رہے۔ پھر فرمایا "خدا کی قسم یہی وہ درخت ہے، جس کے متعلق حضرت مریمؑ کو حکم ہوا تھا کہ اِس کو ہلاؤ تا کہ یہ تمھارے لیے تازہ کھجوریں گرائے" ★ ..... (الکافی)

(نوٹ) اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کربلا میں پیدا ہوئے تھے۔) (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي (٢٦) پس آپؑ کھائیے اور پیجئے، اور اپنی
عَيْنًا ۚ فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ آنکھیں ٹھنڈی رکھیے[لہ]۔ پھر اگر کسی آدمی کو
الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي دیکھیئے تو کہہ دیجئے "کہ میں نے تو خدائے رحمٰن کے
نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا لیے (چپ رہنے کے) روزے کی منّت
فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا ﴿٢٦﴾ مانی ہوئی ہے، تو میں آج کسی آدمی سے
کوئی بات چیت نہیں کروں گی۔"

لہ "آنکھیں ٹھنڈی رکھیے" کا مطلب عربی محاورے کے مطابق "خوش رہیئے" یا "بیفکر رہیئے" (ماجدی)

★ چُپ رہنے کا روزہ پچھلی اُمتوں میں رائج تھا۔ آج بھی ہندوؤں میں رائج ہے مگر اسلام میں نہیں ہے۔ ★..... (تھانوی)

★ امام راغب اصفہانی نے لکھا کہ "صوم" کے معنی ہی کسی کام سے رُکنے کے ہیں۔ خواہ کھانے پینے سے رُکا جائے یا بات چیت سے۔ اسی لیے وہ گھوڑے جو گھاس کھانے سے رُک جاتے ہیں اُن کو عربی میں "صائم" کہتے ہیں۔ ★..... (مفردات القرآن" امام راغب اصفہانی)

حاصلِ کلام

یہ ہے کہ: "اے مریمؑ! تازہ کھجوریں کھاؤ، چشمے کا تازہ پانی پیو، پاکیزہ بیٹے کو دیکھ دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرو۔ اور آئندہ کا غم نہ کھاؤ۔ خدا سب مشکلات دور کر دے گا۔ ★... (شیخ الاسلام عثمانی)

★ معلوم ہوا کہ: خدا اپنے اولیاء کے جہاں سخت ترین امتحانات لیتا ہے، وہاں اُن کو وحی یا الہام کے ذریعہ سے خوب خوب تسلّیاں بھی دیتا ہے، اور اُن کے مراتب بھی بلند فرماتا ہے۔ ★..... (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

فَاَتَتۡ بِهٖ قَوۡمَهَا تَحۡمِلُهٗ ؕ (۲۷) پھر وہ اُس (بچّے) کو گود میں لیے
قَالُوۡا يٰمَرۡيَمُ لَقَدۡ جِئۡتِ ہوئے اپنی قوم میں آئیں، تو لوگوں نے کہا:
شَيۡـئًا فَرِيًّا ۝ ”اے مریمؑ! تو نے یہ بہت برا کام کیا ہے۔
يٰۤاُخۡتَ هٰرُوۡنَ مَا كَانَ (۲۸) اے ہارون کی بہنؑ! نہ تو تیرا باپ
اَبُوۡكِ امۡرَاَ سَوۡءٍ وَّمَا کوئی برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں کوئی
كَانَتۡ اُمُّكِ بَغِيًّا ۝ۖۚ بدکار عورت تھی۔“

ؑ لوگوں کا حضرت مریمؑ سے یہ کہہ کر خطاب کرنا کہ: ”اے ہارون کی بہن“ تو اس سلسلے میں بہت اختلاف ہے۔ (۱) بعض مفسّرین کے نزدیک ہارون سے مراد حضرت موسیٰؑ کے بھائی ہارونؑ ہیں، کیونکہ حضرت مریمؑ حضرت ہارونؑ کی اولاد میں سے تھیں۔ (۲) یا پھر اس سے مراد ہارون کے قبیلے کی ایک عورت ہے۔ .... ★ (تفسیر تبیان)

★ (۳) بعض مفسّرین کا خیال ہے کہ یہ ہارون کوئی نیک آدمی تھا جو حضرت مریمؑ کا عزیز تھا۔ .... ★ (تفسیر جلالین)

★ (۴) بعض مفسّرین کا خیال ہے کہ مریمؑ کے بھائی کا نام ہارون تھا جو مردِ صالح تھا۔ (عثمانی)

★ (۵) ہارون اُس زمانہ میں ایک بدمعاش اور غنڈہ اللسان تھا۔ پس ازراہِ تحقیر اُنھوں نے جناب مریمؑ کی نسبت اُس کے ساتھ دے دی۔ (کیونکہ ان لوگوں کی نظر میں جناب مریمؑ نے یہ بہت ہی برا کام کیا تھا اس لیے اُنھوں نے آپؑ کو ایک برے اور بدکار آدمی سے نسبت دی) .... ★ (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

فَاَشَارَتْ اِلَیْہِ ؕ قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَھْدِ صَبِیًّا ﴿۲۹﴾

(۲۹) پس مریم نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا اس پر لوگوں نے کہا: بھلا ہم اس سے کیا اور کس طرح بات کریں جو ابھی جھولے میں پڑا ہوا ایک بچہ ہی ہے۔

★ جب لوگوں نے حضرت مریمؑ کو محرابِ عبادت میں نہ پایا تو حضرت زکریاؑ کے ساتھ اُن کی تلاش میں نکلے۔ دیکھا کہ حضرت مریمؑ بچے کو گود میں لیے آرہی ہیں۔ پھر کیا تھا، جتنے منہ اُتنی باتیں ہونے لگیں یہاں تک کہ بنی اسرائیل کی عورتیں حضرت مریمؑ پر تھوکنے لگیں۔ لیکن بی بی بالکل خاموش رہیں۔ اس لیے کہ اُس وقت زمین پر خدا کی حجت حضرت زکریاؑ تھے۔ (دوسرے یہ کہ اللہ کا حکم تھا کہ تم خاموشی کا روزہ رکھو اور کسی سے کلام نہ کرنا)

پھر جیسے ہی حضرت عیسیٰؑ نے، جو نومولود تھے کلام فرمایا، تو سننے والوں کے لیے حضرت عیسیٰؑ خدا کی حجت ہوئے۔ پھر دو سال حضرت عیسیٰؑ بالکل خاموش رہے۔ دو سال بعد حضرت زکریاؑ نے انتقال فرمایا تو حضرت یحییٰؑ جو بہت چھوٹے تھے، خدا کی حجت ہوئے، جبکہ اُن کی عمر صرف پانچ سال تھی۔

حضرت امام علی رضا علیہ السّلام نے فرمایا: "حضرت عیسیٰؑ تین سال کی عمر میں عہدۂ نبوت پر فائز ہوئے۔"

(تفسیر صافی)

معجزہ - نتائج محققین نے نتیجہ نکالا کہ معجزے غیر نبی سے بھی صادر ہو سکتے ہیں کیونکہ حضرت مریمؑ نبی نہ تھیں تاہم اُن سے بہت سے معجزے صادر ہوئے (اگرچہ معجزہ کا فاعل خود اللہ سبحانہٗ ہوا کرتا ہے۔)

(۱) ہم نے عیسیٰؑ اور انکی ماں کو معجزہ بنایا (پارہ ۱۸ آیت ۵۰) (۲) فرشتہ کو بصورت بشر دیکھنا۔ (۳) فرشتے سے کلام کرنا۔ (۴) بغیر شوہر کے ماں بننا۔ (۵) خشک نہر کا جاری ہونا۔ (۶) خشک درخت پر تازہ پھل پیدا ہونا۔ (۷) بچپنے میں حضرت عیسیٰؑ نے عصمت کی گواہی دی۔ [1]

[1] (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ قف (٣٠) وہ بچہ بول اُٹھا: "میں اللہ کا بندہ
اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ ہوں، اُس نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے
نَبِیًّا ۙ﴿۳۰﴾ اور اُسی نے مجھے نبی بنایا ہے۔

وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا (٣١) اور میں جہاں کہیں بھی رہوں، مجھے
کُنْتُ ۪ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ برکت والا قرار دیا ہے، اور جب تک
وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا ﴿۳۱﴾ صلے میں زندہ رہوں مجھے نماز اور زکوۃ کی
پابندی کا حکم دیا ہے۔

وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ ۫ وَلَمْ (٣٢) اور مجھے اپنی والدہ کے ساتھ اچھا
یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ﴿۳۲﴾ سلوک کرنے والا بنایا ہے، اور (بحمد اللہ)
مجھے بدنصیب، جابر اور سرکش نہیں بنایا۔

وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ (٣٣) سلامتی ہے (اللہ کی طرف سے) مجھ پر
وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا
(یا دنیا سے اُٹھوں گا)

www.drhasanrizvi.com

وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ﴿۳۳﴾ اور جس دن میں دوبارہ زندہ کرکے اُٹھایا جاؤں "۔ ۳۳

آیت ۳۳ اِس آیت سے محققین نے نتیجہ نکالا کہ خدا نے حضرت عیسےٰؑ کو بچپنے ہی میں کامل العقل اور بندوں کی طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا تھا۔ ...... (مجمع البیان)

حضرت عیسےٰؑ کے اوصاف اور مقام

ان آیات کی روشنی میں

(۱) حضرت عیسےٰؑ کو سب سے پہلے خدا کا بندہ "عبد اللہ" کہا گیا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ آدمی کا سب سے عظیم مقام عبدیّت ہوتا ہے۔

(۲) حضرت عیسےٰؑ آسمانی کتاب (انجیل) کے حامل تھے۔

(۳) حضرت عیسےٰؑ "نبیٔ خدا" تھے۔

(۴) حضرت عیسےٰؑ "مبارک" تھے۔ یعنی انسانی معاشرہ کے لیے نہایت مفید انسان تھے۔

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ: "مبارک" کے معنی بہت زیادہ فائدہ پہنچانے والی چیز۔"

(۵) اپنی والدہ (جنابِ مریمؑ) سے نیکی کرنے والے تھے۔

(۶) جبّار و شقی نہ تھے۔ یعنی سخت دل، سخت مزاج، ترش رو) نہ تھے۔ اچھی باتوں کو قبول کرنے والے تھے۔

حضرت عیسےٰؑ نے خود فرمایا: "میرا دل نرم ہے اور میں خود کو اپنے نزدیک چھوٹا سمجھتا ہوں"۔

www.drhasanrizvi.com

(۷) حضرت عیسٰیؑ نے خدا سے یہ دعا کی کہ اے خدا! "مجھے تین موقعوں پر سلامتی والا قرار دے۔

(۱) ولادت کے دن (۲) موت کے دن (۳) قیامت کے دن۔"

یعنی اِن تینوں سخت مواقع پر مجھے امن وامان، سکون واطمینان عطا فرما۔

(۸) حضرت عیسٰیؑ نے اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرنے کی دعا کر کے "ماں" کی عظمت اور مقام کو بتایا ہے۔ جنابِ رسولِ خداؐ سے کسی نے پوچھا کہ "میں سب سے پہلے کس کے ساتھ نیکی کروں؟"

ماں کی عظمت:

حضورِ اکرمؐ نے فرمایا: "اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرو۔"

اُس نے پوچھا: "پھر کس کے ساتھ نیکی کروں۔"؟

آپؐ نے فرمایا: "ماں کے ساتھ"۔

تیسری مرتبہ پھر پوچھا۔ تو آپؐ نے پھر فرمایا: "اپنی ماں کے ساتھ"۔

جب چوتھی مرتبہ پوچھا۔ فرمایا: "اپنے باپ کے ساتھ"۔

★ حضورِ اکرمؐ نے ایک شخص کو جہاد پر جانے سے اِس لیے روکا کہ اُس کی ماں ضعیف تھی، فرمایا: "ماں کی خدمت میں رہو کر جنّت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔"

★ ۔۔۔۔ (وسائل الشیعہ جلد ۱۵، جامع السعادات جلد ۳)

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جس وقت عورت حاملہ ہوتی ہے تو تمام مدتِ حمل، ایک روزہ دار شب زندہ دار (رات بھر نمازیں پڑھنے والا) مال وجان سے خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے کی منزلت پر فائز ہوتی ہے۔ وضعِ حمل کے بعد خدا اُس کو اس قدر اجر عطا فرماتا ہے کہ کوئی مرد لاکھ عظمت والا ہو مگر اُس حد کو نہیں پہنچ سکتا۔ جب عورت دودھ پلاتی ہے تو خدا بچّے کے ہر گھونٹ پر اولادِ اسماعیلؑ میں سے ایک غلام آزاد کرنے کا اجر عطا فرماتا ہے۔ جب دودھ پلانے کا کام ختم ہو جاتا ہے تو خدا کا مکرّم فرشتہ اُس کے پہلو پر ہاتھ مار کر کہتا ہے کہ اب اپنے اعمال کو نئے سرے سے شروع کر، کیونکہ خدا نے تیرے سب گناہ معاف کر دیے۔"

★ ۔۔۔۔ (تفسیر نمونہ۔ وسائل الشیعہ جلد ۱۵)

www.drhasanrizvi.com

ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ (۳۴) یہ ہیں مریم کے بیٹے عیسےٰ۔ اور یہ ہے
قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ اُن کے بارے میں وہ حقیقی اور سچّی بات، جس
يَمْتَرُونَ ﴿۳۴﴾ میں وہ لوگ شک کر رہے ہیں۔
مَا كَانَ لِلّٰهِ أَنْ يَتَّخِذَ (۳۵) یہ اللہ کی شان نہیں ہے، کہ وہ کسی کو
مِنْ وَلَدٍ سُبْحٰنَهُ إِذَا اپنا بیٹا بنالے۔ پاک ہے اُس کی ذات
قَضٰى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ (ایسے کاموں سے۔) وہ جب کسی کام کا
لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۳۵﴾ ارادہ (یا فیصلہ) کرلیتا ہے تو بس (اتنا)

کہدیتا ہے کہ "ہوجا" اور وہ (کام) فوراً ہوجاتا ہے۔

حضرت عیسےٰ کی شان

حضرت عیسیٰؑ کی شان، مقام اور عظمت تو یہ ہے جو بیان کی گئی ہے۔ اتنی سچّی، واضح اور کھلی ہوئی بات میں لوگوں نے خواہ مخواہ جھگڑے ڈال رکھے ہیں۔

کسی نے اُن کو خدا بنا دیا ہے، اور کسی نے خدا کا بیٹا۔ کوئی اُن کو "معاذ اللہ" جھوٹا مکار اور تماشے دکھانے والا سمجھتا ہے، کوئی اُن کے نسب پر طعنے کستا ہے، مگر سچّی بات صرف وہی ہے جو پچھلی آیتوں میں بیان ہوئی کہ:۔ (۱) حضرت عیسےٰ خدا نہیں ہیں، خدا کے مقرّب بندے ہیں، (۲) جھوٹے مفتری نہیں، سچے پیغمبر خدا ہیں (۳) اُن کا حسب نسب پاک ہے۔ (۴) وہ خدا کا کلمہ ہیں (یعنی خدا کے کلمہ "کُن" سے پیدا ہوئے ہیں) *.... (شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

خدا مکمّل قدرت والا ہے

جو خدا صرف ایک لفظِ کُن سے ہر چیز کو پیدا کر سکتا ہے، اُسے بیٹوں، پوتوں (اور بیویوں) کی کیا ضرورت ہے؟ کیا اُسے بڑھاپے میں سہارا چاہیئے؟ یا کوئی مدد کرنے والا چاہیئے؟ یا اُسے کوئی نام چلانے والا چاہیئے؟ ...... (شیخ الاسلام عثمانی)

خدا کا کوئی بیٹا نہیں

اولاد کی ضرورت اِس لیے ہوتی ہے کہ:

(۱) انسان بوڑھا ہو کر کسی کی مدد کا محتاج ہوتا ہے۔ جبکہ خدا نہ بوڑھا ہوتا ہے نہ محتاج۔

(۲) اولاد کی ضرورت انسان کی نفسیاتی اور جذباتی ضرورت ہے، جبکہ خدا اِن چیزوں سے بلند ہے۔

(۳) اولاد کی ضرورت تنہائی کی وحشت کو دور کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ جبکہ خدا پر وحشت کے اثر کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا (کیونکہ وہ اعضاء و جوارح سے بے نیاز ہے)۔

(۴) انسان فانی ہے، اور اولاد کے ذریعے سے بقاء چاہتا ہے (جبکہ خدا ہمیشہ باقی رہنے والا ہے)

غرض خدا کی صفت یہ ہے کہ (۱) لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ اُس کی مانند کوئی چیز نہیں

(۲) اَللّٰهُ الصَّمَدُ خدا بے نیاز ہے۔ اُس کو کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ (تفسیر نمونہ)

ذٰلِكَ ... الخ یعنی۔ یہ ہے عیسیٰؑ ابن مریمؑ کی حقیقت کہ وہ اللہ کا بندہ ہے، اُس کا رسول ہے نہ وہ کہ جو عیسائی کہتے ہیں کہ خدا یا خدا کا بیٹا، یا خدا کا تیسرا شریک تھا۔ پس سچّی بات وہی ہے جو قرآن نے حکایت فرمائی ہے۔ پھر مزید وضاحت کے لیے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی شان یہ نہیں کہ اُس کے ہاں بیٹا ہو کیونکہ یہ تو حادث مخلوق کی شان ہے اور اللہ اس سے اجل و ارفع ہے۔ وہ جب بھی کسی کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو کُن سے وہ شئے ہو جایا کرتی ہے۔ اسی طرح اُس نے اپنے امر و ارادہ سے عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے پیدا کر دیا (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ (۳۶) اور (عیسیٰ نے تو یہ کہا تھا کہ)
فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ حقیقتاً میرا اور تمھارا پالنے والا مالک
مُّسْتَقِيمٌ (۳۶) "اللہ" ہے۔ پس تم اُسی کی بندگی
(کامل اطاعت) کرو۔ یہی صاف اور سیدھا راستہ ہے۔

حضرت عیسٰیؑ نے ہدایت فرمائی

حضرت عیسٰیؑ اپنے ماننے والوں کو بتا رہے ہیں کہ "میں خدا کا بیٹا نہیں ہوں (اِنِّی عَبْدُ اللہ) میں خدا کا بندہ ہوں)۔ کیونکہ عیسائی روایت کے مطابق حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسٰیؑ دونوں معجزے کے ذریعہ پیدا ہوتے تھے۔ یوقا کی انجیل میں ان دونوں معجزوں کا ذکر ہے جو ایک ہی سلسلے سے بیان کیا گیا ہے۔ اب یہ عیسائی حضرات کتنی بڑی زیادتی کرتے ہیں کہ وہ ایک معجزے سے پیدا ہونے والے کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور دوسرے کو خدا کا بندہ۔" (تفہیم القرآن)

زبور میں ہے کہ

سید بن طاؤسؒ نے ذکر کیا ہے کہ داؤدؑ کی زبور کے دوسرے سورے میں، میں نے دیکھا کہ "اے داؤدؑ! تمھیں میں نے زمین میں اپنا خلیفہ بنایا ہے اور تمھیں تزکیۂ نفس کرنے والا اپنے وجود کا، اور اپنا نبی بنایا ہے، اور عنقریب ایک گروہ عیسٰیؑ کو خدا جانیں گے میرے بغیر۔ اس لیے کہ میں اُن کو ایسی قدرت عطا کروں گا کہ وہ مُردوں کو زندہ میرے حکم سے کریں گے۔

اے داؤدؑ! میری مخلوق کا وصف کر میری رحمت و کرم سے۔ یعنی جو کمال مخلوق میں پایا جائے وہ میری بخشش و کرم کی وجہ سے ہے اور اس سے کہ میں ہر چیز پر قادر ہوں۔

اے داؤدؑ! کس نے لوگوں سے منھ موڑ کر میری طرف رجوع کیا اور میں نے اُسے نا اُمید کیا ہو....الخ"
(حدیث قدسی ص ۸۲)

www.drhasanrizvi.com

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (۳۷)

(مگر اس بات پر) مختلف گروہوں اور جماعتوں نے ایک دوسرے سے اختلاف کر رکھا ہے۔ بُرا ہو اُن کا جنھوں نے حق کا انکار کیا۔ اُن کے لیے وہ وقت بڑی تباہی کا ہوگا، جب وہ ایک بڑا سخت دن دیکھیں گے۔

اختلاف کرنے والے گروہ ؟

"مختلف گروہوں" سے مراد یہود و نصارٰی کے مختلف فرقے ہیں۔ کچھ نے کہا کہ حضرت عیسیٰؑ خدا کے بیٹے ہیں۔ کچھ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ہی خدا ہیں۔ کچھ کہتے ہیں کہ خدا حضرت عیسیٰؑ کی شکل میں آیا تھا، پھر آسمان پر چلا گیا۔ کچھ سلیم الطبع لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ خدا کے بندے اور نبی تھے

★ ...... (تفسیر صافی صفحہ ۳۱۳، تفسیر تبیان)

★ قیامت کے دن حقائق کھل کر سامنے آجائیں گے اس لیے سارے عیسائی، یہودی ایمان لے آئیں گے۔ مگر اُس ایمان کی کوئی قیمت نہ ہوگی، کیونکہ آنکھوں سے حقائق کو دیکھنے کے بعد ماننا عقل کا امتحان نہیں قرار دیا جاسکتا۔ اجر تو انسان کے سمجھنے اور ماننے پر دیا جاتا ہے۔ اسی وقت ممکن ہے کہ آدمی دنیا میں مرنے سے پہلے حقائق کو دل سے تسلیم کرے۔ ★ .... (تفسیر مجمع البیان)

★ غرض عیسائیوں کو بتلایا جارہا ہے کہ عیسیٰؑ بھی وہی پیغام لائے تھے جو دوسرے تمام انبیاءؑ لے کر آئے تھے وہ پیغام اِس کے سوا کچھ نہ تھا کہ صرف اور صرف ایک خدا کی بندگی، غلامی یا کامل اطاعت کی جائے، جبکہ تم عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو نبی کے بجائے خدا بنالیا، اب تم اُن کو اللہ کا شریک ٹھہرا کر اُن کی عبادت کررہے ہو[1]

[1] (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ (۳۸) جب وہ ہمارے سامنے حاضر يَأْتُونَنَا لَٰكِنِ الظَّالِمُونَ ہوں گے تو اُس دن اُن کے کان الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۳۸﴾ بھی خوب اچھی طرح سے سن رہے ہوں گے، اور اُن کی آنکھیں بھی خوب اچھی طرح سے دیکھ رہی ہوں گی۔ مگر آج یہ ظالم لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

٭ مطلب یہ ہے کہ آج تو یہ لوگ اندھے، بہرے بنے ہوئے ہیں، مگر قیامت کے دن سب خوب حیران ہوں گے کہ اُن کی آنکھیں خوب روشن، اور کان خوب تیز ہوں گے۔ (مدارک)

٭ یعنی آج جبکہ سننا، دیکھنا مفید تھا، بالکل اندھے بہرے بنے ہوئے ہیں، قیامت میں جبکہ دیکھنا، سننا کچھ فائدہ نہ دے گا، اُس وقت سب کچھ سن دیکھ رہے ہیں۔ اس لیے اب وہاں یہ وہ سب کچھ سنیں گے جس سے جگر پھٹ پھٹ جائیں گے، اور وہ منظر دیکھیں گے کہ چہرے سیاہ پڑ جائیں گے۔
..... (شیخ الاسلام عثمانی)

٭ أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ : یہ دونوں فعل تعجب کے لیے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ دنیا میں اگرچہ نہ حق کی بات کو سنتے ہیں، اور نہ حقائق کو حقیقت بین نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ یعنی کانوں اور آنکھوں کے باوجود بہرے اور اندھے ہیں، لیکن ہماری بارگاہ میں بروز محشر پیش ہوں گے تو اُن کے سامنے حقیقت کا پردہ چاک ہو گا اور وہ خوب سنیں گے اور دیکھیں گے لیکن اُس وقت کی بصیرت اُن کو کچھ فائدہ نہ دے سکے گی۔
..... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ (۳۹) تو اُنھیں اِس حالت میں کہ وہ
اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ حق سے غافل ہیں، اور حق کو نہیں مان
غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۹﴾ رہے ہیں، اُس دن سے ڈرائیے جب

(ابدی) فیصلہ کر دیا جائے گا، اور غم کھانے اور پچھتانے کے سوا کچھ باقی نہ رہے گا۔

وقف لازم

روزِ قیامت جنّتی اور دوزخیوں کی حالت

کیونکہ قیامت کے دن سب لوگ افسوس کرتے ہوں گے اِس لیے اُس دن کو حسرت و افسوس کا دن کہا گیا ہے۔ بُرے لوگ اپنی بُرائیوں کے سبب افسوس کر رہے ہوں گے اور نیک لوگ اپنی نیکیوں کی کمی اور اپنے اوقات کے ضائع کرنے پر افسوس کر رہے ہوں گے۔
٭...... (تفسیر صافی ص ۳۱۳)

٭ ابو سعید خدری نے جنابِ رسولِ خداؐ سے روایت فرمائی ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "جب اہلِ جنّت جنّت میں اور اہلِ دوزخ، دوزخ میں داخل ہو چکیں گے تو سب کو ندا دی جائے گی تو اپنی اپنی گردنیں بلند کر کے دیکھیں گے۔ دریں اثنا موت کو لایا جائے گا اور اُس کو ذبح کیا جائے گا، اور آواز آئے گی: "اے جنّت والو! اب تم لوگ خوش و خرم جنّت میں رہو، اب تم کبھی نہ مرو گے کیونکہ موت کو ہمیشہ کے لیے ذبح کر دیا گیا ہے۔ پھر اسی طرح دوزخیوں سے کہا جائے گا کہ اے دوزخیو! اب تم دوزخ کا عذاب ہمیشہ کے لیے بھگتتے رہو، اب تمھیں کبھی موت نہ آئے گی اور عذابِ دوزخ ہمیشہ تم پر کیا جاتا رہے گا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ: "یہ آواز سن کر جنّت والے اِس قدر خوش ہوں گے کہ اگر موت ہوتی تو خوشی سے مر جاتے (ہارٹ فیل ہو جاتا)۔ اور دوزخ والے ایسی آہ سرد کھینچیں گے اور اِس قدر سخت افسوس کریں گے کہ اگر موت ہوتی تو وہ مر جاتے (یعنی ہمیشگی کے عذاب کے خوف سے اُن کو ہارٹ اٹیک ہو جاتا)
٭..... (تفسیر مجمع البیان، بحوالہ صحیح مسلم۔ بحوالہ تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ (۴۰) پھر ہم ہی زمین اور اُس کی تمام
وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ۴۰ چیزوں کے آخری مالک[۱] ہوں گے ۲/ع ۵/۲۵
اور سب کے سب ہماری ہی طرف پلٹائے جائیں گے

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ (۴۱) اور اس کتاب میں ابراہیمؑ[۲] کا قصہ بیان
اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۴۱ کرو۔ حقیقتاً وہ ایک کھرے اور سچے
انسان تھے اور نبی بھی تھے۔

۱؎ مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن زمین پر کوئی کسی چیز کا مالک نہ ہوگا اور نہ کوئی کسی چیز کو استعمال کرسکے گا۔ ★ ۔۔۔ (تفسیر صافی)

★ نیز یہ کہ وارث وہ ہوتا ہے جو دوسرے کے مرنے کے بعد اُس کی املاک کا حقدار ہو۔ دنیا میں تو سب کے سب فنا ہونے والے ہیں آخری باقی رہنے والی ذات صرف اللہ کی ہے۔ ★ (مجمع البیان)

۲؎ اصل میں خطاب اہلِ مکہ سے ہے جنھوں نے اپنے نوجوان بیٹوں، بھائیوں اور دوسرے تمام رشتہ داروں کو چھوڑ کر حضرت ابراہیمؑ کی طرح ہجرت کی۔ حضرت ابراہیمؑ کا قصہ خاص طور پر اس لئے سنایا جا رہا ہے کہ قریش، حضرت ابراہیمؑ کو اپنا جدِ اکبر، پیشوا اور بزرگ مانتے تھے اور اُن کی اولاد ہونے پر فخر کرتے تھے۔ ★ ۔۔۔۔۔۔ (تفہیم)

★ (۱) لفظ "صدیق" "صدق" کے لفظ کا مبالغہ ہے۔ یعنی، بہت زیادہ سچے۔

(۲) بعض مفسرین کے نزدیک "صادق" سے مراد وہ شخص ہے جو کبھی جھوٹ نہ بولے۔ پیغمبر کی بنیادی اور اولین صفت یہی ہوتی چاہیئے کہ وہ خدا کے پیغام کو بالکل اسی طرح بغیر کمی یا زیادتی کے پہنچا دے۔ ★ ۔۔۔ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

اِذۡ قَالَ لِاَبِیۡهِ یٰۤاَبَتِ لِمَ (۴۲) جب انھوں نے اپنے باپ سے کہا:
تَعۡبُدُ مَا لَا یَسۡمَعُ وَلَا یُبۡصِرُ "اے ابا جان! آخر آپ کیوں ان (لایعنی)
وَلَا یُغۡنِیۡ عَنۡكَ شَیۡـًٔا ﴿۴۲﴾ چیزوں کی پوجا پاٹ یا بندگی کرتے ہیں
جو نہ تو کچھ سنتی ہی ہیں، اور نہ کچھ دیکھتی ہیں، اور نہ ہی کوئی فائدہ پہنچا کر آپ کا کوئی کام بنا سکتی ہیں؟

لغت میں "اب" کے معنی باپ کے ہوتے ہیں۔ مگر عربی زبان میں باپ (اب) کا اطلاق اصلی فطری باپ کے علاوہ خاندان کے بزرگوں پر بھی ہوتا ہے۔

★ علامہ طبرسیؒ "مجمع البیان" میں فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کی طرف سے "اب" کا خطاب اُس شخص کے لیے ہے جس کو وہ باپ کے نام سے یاد کرتے تھے، حالانکہ وہ اُن کا نانا تھا اور اُن کے باپ کا نام "تارخ" تھا۔ کیونکہ علمائے شیعہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت رسالت مآبؐ کا آبائی سلسلہ تا آدمؑ مسلمان و موحد تھا، اور حضورؐ کا فرمان بھی ہے کہ خدا مجھے ہمیشہ پاک صلبوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل فرماتا رہا ہے، یہاں تک کہ میں تمہارے سامنے آگیا ہوں، اور کافر کو پاک صلب سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔
(بحوالہ تفسیر انوار النجف)

شرک کی نفی کی بہترین دلیل

یہ ہے کہ جو نہ سن سکتا ہے اور نہ دیکھ سکتا ہے، وہ ہمارے کس کام کا؟ بھلا اُس سے کیا توقع رکھی جا سکتی ہے اور کیا مانگا جا سکتا ہے؟ محققین نے نتیجہ نکالا کہ عبادت ایسی ذات کی کرنی چاہئے جو سنتا دیکھتا بھی ہو اور ہماری ضروریات اور دعاؤں کو پورا بھی کر سکتا ہو۔
(تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

يَٰٓأَبَتِ إِنِّي قَدۡ جَآءَنِي (۴۳) اے ابا جان! یقین جانیے کہ میرے
مِنَ ٱلۡعِلۡمِ مَا لَمۡ يَأۡتِكَ پاس ایک ایسا علم آیا ہے جو آپ کے
فَٱتَّبِعۡنِيٓ أَهۡدِكَ صِرَٰطٗا پاس نہیں آیا۔ پس آپ میری پیروی
سَوِيّٗا ۞ کریں، میں آپ کو سیدھے راستے پر
لگا دوں گا۔ (یا ہدایت کروں گا۔)

يَٰٓأَبَتِ لَا تَعۡبُدِ ٱلشَّيۡطَٰنَۖ (۴۴) اے بابا جان! آپ شیطان کی
إِنَّ ٱلشَّيۡطَٰنَ كَانَ لِلرَّحۡمَٰنِ بندگی یا پوجا پاٹ نہ کریں در حقیقت
عَصِيّٗا ۞ شیطان تو خدائے رحمٰن (و مہربان) کا
نافرمان ہے۔

تقلید جائز ہے

فقہاء نے نتائج نکالے کہ (۱) بے علموں پر علماء کی تقلید لازمی ہے۔ (۲) باپ کا بیٹے سے علم حاصل کرنا (تقلید) جائز ہے (۳) نسب کی فضیلت علم کی فضیلت کے مقابلے میں بہت ہی کم ہوتی ہے

★ امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:
"مَنْ اَبْطَاَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ" (نہج البلاغہ)
یعنی: "جسے عمل پیچھے ہٹا دے اُسے نسب آگے نہیں بڑھا سکتا"

★ یہ بھی فرمایا: "مَنْ فَاتَهٗ حَسَبُ نَفْسِهٖ لَمْ يَنْفَعْهُ حَسَبُ اٰبَآئِهٖ" یعنی: جس شخص کو

www.drhasanrizvi.com

ذاتی شرف حاصل نہ ہو، اُس کو اُس کے آباء و اجداد کی شرف و منزلت فائدہ نہیں دے سکتی۔"
*..... (نہج البلاغۃ قصار الحکم)

خدا رحمٰن (بہت مہربانی کرنے والا) ہے

(آیت ۴۴ میں) رحمانیت کی صفت کا خاص طور پر بیان، شاید اس لیے کیا گیا کہ مخاطب کو غیرت دلائی جائے کہ وہ خدا جو مجھے اپنے فیضان سے مسلسل نوازتا چلا جا رہا ہے اُس کے مقابلے میں اُس ہی کے دشمن شیطان کی بندگی اور اطاعت کرنا (اور مسلسل خدائے رحمٰن کی نافرمانی کرنا) کتنی بُری چیز ہے۔ (عام محاورہ میں ایسے شخص کو "نمک حرام" کہا جاتا ہے)

اور حضرت ابراھیمؑ کا آذر کو بار بار 'بابا جان'، 'بابا جان' کہنا شاید اس لیے تھا کہ جس کو نصیحت کی جائے اُس کا احترام لازمی طور پر کیا جائے، تاکہ اُس کو وحشت نہ ہو۔ اس لیے اُس کے دل میں (اپنا) دل ڈال کر بات کی جائے، تاکہ شاید اس طرح اُس میں اُنس پیدا ہو، اور وہ بات کو سننے، سمجھنے اور بالآخر ماننے کے لیے تیار ہو سکے۔
*..... (تفسیر ماجدی)

شیطان کی عبادت نہ کرنے کا حکم

(اِس آیت ۴۴ میں) شیطان کی عبادت نہ کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ یہاں عبادت سے مراد شیطان کے لیے سجدہ کرنا نہیں، بلکہ اُس کا حکم ماننا بھی اُس کی عبادت ہے۔ حتّٰی کہ کسی کو کان لگا کر سُننا بھی عبادت میں شامل ہے۔ اِسی لیے ــــ

جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا "جو شخص کسی کی بات کان لگا کر سُنے تو اُس نے اُس کی عبادت کی۔ اگر یہ بولنے والا خدا کی بات (خدا کی جائز کی ہوئی بات) بول رہا ہے تو گویا سننے والے نے خدا کی عبادت کی، اور اگر بولنے والا ابلیس کی پسندیدہ بات بول رہا ہے تو سننے والے نے ابلیس (لعنہ) کی عبادت کی۔"
*..... (سفینۃ البحار جلد ۲ صفحہ ۱۱۵ ۔ تفسیر نمونہ، تحف العقول)

www.drhasanrizvi.com

يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَن	(۴۵) اے بابا جان! مجھے ڈر ہے کہ آپ
يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ	کو خدائے رحمٰن کا عذاب نہ پہنچ جائے
الرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ	اور پھر آپ شیطان کے ساتھی و شریک
لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ۝	حال (نہ) بن جائیں۔
قَالَ أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنْ	(۴۶) آزر نے کہا: "اے ابراہیم! کیا تو میرے
آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ لَئِن	خداؤں سے پھر گیا ہے؟ اگر تو باز نہ آیا تو
لَّمْ تَنتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ	میں تجھے سنگسار کردوں گا بس اب تو
وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ۝	ہمیشہ کے لیے مجھ سے الگ ہو جا۔"

نتیجے وہدایات

(۱) حضرت ابراہیمؑ کی گفتگو سے محققین نے نتیجہ نکالا کہ "ہدایت کے لیے ضروری ہے کہ سختی اختیار کرنے سے پہلے منطق اور دلیل کے ذریعہ سمجھایا جائے، وہ بھی محبت، شفقت اور ہمدردی کے ساتھ۔ واضح قطعی دلائل کا سہارا لے کر۔ جب اس طرح بھی نہ سنیں تو پھر دوسرا سلوک کیا جائے۔

(۲) عالم کا یہ حق ہوتا ہے کہ اُس کی پیروی کی جائے۔ کیونکہ حضرت ابراہیمؑ اپنے چچا سے فرما رہے ہیں کہ "میری پیروی کرو کیونکہ میں ایسے علوم رکھتا ہوں جو تمہارے پاس نہیں ہیں۔ اس آیت سے فروعی احکام میں تقلید ثابت ہے۔

(۳) خدا کا خود "رحمٰن" فرمانا بتاتا ہے کہ یہ سورۃ اوّل سے آخر تک رحمت ہی رحمت ہے۔ اس سورۃ میں سولہ (۱۶) مرتبہ خدا نے خود "رحمٰن" فرمایا ہے۔ ★ .... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ (٤٧) ابراہیمؑ نے کہا: ”خدا حافظ![ل]
لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ میں بہرحال آپ کے لیے اپنے پالنے والے
حَفِيًّا ۝ مالک سے معافی کی درخواست کروں گا‘
یقیناً وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے۔

وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ (٤٨) اب میں آپ کو بھی چھوڑتا ہوں
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ڮ اور اُن کو بھی، جن کو آپ لوگ اللہ کو
عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَاۗءِ چھوڑ کر پکارتے ہیں، اور میں صرف اپنے
رَبِّيْ شَقِيًّا ۝ پالنے والے مالک سے دعاء کرتا رہوں گا۔ اور اُمید
ہے کہ میں اپنے پالنے والے مالک سے دعاء (کرنے کی وجہ سے) نامراد اور بدنصیب نہ رہوں گا۔

[ل] آذر کے اس قدر سخت الفاظ کے باوجود حضرت ابراہیمؑ کا اس قدر نرم جواب اُن کے کمالِ ادب اور بزرگی کے احترام کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔ سلام کا یہاں ترجمہ ”خدا حافظ“ اس لیے کیا گیا ہے کہ یہ ”سلام“ رخصتی کا سلام تھا۔ ٭ ۔ ۔ ۔ (موضح القرآن ۔ فصل الخطاب)

نتائج (١) جاہلوں کو حلم کی زبان میں جواب دینا چاہیئے۔ ٭ (تفسیر ماجدی)
(٢) بزرگوں کے حقوق کی رعایت لازمی ہے۔ ٭ ۔ ۔ (معالم) (٣) کافر کے لیے ہدایت کی دعاء کرنا جائز ہے۔ ٭ ۔ (تھانوی)

www.drhasanrizvi.com

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا (۴۹) تو جب ابراہیمؑ اُن لوگوں سے اور اُن سے
يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۙ جن کی وہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر بندگی کرتے
وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ تھے، جدا ہو گئے تو ہم نے انھیں اسحاقؑ
وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝ اور یعقوبؑ جیسی اولاد عطا کی، اور اُن میں سے
ہر ایک کو نبی بنایا۔

وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا (۵۰) اور اُن کو اپنی رحمت سے[۲] (بڑا) حصہ
وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ عطا کیا۔ اور ان کو نیک نامی، حقیقی
صِدْقٍ عَلِيًّا ۝ ع شہرت اور "سچائی کی زبان" عطا کی۔ ۳ ع ۶

غیر اللہ کو ترک کرنے پر انعام

[۱] محققین نے لکھا کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے بُت پرستوں سے کنارہ کشی اختیار کی تو خدا نے اُن کو اسحاقؑ جیسا بیٹا اور یعقوبؑ جیسا پوتا عطا فرمایا اور اُن کو نبی بھی بنایا۔ معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو یا مشرکوں سے قطع تعلق پر خدا دنیا میں نواز تا ہے اور آخرت میں بھی۔ * (تفسیر نمونہ)

"رحمت سے حصہ اور سچائی کی زبان" سے مراد

[۲] فقہاء نے ان آیتوں سے یہ نتائج اخذ کیے :۔ (۱) حق کے دشمنوں سے علیحدگی اختیار کرلینی چاہیے۔ (اسی کو فقہ کی اصطلاح میں "تبرا" کہتے ہیں) (۲) وطن سے ہجرت اگر دینِ خدا کی خاطر ہوتی ہے تو مہاجر دنیوی

www.drhasanrizvi.com

اعتبار سے بھی گھاٹے میں نہیں رہتا۔ کیونکہ جب حضرتؑ ابراھیمؑ اپنے شہر حران (کلدانیہ۔عراق) سے شام ہجرت فرما گئے تو اُن کو دوسرا وطن بھی ملا اور انبیاءؑ کرام جیسی اولاد ملی۔ غرض ساری خوشیاں اُنھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔

★...... (تفسیر ماجدی)

(۳) آج بھی دنیا کے اکثر مذاہب حضرت ابراھیم علیہ السلام کی جلالت اور عظمت کا کلمہ پڑھتے ہیں مسلمان، یہودی، عیسائی سب اُن کا بیحد احترام کرتے ہیں۔

★...... (تھانوی)

(۴) ہماری قدیم تفسیروں میں اس آیت کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے کہ: "ہم نے اپنی رحمت کا ایک حصّہ اُنھیں عطا کیا" رحمت کے اُس حصّہ سے مراد "رسولِ آخرؐ" ہیں، جو رحمت بنا کر بھیجے گئے، اور "سچائی کی زبان" سے مراد حضرت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ہیں۔"

★...... (تفسیر مجمع البیان بحوالہ تفسیر امام حسن عسکریؑ)

★ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: "خدا جس کو لسانِ صدق (یعنی نیک نامی) لوگوں کے درمیان دیتا ہے، وہ نیک نامی، بے حد دولت سے بہتر ہے۔"

★...... (اصولِ کافی۔ تفسیر نور الثقلین جلد ۲ ص ۳۳۹)

★ کفار چاہتے تھے کہ حضرت ابراھیمؑ کو راندۂ درگاہ کر کے ذلیل و خوار کر دیں۔ جواب میں خدا نے حضرتؑ ابراھیمؑ کو آئندہ نسلوں میں سچّی زبان والا قرار دیا، اُن کو نیک نامی، عزّت، صاحبِ مقام قرار دیا، اُن کو شہرت عطا کی، اُن کی اچھی یاد، نیک نامی، لوگوں کے دلوں میں اچھا مقام عطا فرمایا۔

یہی معنی ہیں "لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا" کے۔ ★...... (تفسیر نمونہ)

★ اصل مقصد مہاجرین کو تسلّی دینا ہے کہ: جس طرح ابراھیمؑ اپنے خاندان سے کٹ کر برباد نہ ہوئے، بلکہ سر بلند ہو گئے، اِسی طرح تم بھی برباد نہ ہو گے، بلکہ سر بلند ہو گے۔

★...... (تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوسٰى (۵۱) اور اِس کتاب میں موسیٰؑ کا بھی ذکر

اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ کرو، یقیناً وہ ایک مخلَص اور کھرے

رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ انسان تھے اور نبی تھے (ہمارے) بھیجے ہوئے۔

وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ (۵۲) ہم نے اُنھیں "طور" کی داہنی جانب

الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ سے پکارا اور اُن سے راز کی باتیں کر کے

نَجِيًّا ۝ اپنا تقرّب عطا کیا۔

وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ (۵۳) اور انھیں اپنی رحمت اور مہربانی

اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ۝ سے ہارون جیسا بھائی نبی بنا کر عطا کیا۔

"مُخْلَص" کے معنی "خالص کیا ہوا" مطلب یہ ہے کہ "حضرت موسیٰؑ ایسے شخص تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خالص بنا لیا تھا۔" ★ (مفردات امام راغب)

★ اِن آیات میں پانچ قسم کی نعمتوں کو بیان کیا گیا ہے۔ (۱) حضرت موسیٰؑ کو اُن کی اطاعت کی وجہ سے خدا نے اپنا مخلص بندہ فرمایا: اور مخلص بندے کو شیطان گمراہ نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ سورۃ صٓ آیت ۸۲ میں خود شیطان نے اِس کا اعتراف کیا ہے۔ (۲) حضرت موسیٰؑ کو نبی اور رسول بنایا۔ (۳) خدا نے فرمایا کہ "ہم نے اُن کو کوہِ طور کی دائیں جانب سے بلند آواز میں پکارا۔ (۴) موسیٰؑ کو ہم نے اپنا تقرّب عطا کیا اور چپکے چپکے باتیں کیں۔ (۵) موسیٰؑ کو ہم نے اپنی رحمت سے ہارون جیسا بھائی عطا کیا جو نبی بھی ہے۔ ★ ۰۰۰۰ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ (۵۴) اور اس کتاب میں آپ اسمٰعیل
اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ کا بھی ذکر کیجیے۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ وعدے
وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾ کے سچے اور (ہمارے) بھیجے ہوئے نبی تھے۔
وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ (۵۵) وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا
وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ حکم دیتے تھے، اور اپنے پالنے والے مالک
رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾ کے نزدیک پسندیدہ انسان تھے۔

وعدہ وفائی، سیرتِ انبیاءؑ ہے

۱۔ روایت میں ہے کہ خدا نے حضرت اسمٰعیلؑ کو صادق الوعد اس لیے کہا کہ وہ اپنے ہر وعدے کو ضرور پورا کرتے تھے۔ انھوں نے کسی سے ایک جگہ انتظار کرنے کا وعدہ کر لیا، مگر وہ شخص بھول گیا اور وہاں نہ پہنچا، تو آپؑ نے ایک سال تک اُس کا انتظار کیا۔ (اصول کافی جلد ۲ ص ۸۶)

★ حضرت علی ع نے فرمایا: "لوگوں کو وعدے لیکر اور امانت دے کر پہچانو۔" (نہج البلاغہ)

کارِ تبلیغ اور نتائج

۲۔ محققین نے نتیجہ نکالا کہ تبلیغ کے کام کا پہلا مرحلہ گھر والوں کی ہدایت سے شروع ہونا چاہیے کیونکہ گھر والے ہی انسان کے سب سے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ سورۃ الشعراء آیت ۲۱۴ میں حضور اکرمؐ کو بھی یہی حکم ہوا تھا کہ: (سب سے پہلے) اپنے قریبی رشتہ داروں کو تنبیہ کرو" پھر فرمایا: "اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی نماز کی پابندی کرو۔" (طٰہٰ آیت ۱۳۲) (۲) محققین نے نتیجہ نکالا کہ: "اوّلین مسلم رسولؐ کے قریبی رشتہ داروں ہی کو ہونا چاہیے۔"
★ ..... (تفسیر نمونہ) ..... (مؤلف)

★ (۳) تیسرا نتیجہ یہ نکالا کہ کوئی نعمت بندے کے لیے اللہ کی رضا سے بہتر نہیں ہے، کیونکہ خدا نے اپنے خاص بندوں کے لیے فرمایا: "خدا اُن سے راضی اور خوش ہوا اور وہ بھی خدا سے خوش ہو گئے یہی عظیم کامیابی ہے۔" (سورہ مائدہ آیت ۱۱۹) (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ (۵۶) اور آپؐ اسی کتاب میں ادریسؑ کا

اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾ بھی ذکر کیجیے۔ حقیقتاً وہ ایک سچے

انسان اور ایک نبی تھے۔

وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾ (۵۷) اور ہم نے انھیں ایک اونچے مقام

پر بلند کیا۔

حضرت اِدریسؑ

مفسرین کے قول کے مطابق حضرت ادریسؑ، حضرت نوحؑ کے پردادا تھے۔ توریت میں ان کا نام "اخنوخؑ" ہے، اور عربی میں "ادریسؑ" ہے۔ درسِ کتب کی وجہ سے ان کا نام ادریسؑ ہوگیا۔ اولادِ آدمؑ میں سے یہ پہلے شخص ہوئے جنھوں نے قلم سے لکھنے کی ابتدا کی، اور کپڑے سینے کی ایجاد کی۔ اور مروی ہے کہ خدا نے ان کو علمِ نجوم، علمِ حساب اور علمِ ہیئت تعلیم کیا تھا۔ (انوار النجف) (تفسیر نمونہ)

★ اور بعض روایات میں ہے کہ چوتھے اور پانچویں آسمان کے درمیان ان کی روح قبض کی گئی۔ ★ ۔ ۔ ۔ (تفسیر انوار النجف)

★ بعض مفسرین نے اسرائیلیات کے حوالے سے لکھا ہے کہ ان کو آسمان پر اٹھا لیا گیا۔

★ بعض دوسرے مفسرین کے نزدیک یہ بلندیٔ مقام اور قربِ الٰہی کی طرف اشارہ ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا کہ: "حضرت ادریسؑ کو خدا نے آسمان کی سیر کرائی، جو ایک محدود درجے کی معراج تھی۔" ★ ۔ ۔ ۔ (شاہ ولی اللہ۔ فصل الخطاب۔ تفسیر ماجدی)

★ حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جنابِ رسول خداؐ نے فرمایا کہ: "مجھے جبرئیلؑ نے خبر دی کہ خدا نے ایک فرشتہ کو عتاب کیا جو زمین پر اتار دیا گیا تو اس نے حضرت ادریسؑ سے شفاعت کے لیے درخواست کی۔ آپؑ نے تین شبانہ روز عبادت کی، روزے رکھے پھر اس کے لیے دعا کی، جو منظور ہوئی۔ وہ فرشتہ آپؑ کی خواہش پر ملک الموت سے ملاقات کے لیے آسمان پر لے گیا جب چوتھے اور پانچویں آسمان کے درمیان پہنچے تو ملک الموت نے بحکمِ خدا اُن کی روح قبض کر لی۔ ★ (ملخص از تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ (۵۸)
عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ
ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا
مَعَ نُوحٍ وَمِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ
وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا
وَاجْتَبَيْنَا ۚ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ
آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا
سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۩ (۵۸) ...

یہ وہ پیغمبر ہیں جن پر اللہ نے انعام
فرمایا، جو آدمؑ اور اُن لوگوں کی نسل سے ہیں،
جنھیں ہم نے نوحؑ کے ساتھ کشتی پر سوار
کیا تھا (لیکن ان میں سے) کچھ ابراہیمؑ اور
اسرائیلؑ (یعقوبؑ) کی اولاد میں سے بھی
ہیں۔ یہ (سب کے سب) اُن لوگوں میں سے
تھے جن کو ہم نے ہدایت بھی بخشی، اور
(کارِ ہدایت کے لیے) چُن لیا۔ جب اُن کے سامنے

خدائے رحمٰن کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو وہ روتے اور گڑگڑاتے ہوئے سجدوں
میں گر گر پڑتے تھے۔ (سجدہ کیجیے)

السجدة ۵

★ حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ: "اس آیت سے مراد ہم اہلِ بیتِ رسولؐ ہیں"
...... (مجمع البیان)

★ یعنی اس آیت سے اولین مراد اس اُمتِ محمدیہؐ میں اہلِ بیتِ رسولؐ ہیں۔ (تفسیر نمونہ)

★ وَمِنْ ذُرِّيَّةِ: حضرت عیسیٰؑ کو آدمؑ و نوحؑ و ابراہیمؑ و اسرائیلؑ کی ذریت سے شمار کرنے سے ثابت ہوا کہ لڑکی کی اولاد حقیقی معنوں میں ذریت کہلاتی ہے اور حسنینؑ شریفین کے فرزندِ رسولؐ ہونے کے ثبوت میں معصومؑ نے یہ آیت پیش کی تھی۔
...... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ (۵۹) پھر اُن کے بعد اُن کی جگہ ایسے
خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ ناخلف لوگ آئے جنھوں نے نماز ضائع
اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ کی، اور اپنے نفس کی (بُری) خواہشوں
يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ کے پیچھے پیچھے چلتے رہے، تو یہ عنقریب
اپنی گمراہی کا انجام بھگتیں گے۔

انبیاءؑ کے بعد نماز کو ضائع کرنے والوں کا اقتدار آیا

★ یعنی اُن برگزیدہ نبیوں کے بعد ایسے لوگ انبیاءؑ کی جگہ پر مسلط ہوئے اور برسرِ اقتدار آئے جو نمازیں ضائع کرتے تھے۔ تفسیر "مجمع البیان" میں وہب سے مروی ہے کہ انبیاءؑ کے بعد ایسے لوگ اُن کے جانشین ہوئے جو خمر پینے والے (شراب نوش)، شطرنج باز، شہوت ران، لذات کے دلدادہ تارکِ جمعہ اور نمازوں کے ضائع کرنے والے تھے۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ دین کا حلیہ بگڑ گیا، اور کفر عام ہو گیا پس عذابِ خداوندی کی لپیٹ میں آگئے۔ (حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ کے بعد علماء یہود و نصاریٰ نے یہی سب کچھ کیا۔) پھر اسلام میں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد تاریخ نے اپنے سابق کو خوب دُہرایا ہے۔ قرآن مجید کا اُممِ سابقہ کے قصوں کو بیان کرنا عبرتناک درس ہے۔
فرزندِ رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایک عظیم قربانی پیش کر کے خوابِ رفتہ اُمت کو اچھی طرح جھنجوڑ کر جگا دیا ہے۔ پس نیک نصیب ہیں وہ لوگ جو اُن حضرتؑ کی تعلیمات کو مشعلِ راہ قرار دیں (اور آگے بڑھیں)
(تفسیر مجمع البیان بحوالہ تفسیر انوار النجف)

★ جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا تھا کہ "ساٹھ سال کے بعد ایسے لوگ ظاہر ہوں گے

www.drhasanrizvi.com

جو نماز کو ضائع کریں گے، نفسانی خواہشوں کے غلام ہوں گے، اور اُن کے بعد ایک اور گروہ آئے گا، وہ قرآن کو بڑی شان بان سے پڑھیں گے، مگر وہ اُن کے شانوں کے اوپر رہ جائے گا، کیونکہ اُن میں اخلاص ہوگا، اور نہ غور و فکر ہوگا، نہ عمل کرنے کی فکر لاحق ہوگی، وہ صرف دکھاوے کے طور پر قرآن پڑھیں گے، صرف الفاظ پر قناعت کریں گے۔ اسی لیے اُن کے اعمال خدا کی بارگاہ تک نہ پہنچ پائیں گے۔

*...... (تفسیر المیزان جلد ۱۴)

علماء کی پہچان لباس سے

★ ایک اور حدیث میں ہے کہ جناب رسول خدا صؐ نے ارشاد فرمایا کہ: "سَیَاْتِیْ زَمَانٌ عَلٰی اُمَّتِیْ لَا یَعْرِفُوْنَ الْعُلَمَاءَ اِلَّا بِثَوْبٍ حَسَنٍ، وَلَا یَعْرِفُوْنَ الْقُرْاٰنَ اِلَّا بِصَوْتٍ حَسَنٍ، وَلَا یَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ۔ فَاِذَا کَانَ کَذٰلِکَ سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ سُلْطَانًا لَا عِلْمَ لَهٗ وَلَا حِلْمَ لَهٗ وَلَا رَحْمَ لَهٗ۔"

آخری زمانہ اور رمضان

یعنی: "میری اُمت پر عنقریب ایک ایسا زمانہ آئے گا جب علماء کی پہچان اچھے لباس سے ہوگی۔ قرآن کی پہچان خوش الحانی سے ہوگی ــ خدا کی عبادت صرف ماہِ رمضان میں ہوگی، پس جب ایسا ہوگا تو اُس وقت خدا اُن لوگوں (میری اُمت) پر ایسے بادشاہ کو مسلط کردے گا جس کے پاس نہ علم ہوگا، نہ حلم ہوگا، نہ رحم۔"

*....! (بحار الانوار جلد ۲۲ ص ۴۵۴ بحوالہ گفتار دلنشین چہاردہ معصومینؑ ص ۱۷ - قم ایران)

★ حضرت امام جعفر صادق ع سے روایت ہے کہ: "یہاں نماز کے ضائع کر دینے سے مراد یہ بھی ہے کہ نماز کو اُن کے اوقات سے بہت دیر کر کے، یا ہٹا کر پڑھا جائے۔"

*...... (تفسیر صافی ص ۳۱۵ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)

ایک سوال ؟

اس آیت میں صرف نماز ہی کے ذکر کو مقدّم کیوں کیا گیا ہے ؟

شاید اس لیے کہ نماز تمام گناہوں سے روکتی ہے۔ کیونکہ خدا کے سامنے کھڑے ہونے کا تصور اُجاگر کرتی ہے۔ اور انسان کی تمام تر تباہی کا راز خدا کو بھلا دینا ہے۔

*.... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

بے نمازی اور نماز گزار خدا و رسولؐ کی نظر میں

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

★ " اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡمُنۡکَرِ " (بیشک نماز برائی سے روکتی ہے)

اِس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر نماز گزار برے کام بھی کرتا ہے تو وہ نماز نہیں پڑھتا بلکہ اپنی عادت کو پورا کر رہا ہے ورنہ اُس کو بُرے کاموں سے بچنا چاہیئے تھا۔

پھر ارشاد ہوا : " اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَتَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ "

★ (نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے مت ہو جاؤ)

معلوم ہوا کہ نماز نہ پڑھنے والا مشرکوں میں شمار کیا جائے گا

★ کسی نے جناب رسولِ خداؐ سے سوال کیا کہ : " کافر اور مسلمان میں کیا فرق ہے " ؟

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا : " کافر نماز نہیں پڑھتا۔ "

★ آپؐ ہی نے ارشاد فرمایا : " نماز دین کا رُکن و ستون ہے جو اسے ترک کر دے گا وہ اپنے دین (کی عمارت) کو منہدم کرنے والا ہے۔ " (حدیثِ قدسی ص ۹۲)

★ " جو شخص جان بوجھ کر نماز کو چھوڑ دے وہ اَسّی (۸۰) حُقب دوزخ میں رہے گا۔ ایک حقب اَسّی (۸۰) سال کا ہوتا ہے۔ " (از حدیثِ قدسی ص ۹۶)

★ " جو شخص پنجگانہ نماز کو وقت پر پڑھے تو اُس کے لیے پروانۂ نجات روزِ قیامت، اور نور، اور دلیل عطا ہوتی ہے اور جو حفاظت سے (وقت پر) نہ پڑھے اُس کے لیے نہ ہی نجات ہے، نہ نور، نہ بُرہان اور نہ ہی قیامت کے دن اُس کے لیے ایمان ہو گا۔ " (از حدیثِ قدسی ۹۸)

★ " اگر نماز قبول ہو گئی تو تمام نیک اعمال قبول، اور اگر نماز رد کر دی گئی تو تمام اعمال رد ہو جائیں گے " (الحدیث)

★ " اُن نماز گزاروں کے لیے ویل ہے (تباہی ہے) جو اپنی نماز سے غافل ہیں " (سورۃ ماعون پارہ ۳۰)

www.drhasanrizvi.com

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ (٦٠) سوا اُس کے جو توبہ کرلے، اور ابدی
صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ حقیقتوں کو مانتے ہوئے نیک کام کرے،
الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ﴿٦٠﴾ تو وہ لوگ جنت کے سرسبز و شاداب، گھنے
باغوں میں داخل ہوں گے اور اُن کی ذرا سی بھی
حق تلفی نہ کی جائے گی۔

سچی توبہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِيْ وَعَدَ (٦١) اُن کے لیے ہمیشہ رہنے والے جنت کے
الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ سرسبز و شاداب گھنے باغات ہیں جن کا وعدہ خدائے
اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿٦١﴾ رحمن نے اپنے بندوں سے غائبانہ طور پر کر رکھا ہے۔
اور وہ وعدہ یقیناً پورا ہو کر رہنے والا ہے۔

"غیب" کے معنی

غیب کے معنی، اَن دیکھی جنت کو ماننا بھی ہے، اور رسولِ خداؐ کے بتاتے ہوئے تمام وعدوں کو ماننا ہے۔ کیونکہ ہم نے یہ تمام حقیقتیں آنکھوں سے نہیں دیکھیں۔ رسولِ خداؐ سے سن کر اُن کو مانا۔ خود خدا سے بھی براہِ راست نہیں سنا۔ رسولِ خداؐ سے سنا اور مانا۔ یہی ایمان کا اعلیٰ درجہ ہے، اور جنت اسی ایمان کا صلہ ہے۔ ★ "جنّتِ عدن" سے مراد لازوال جنت ہے جو کبھی فنا نہ ہوگی، "تازہ بہ تازہ نو بہ نو نعمتوں سے مالا مال ہوگی۔" ★ ۔۔۔ (تفسیر ماجدی)

www.drhasanrizvi.com

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿۶۲﴾

وہاں وہ (جنّتی لوگ) کوئی بیہودہ یا ناخوشگوار بات نہ سُنیں گے، سوا سلام کے وہاں اُن کو اُن کی مقرّرہ روزی صبح اور شام مسلسل ملتی رہے گی۔

صبح و شام سے کیا مراد ہے؟

صبح و شام یا دن رات سے محاورہ میں مراد "دوام" یعنی ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنا ہوتا ہے۔ یہاں اس سے مراد صرف سورج کا طلوع و غروب مراد ہوہی نہیں سکتا اس لیئے کہ جنّت میں اندھیرا ہی کہاں ہوگا کہ سورج کے طلوع و غروب کا سوال پیدا ہو۔ ★ ..... (کشاف)

★ "سلام" اپنے وسیع معنی میں فکر و قلب کے سکون کو بتاتا ہے۔ اس میں پاکیزگی، صلح، سکون وغیرہ سب شامل ہیں۔ ★ ----- (تفسیر نمونہ)

★ سوال یہ ہے کہ اہلِ جنّت کے لیے "صبح و شام" کونسا رزق ملے گا جبکہ وہ جس چیز کی خواہش کریں گے" وہ ہر وقت حاضر ہوگی؟ جواب میں حدیث حاضر ہے۔ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "خداوندِ کریم کی طرف سے نہایت عمدہ تحفے اور ہدیے جنّتی لوگوں کو اُن اوقات کے مطابق دیئے جایا کریں گے جن اوقات میں وہ دنیا میں نماز پڑھتے تھے"۔

★ ..... (تفسیر روح المعانی جلد ۱۶)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپؑ سے جسمانی تکالیف اور بدہضمی کا شکوہ کیا تو آپؑ نے فرمایا: "کھانا صرف صبح اور شام دو وقت کھایا کرو اور درمیان میں کچھ نہ کھاؤ کیونکہ اس سے بدن فاسد ہوجاتا ہے۔ پھر آپؑ نے اِسی آیت سے استشہاد فرمایا"۔

★ ---- (تفسیر صافی بروایت محاسن طب ائمہؑ)

★ محققین نے نتیجہ نکالا کہ انسان کا ارتقاء جنّت تک میں جاری و ساری ہے۔

★ ---- (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِیًّا ﴿۶۳﴾

یہ ہے وہ جنّت کا گھنا، سرسبز، شاداب باغ، جس کا مالک و وارث ہم اپنے بندوں میں سے اُس بندہ کو بنائیں گے جو اللہ سے ڈرنے والا (متقی و پرہیزگار) ہوگا۔

جنّت کے وارث و مالک

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "اِس آیت کے اوّلین مصداق حقیقتاً محمدؐ و آلِ محمدؐ ہیں۔"

..... (تفسیر مجمع البیان)

★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "حسنؑ اور حسینؑ جوانانِ جنّت کے سردار ہیں اور ان دونوں کے والد (علیؑ) اِن سے بہتر ہیں۔" (الحدیث)

★ اہلِ لطائف اور اہلِ اشارات نے لکھا کہ جنّت کا وارث بنانے سے مراد یہ ہے کہ جنّت کا ملنا خالص خدا کا انعام اور فضل و کرم ہے کیونکہ میراث کے لیے صرف صحتِ نسب کی شرط ہوتی ہے۔ اور جنّت کے لیے صحّتِ ایمان کی شرط ہے۔

.... (بقول حسن بصری از تفسیر روح البیان)

★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "ہر شخص کا بلا استثنا، ایک مکان جنّت میں ہوتا ہے اور ایک مکان جہنّم میں۔ کافر جہنّم میں مومنین کے مکانوں کے مالک بن جائیں گے، اور مومنین جنّت میں کافروں کے مکانوں کے مالک و وارث بنیں گے۔"

..... (تفسیر نور الثقلین جلد ۲)

www.drhasanrizvi.com

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ (۶۴) (جبرئیل نے کہا) ہم (فرشتے) آپ
رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا کے پالنے والے مالک کے حکم کے بغیر
وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ نہیں اُترا کرتے (کیونکہ) اُسی کے قبضہ
وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۚ (۶۴) میں ہے جو کچھ کہ ہمارے آگے ہے اور
جو کچھ کہ ہمارے پیچھے ہے، اور جو اُس کے درمیان ہے، (غرض ہر چیز کا مالک وہی ہے)
اور تمھارا پالنے والا مالک (کسی بھی چیز کو) بھولنے والا نہیں۔

جناب رسولِ خداؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا؟ حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ کو خدا کے پیغامات ملنے کا شوق اس قدر شدید تھا کہ آپؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ: "تم زیادہ کیوں نہیں آتے؟" "یہ آیت جبرئیلؑ کا جواب تھا جو خدا کی طرف سے دیا گیا۔" ★..... (ماجدی)

★ خود آیت کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہ آیت کافی عرصے تک وحی کے نہ آنے کے بعد آئی۔ وحی کے دیر میں آنے کے سبب سے حضورِ اکرمؐ کا اضطراب بڑھتا گیا۔ آخر کار جبرئیلؑ فرشتوں کے جھرمٹ میں تشریف لائے۔ پہلے خدا کا فرمان سنایا، پھر دیر سے آنے کی معذرت فرمائی۔ پھر اللہ کی طرف سے تسلّی کا پیغام دیا اور صبر و ضبط کی تعلیم دی۔ ★..... (تفہیم)

★ مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ جب اصحابِ کہف اور ذوالقرنین کے بارے میں کفّار نے آنحضرتؐ سے پوچھا اور آپؐ نے وعدہ فرمالیا لیکن وحی کے نزول میں تاخیر ہوئی تو آپؐ نے جبرئیلؑ سے تاخیر کی وجہ پوچھی، پس جبرئیلؑ نے یہ جواب دیا کہ ہم امرِ پروردگار سے ہی اُترتے ہیں۔ ہم اُس کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ ★... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ (٦٥) وہ آسمانوں اور زمین کا مالک ہے،

وَمَا بَیۡنَہُمَا فَاعۡبُدۡہُ وَ اور اُن تمام چیزوں کا بھی، جو اُن دونوں

اصۡطَبِرۡ لِعِبَادَتِہٖ ؕ ہَلۡ کے درمیان ہیں پس آپؐ اُسی کی عبادت

تَعۡلَمُ لَہٗ سَمِیًّا ﴿٦٥﴾ کیجیۓ اور اُس کی بندگی اور اطاعت

کے لیے ہر قسم کی مشکلات کو برداشت کیجیۓ۔ کیا تمھارے علم میں کوئی ایسی

ہستی ہے جو اُس کے ہم پایہ، ہم نام یا ہم صفت ہو؟

ع ١٥ ٤

مطلب یہ ہے کہ اے خدا کے رسولؐ! آپؐ وحی کے دیر سے آنے کی وجہ سے گھبرائیے نہیں اور کافروں کے مذاق اُڑانے کی بھی کوئی پرواہ نہ کیجیۓ۔

٭.... (بیضاوی)

٭ عرفاء نے لکھا کہ اِس آیت میں مجاہدات کی طرف اشارہ ہے اور صبر و اثبات کی تعلیم دی گئی ہے۔

٭---- (تھانوی)

٭ یہاں صرف نام سے نام مراد نہیں ہے، بلکہ اس کے معنی اور مفہوم مراد ہیں۔ یعنی خدا کے سوا کوئی خالق، رازق، زندگی دینے والا، موت دینے والا، ہر چیز کا عالم، قادر نہیں مل سکتا۔

٭.... (تفسیر نمونہ)

٭ "سمی" کے معنی "ہم نام"۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تو خدا ہے۔ کیا کوئی دوسرا خدا بھی تمھارے علم میں ہے؟ اگر نہیں ہے تو پھر تمھارے لیے اِسی کے سوا اور کونسا راستہ باقی رہ جاتا ہے کہ تم اُس کی کامل اطاعت والی زندگی اختیار کرو۔

٭---- (تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا (۶۶) اور انسان کہتا ہے کہ کیا واقعی جب
مَامِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ میں مر جاؤں گا تو پھر (ہمیشہ کے لیے) زندہ
حَيًّا ﴿۶۶﴾ کر کے باہر نکال لایا جاؤں گا ؟

اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا (۶۷) کیا انسان کو یاد نہیں آتا کہ ہم نے
خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ اُس کو اس سے پہلے (اُس وقت)
يَكُ شَيْـًٔا ﴿۶۷﴾ پیدا کیا تھا جب وہ کوئی چیز[ل] نہ تھا ؟

فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ (۶۸) تو قسم ہے آپ کے پالنے والے مالک
وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ کی، کہ لازمی طور پر ہم اُن سب کو اور
حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿۶۸﴾ (اُن کے) شیطانوں کو گھیر گھیر کر لائیں گے
پھر اُن کو جہنم کے چاروں طرف لا کر گھٹنوں کے بل گرا دیں گے۔

ل یعنی جب ہم انسان کو عدمِ محض سے نکال کر دائرۂ وجود میں لا سکتے ہیں تو پھر قبر سے نکال کر دوسری زندگی دے دینا ہمارے لیے کہیں زیادہ آسان ہے۔ اس میں رد ہے اُن فلاسفہ معقولین کی کہ خلقتِ انسانی صرف ایک طویل حیاتیاتی ارتقاء کا نتیجہ ہے اور اس کا انجام فنا کے سوا کچھ نہیں۔ ٭.... (تفسیر ماجدی)

٭ نتیجہ یہ نکلا کہ معاد جسمانی ہوگی کیونکہ اگر جسم کا دوبارہ اُٹھنا نہ ہوتا تو اس قسم کا سوال جواب نہ ہوتا۔ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ (۶۹) پھر ہم ہر گروہ میں سے ہر اُس شخص کو جو
شِيعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى خدائے رحمٰن کے مقابلہ میں زیادہ سرکشی کرنے
الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿۶۹﴾ والا تھا، الگ کر دیں گے۔

ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ (۷۰) (کیونکہ) ہم خوب اچھی طرح جانتے ہیں
هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿۷۰﴾ کہ اُن میں سے کون جہنّم میں جھونکے جانے
کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (۷۱) تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو جہنّم
كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا پر وارد نہ ہو۔ یہ تمھارے پالنے والے
مَّقْضِيًّا ﴿۷۱﴾ مالک کا یقینی فیصلہ ہے۔

ؑ حضور اکرمؐ نے فرمایا: "سارے آدمی جہنّم پر وارد ہوں گے۔ پھر اپنے اپنے اعمال کے مطابق اُس پر سے گزریں گے۔ اوّل درجے کے لوگ تو اس طرح گزریں گے جیسے بجلی چمک گئی۔ دوسرے درجے کے لوگ ایسے گزریں گے جیسے ہوا کا جھونکا گزر گیا۔ تیسرے درجے کے لوگ ایسے گزریں گے جیسے کوئی سواری گزرتی ہے۔ اور اُن سے کم درجے کے لوگ ایسے گزریں گے جیسے کوئی لدا ہوا اونٹ، اور سب سے کم درجے کے لوگ ایسے گزریں گے جیسے کوئی پیدل چلنے والا گزرتا ہے۔"* (تفسیر مجمع البیان)

* مطلب یہ ہے کہ جہنّم پر سے گزر تو سب کا ہوگا لیکن بعد والی آیت بتا رہی ہے کہ متقی لوگ بچا لیے جائیں گے اور ظالم نہ بچیں گے۔ (تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا (۷۲) پھر ہم اُن لوگوں کو بچالیں گے جو
وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِیۡنَ فِیۡهَا متّقی (برائیوں سے بچتے) تھے، اور ظالموں
جِثِیًّا ﴿۷۲﴾ کو اُسی جہنّم میں گھٹنوں کے بل گرا ہوا چھوڑ دیں گے
وَ اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتُنَا (۷۳) اور جب اُن لوگوں کے سامنے ہماری واضح
بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا اور کھلی ہوئی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو حق
لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا ۙ اَیُّ کے انکاری، اُن لوگوں سے کہتے ہیں جو ایدی
الۡفَرِیۡقَیۡنِ خَیۡرٌ مَّقَامًا وَّ حقیقتوں کو مانتے ہیں کہ "بتاؤ ہم دونوں
اَحۡسَنُ نَدِیًّا ﴿۷۳﴾ گروہوں میں اچھے مکان، اور اعلیٰ مقام
اور رونقِ محفل کے اعتبار سے کون زیادہ بہتر ہے یعنی کس کے گھر اعلیٰ اور محفلیں شاندار ہیں"؟

جہنّم میں سب داخل ہوں گے لیکن...؟ ؎ حضرت جابر ابن عبداللہ انصاریؓ صحابی رسولؐ نے اپنے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا تھا کہ میں نے رسولِ خداؐ سے یہ خود سنا ہے کہ: "یہاں "ورود" سے مراد "دخول" ہے۔ کوئی نیک و بد ایسا نہیں ہے جو جہنّم میں داخل نہ ہو، مگر آگ مومنین کے لیے اسی طرح سلامتی بن جائے گی جیسے حضرت ابراہیمؑ کے لیے ہوا تھا۔ پھر خدا نیکوں کو جہنّم سے رہائی بخشے گا اور ظالموں کو ذلت کے ساتھ وہیں چھوڑ دے گا۔" (نور الثقلین جلد ۳)

؎ یہ کافروں کا استدلال تھا کہ اگر ہم باطل پر ہوتے تو دنیا میں مزے نہ اُڑاتے، اور تم حق پر ہوتے تو غریب نہ ہوتے۔

www.drhasanrizvi.com

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ (۷۴)	حالانکہ ان سے پہلے ہم کتنی ہی ایسی قوموں
قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّ	کا تیاپانچا کر چکے ہیں، جو ان بھی کہیں زیادہ
رِءْيًا ﴿۷۴﴾	اچھے ساز و سامان اور ظاہری شان و شوکت والی تھیں
قُلْ مَنْ كَانَ فِى الضَّلٰلَةِ (۷۵)	ان سے کہہ دیجیے کہ جو شخص گمراہی میں مبتلا ہے،
فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ	اُسے سب کو فیض پہنچانے والا خدا رحمٰن
حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ	خوب ڈھیل پر ڈھیل دیا کرتا ہے اور زیادہ سے
اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ؕ	زیادہ عطا فرماتا ہے، یہاں تک کہ جب ایسے
فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ	لوگ وہ چیز دیکھ لیتے ہیں جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے،
مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ﴿۷۵﴾	خواہ وہ عذابِ (دُنیا) ہو، یا قیامت کی گھڑی

ہو، تب انھیں معلوم ہو جاتا ہے کہ کس کا خانہ خراب ہے اور کس کے لشکر اور حمایتی بیحد کمزور ہیں۔

عبرت اور سبق — کافر ذہنیت یہی ہے، کہ بس یہی دنیا سب کچھ ہے جس کے پاس دنیا کا سامان زیادہ ہے، بس وہی جیتا ہوا (اور کامیاب) ہے۔ (تفسیر مجمع البیان)

☆ حالانکہ دنیا کے تمام اسباب صرف آخرت بنانے کا ذریعہ ہیں۔ قرآن نے بار بار بتایا ہے کہ پچھلی

www.drhasanrizvi.com

بہت سی قوموں کے پاس دنیا کا ساز و سامان تو بہت کافی تھا۔ مگر دیکھ لو اُن کا حشر کیا ہوا ؟
(فصل الخطاب) ...... *

۵ نہ گورِ سکندر، نہ ہے قبرِ دارا :. مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

★ نمرود، شدّاد، فرعون، ہامان اور قارون جیسے شان و شوکت رکھنے والوں اور مال و زر کے مالکوں کو خدا نے بڑی مہلت دی تھی جس کی وجہ سے وہ غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے پھر وہ عبرتناک موت مرے۔

خدا کے ڈھیل دینے کا مطلب یہ ہے کہ:

" خدا کا ایک زبردست قانون' قانونِ استدراج ہے جس کے نہ سمجھنے کی وجہ سے لاکھوں قومیں اور بڑی بڑی طاقتیں برباد ہو کر رہ گئیں۔ قانونِ استدراج یہ ہے کہ:

(۱) دنیا کی زندگی امتحان کا پرچہ اور دنیا امتحان گاہ ہے۔

(۲) امتحان کے لیے مہلتِ عمل لازمی شرط ہے۔

(۳) اِسی لیے خدا گناہ کرنے والے پر فوری عذاب یا سزا نہیں دیتا، بلکہ ڈھیل پر ڈھیل دیتا ہے۔

(۴) بلکہ دنیاوی نعمتوں یعنی دولت و مال و زر، شان و شوکت وغیرہ کو اور بڑھا دیتا ہے۔

(۵) مگر بے عقل لوگ اس کو اپنی کامیابی کا معیار سمجھ کر گناہوں پر گناہ کرتے ہی چلے جاتے ہیں۔

(۶) آخرِ کار مہلتِ عمل کا وقت ختم (اور دائرہ تنگ) ہو جاتا ہے، اور پھر سوا خدا کے عذاب کے اور کچھ باقی نہیں رہتا۔ ..... * (مؤلف)

بخار کی گرمی بھی دوزخ کی گرمی سے ہے

★ امام صادقِ آلِ محمدؑ نے فرمایا :- " بخار موت کا پیغامبر اور دنیا میں مومن کا قید خانہ ہے اور یہی مومن کے لیے دوزخ سے اُس کا حصّہ ہے۔"

★ حضورِ اکرمؐ ایک مریض کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو فرمایا کہ خداوندِ کریم کا ارشاد ہے کہ: " بخار کی گرمی بھی دوزخ کی گرمی سے ہے۔ میں دنیا میں اپنے عبدِ مومن کو اس میں مبتلا کرتا ہوں تاکہ دنیا میں ہی وہ اپنا حصّہ لے لے اور آخرت میں دوزخ کی آگ سے بچ جائے۔" ...... * (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا (۷۶) (اس کے برعکس) جنھوں نے (ہماری)

هُدًى ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ ہدایت کو حاصل کیا تو اللہ اُن کی ہدایت

خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اور راست روی میں مزید ترقّی عطا فرماتا ہے

مَّرَدًّا ﴿۷۶﴾ اور باقی رہنے والی نیکیاں ہی آپؐ کے

پالنے والے مالک کے نزدیک جزا اور انجام کے لحاظ سے (دنیوی سازوسامان اور شان و شوکت سے) کہیں بہتر ہیں۔

باقیات الصّالحات (ہمیشہ باقی رہنے والی نیکیاں) ان نیکیوں کی کئی تاویلیں کی گئی ہیں (۱) اطاعات و عبادات۔ (۲) تسبیحاتِ اربعہ یعنی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کا وِرد جاری رکھنا۔ چنانچہ حضورِ اکرمؐ سے مروی ہے کہ "اگر تم رات کو عبادت کے لیے نہیں کھڑے ہوسکتے اور دشمن سے جہاد کرنے سے بھی قاصر ہو تو تسبیحاتِ اربعہ کے پڑھنے سے تو عاجز نہ ہو، یہ باقیات الصّالحات ہیں، اِن کو پڑھتے رہا کرو۔" (۳) نمازِ پنجگانہ (۴) نمازِ تہجّد (۵) نیک لڑکیاں ★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے حصین بن عبدالرحمٰن سے فرمایا کہ: "ہماری مودّت کو حقیر نہ سمجھ لو، کیونکہ یہ باقیات الصّالحات میں سے ہے۔" اس نے عرض کی: اے فرزند رسولؐ! میں اِس کو حقیر کیوں سمجھوں، میں تو اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔" ★... (تفسیر انوار النجف جلد ۱۰)

★ آیت کے الفاظ خود بتا رہے ہیں کہ ہر شخص نے پہلے اپنی کوششوں اور اختیار سے ہدایت حاصل کی، جس کے صلے میں خدا کی توفیقات شاملِ حال ہوئیں اور ہدایت میں مزید ترقّی ہوئی۔

★... (تفسیر تبیان)

www.drhasanrizvi.com

اَفَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ كَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوۡتَیَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا ﴿۷۷﴾ کیا آپ نے اُس شخص[1] کو دیکھا جس نے ہماری نشانیوں، باتوں اور دلیلوں کا انکار کیا اور اُس نے کہا کہ "مجھے مال اور اولاد کی نعمت تو ضرور مل جائے گی۔

اَطَّلَعَ الۡغَیۡبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنۡدَ الرَّحۡمٰنِ عَهۡدًا ﴿۷۸﴾ کیا اُسے غیب کی چھپی ہوئی باتوں کا علم ہوگیا ہے؟ یا اُس نے خدائے رحمٰن سے کوئی عہد لے رکھا ہے؟

---

[1] تفسیر مجمع البیان میں خباب بن ارت سے مروی ہے کہ "میرا عاص بن وائل پر قرضہ تھا (یہ شخص اسلام دشمنی میں پیش پیش تھا) راوی کہتا ہے کہ میں اُس سے اپنا حق مانگنے کے لیے گیا تو وہ کہنے لگا: "محمدؐ کا انکار کرو تب دوں گا"۔ میں نے کہا: "یہ تو ہرگز نہیں ہو سکتا"۔ وہ بولا: "اچھا تو تمہارے اعتقاد کے مطابق جب میں روزِ قیامت اُٹھایا جاؤں گا اور مجھے مال اور اولاد بھی دوبارہ ملے گی تو جو تیرا قرضہ ہے چکا دوں گا"۔

بروایت "برہان" اُس نے کہا کہ: "تم کہتے نہیں ہو کہ جنت میں سونا، چاندی اور ریشم ملے گا"؟ خبابؓ نے کہا: "ہاں" تو وہ کہنے لگا: "اچھا جنت میں جا کر دیدوں گا۔ کیونکہ خدا کی قسم جنت میں دنیا کی بہ نسبت مجھے زیادہ نعمات حاصل ہوں گی"۔ پس اُس کی تردید میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

(تفسیر انوار النجف)

* یعنی: کیا اُسے غیب کا علم ہے یا خدا سے اُس نے کوئی عہد لے رکھا کہ جنت کی نعمات اُسے ملیں گی؟

www.drhasanrizvi.com

كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ (۷۹) ہرگز ایسا نہیں۔ (البتہ) جو کچھ وہ
وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ بکتا ہے ہم اُسے لکھ لیں گے اور اُس
مَدًّا ۙ﴿۷۹﴾ کی سزا میں اضافے پر اضافہ کریں گے۔

وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا (۸۰) اور جس (ساز و سامان وغیرہ) کا یہ
فَرْدًا ﴿۸۰﴾ ذکر کر رہا اُس کے ہم ہی تو وارث ہوں گے
رہا یہ، تو یہ اکیلا ہمارے سامنے حاضر ہوگا۔

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ (۸۱) (اصل میں) اِن لوگوں نے اللہ کو
آلِهَةً لِيَكُونُوا لَهُمْ چھوڑ کر اپنے لیے بہت سے خدا بنا رکھے
عِزًّا ۙ﴿۸۱﴾ ہیں، تاکہ اُن کی عزت کا باعث ہوں۔

"كَلَّا" اِس لفظ کا استعمال قرآن مجید کے پہلے پندرہ پاروں میں کہیں نہیں ہوا۔ اور آخری پندرہ پاروں میں کل تینتیس مرتبہ استعمال ہوا ہے اور اُس کا استعمال چار قسموں پر ہے۔ (۱) اِس پر وقف کرنا بھی درست ہے جبکہ پہلے مضمون کی تردید اس سے مقصود ہو اور اس کو حرفِ تنبیہ قرار دے کر اگلے جملے کے لیے اس سے ابتدا بھی جائز ہے۔ یہاں آیت ۷۹ اور ۸۲ میں دونوں وجہیں جائز ہیں اور اس قسم کے مقامات قرآن مجید میں کل دس ہیں۔ (۲) وقف کرنا درست ہوتا ہے اور اس کو

www.drhasanrizvi.com

كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ (۸۲) مگر ایسا ہرگز نہ ہوگا (بلکہ) وہ
وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝ سب (جھوٹے معبود خود) اُن کی بندگی[1] سے ع
انکاری ہو جائیں گے اور اُن کے مخالف بن جائیں گے

أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ (۸۳) کیا تم نے دیکھا نہیں کہ ہم نے حق کے
عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ۝ منکروں پر شیاطین[2] چھوڑ رکھے ہیں، جو اُن کو
حق کے خلاف خوب خوب اُبھارتے رہتے ہیں۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ) حرفِ ابتدا نہیں بنایا جا سکتا۔ (۳) وقف کرنا درست نہ ہو اور حرفِ ابتدا قرار دینا درست ہو جیسے كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ، اور اس قسم کے مقامات قرآن مجید میں اُنیس ۱۹ ہیں۔

(۴) نہ وقف درست ہو، نہ حرفِ ابتدا بنانا صحیح ہو۔ اور یہ دو مقامات پر ہے۔ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ۔ اور ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ۔ ان دو مقامات پر ثُمَّ پر وقف کر کے كَلَّا سے ابتدا کرنا بھی درست نہیں۔ اور كَلَّا پر وقف کرنا بھی جائز نہیں۔" * ..... (تفسیر انوار النجف)

۱ حضرت امام جعفر صادق ؑ سے روایت ہے کہ: "یہاں عبادت یا بندگی" سے رکوع و سجود مراد نہیں بلکہ لوگوں کی اطاعت کرنا مراد ہے۔ پس جس شخص نے خدا کی نافرمانی کے کاموں میں کسی انسان کی اطاعت کی تو اُس نے اُس کی عبادت کی اور اُس کو اپنا معبود بنا لیا۔" * ..... (تفسیر صافی ص ۳۱۶ بحوالہ تفسیر قمی)

۲ محققین نے نتیجہ نکالا کہ شیطانی قوتیں انسان کو صرف بُرے کاموں کی ترغیب دے سکتی ہیں، بُرائی کرنے پر مجبور نہیں کر سکتیں۔ اب یہ ہر آدمی کا اپنا اختیار ہے کہ وہ عقل سے کام لے اور خود کو بُرائی سے بچا لے۔ (جاری)

www.drhasanrizvi.com

فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا (۸۴) تو تم (اُن کی سزائیں) جلدی نہ
نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾ ... کرو، ہم خود اُن کے[1] دن گن رہے ہیں۔
يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى (۸۵) پھر روزِ قیامت ہم پرہیزگاروں کو
الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ ... خدائے رحمٰن کی (بارگاہ کی) طرف اکٹھا
کرکے مہمانوں کی طرح سواریوں پر لائیں گے۔

دن گن رہے ہیں، سے مراد

[1] حضورِ اکرمؐ کا کافروں کے لیے جلد عذاب چاہنا، شاید اِس لیے تھا کہ اُن کا کفر دوسروں کو گمراہ نہ کرے۔ اِس لیے اِس مقصد کے لیے جلدی کرنا شانِ رحمت کے منافی نہیں۔
...... (تھانوی)

★ "گنے ہوئے" سے مراد تھوڑے عرصے کے لیے بھی ہوتا ہے۔ ...... (تفسیر نمونہ)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "گننے سے مراد سانسوں کا گننا ہے۔
...... (نور الثقلین)

★ محققین نے آخری مطلب نکالا کہ کافروں اور مشرکوں کی زیادتی پر تم بے صبر نہ ہو۔ اُن کی شامت بہت قریب آگئی ہے۔ پیمانہ بھر چکا ہے، بس ہماری دی ہوئی مہلت کے چند دن باقی ہیں، انھیں پورا ہو لینے دو (پھر اُن کا تیا پانچا کر دیا جائے گا۔)
...... (تفہیم)

[2] تفسیر صافی و بُرہان میں بروایت ائمۂ طاہرینؑ حضرت رسالتمآبؐ سے امیر المومنین حضرت علیؑ نے اِس آیت[85] "يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ ... الخ" کی تفسیر پوچھی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: "اے علیؑ!

www.drhasanrizvi.com

★ متقین کا استقبال فرشتے کریں گے ★

مجھے اُس ذات کی قسم جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور رُوح کو پیدا کیا کہ متقی و پرہیزگار لوگ جب اپنی اپنی قبروں سے نکلیں گے تو فرشتے جنّت کی سواریاں لے کر اُن کا استقبال کریں گے، جن پر یاقوت اور موتیوں سے جڑی ہوئی زینیں ہوں گی، اُن پر مسندیں اور استبرق کا غلاف ہوگا اور ارغوانی رنگ کی پیٹی اور زبرجد کی لگام ہوگی۔ سامنے دائیں اور بائیں ایک ایک ہزار فرشتے ہمرکاب ہوں گے۔ وہ سواریاں پرواز کر کے جنّت کے بڑے دروازے پر اُن کو لائیں گی۔ وہاں ایک بہت بڑا درخت ہے جس کا ایک پتّا ایک لاکھ آدمیوں پر سایہ کر سکتا ہے۔ اُس درخت کے دائیں طرف ایک پاک و پاکیزہ چشمہ ہے جس سے وہ سیراب ہوں گے۔ پس اُن کے دلوں سے حسد وغیرہ ختم ہو جائے گا۔ اور جسم کے بال صاف ہو جائیں گے، اور یہی شرابِ طہور ہے۔

اِس کے بعد وہ متقی لوگ درخت کے بائیں طرف کے چشمے سے غسل کریں گے۔ جو آبِ حیات ہے۔ پس اُس کے غسل سے اُن پر موت نہ آئے گی۔ پس ہر قسم کی تکلیف و آلائش سے پاک صاف ہو کر پروردگار کے عرش کے سامنے آئیں گے تو فرشتوں کو حکم ہوگا کہ میرے دوستوں کو باقی تمام مخلوق سے الگ رکھو، اور اِن کو جنّت کی طرف لے چلو۔ چنانچہ جنّت کے دروازے پر پہنچ کر فرشتے دقّ الباب کریں (کنڈی کھٹکھٹائیں) گے۔ جس کی آواز سُن کر حورانِ جنّت ایک دوسری کو خوشخبری دیں گی۔

پس دروازے کھلیں گے، اور حورانِ جنّت اُن کے استقبال کے لیے آگے بڑھ کر "حیا" کہیں گی۔ (الحدیث) (بحوالہ تفسیر انوار النجف)

تفسیر قمی سے منقول ہے کہ "حضرت علی علیہ السلام نے دریافت کیا: یا رسول اللہ ! یہ کون لوگ ہوں گے"؟ آپ نے فرمایا: "اے علیؑ ! یہ تمہارے شیعہ ہوں گے۔ اور تم اُن کے پیشرو ہو گے"۔

(بحوالہ تفسیر انوار النجف) ...... ★

www.drhasanrizvi.com

وَّنَسُوۡقُ الۡمُجۡرِمِيۡنَ اِلٰى (۸۶) اور ان مجرموں کو پیاسے جانوروں
جَهَنَّمَ وِرۡدًا ۝ کی طرح ہانک کر جہنم کی طرف
لے جائیں گے۔

لَا يَمۡلِكُوۡنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا (۸۷) انھیں کسی کی سفارش کرنے کا
مَنِ اتَّخَذَ عِنۡدَ الرَّحۡمٰنِ کوئی اختیار نہ ہوگا، سوائے اُس کے
عَهۡدًا ۝ جسے خدائے رحمٰن کی طرف سے یہ عہد مل چکا ہو۔

خدا سے عہد لینے کے معنی

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ "جس شخص نے امیر المومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کی ولایت اور اُن ائمۂ اہلِ بیتؑ کی ولایت (سرپرستی، حکومت یا امامت) کو مان لیا، جو حضرت علی علیہ السلام کے بعد ہوں گے، تو اُس نے خدا کا قُرب حاصل کر لیا۔ خدا سے عہد لینے کے یہی معنی ہیں۔"

(تفسیر صافی ص۲۱۷ بحوالہ کافی) *----

* (۱) بعض نے "عہد" سے مراد خدا پر ایمان اور رسول خداؐ کی تصدیق کو لیا ہے۔

(۲) " " " " توحید کے عقیدے کو لیا ہے۔

(۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "جو شخص حضرت علی علیہ السلام کے بعد ائمۂ اہلِ بیتؑ کی ولایت کا عقیدہ رکھتا ہے، یہ خدا کے نزدیک عہد ہے"

*---- (نور الثقلین جلد۲)

★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جو شخص کسی مومن کو خوش کرے، اُس نے مجھے خوش کیا، اور جس نے مجھے خوش کیا اُس کا عہد خدا کے پاس ہے۔"

★ - - - - (المیزان)

عہد کی حفاظت

★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "عہد کی حفاظت پانچوں اوقات کی نمازوں کی حفاظت ہے۔"

★ - - - - (تفسیر درِ منثور)

شفاعت کا حق کس کو حاصل ہوگا؟

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ: "عام طور پر لوگوں کی نہ تو شفاعت کی جائے گی اور نہ عام لوگ وہاں پر کسی کی شفاعت کر سکیں گے، صرف وہی شخص اِس قانون سے مستثنیٰ ہے جس کے لیے اِس آیت میں استثنیٰ کیا گیا ہے۔ صرف اُن لوگوں کو حضرت علی علیہ السلام اور دوسرے ائمۂ اہلِ بیتؑ کی ولایت میں آنے کے سبب سے اذنِ شفاعت مل جائے گا۔ خدا سے عہد لینے کے یہی معنی ہیں۔"

★ - - - - (تفسیر قمی)

★ محققین نے لکھا کہ قرآن میں جہاں کہیں بھی شفاعت کی نفی کی گئی ہے وہاں استثنیٰ ضرور رکھا گیا ہے، تاکہ یہ بات یاد رہے کہ خدا کی کچھ پسندیدہ ہستیاں ایسی ضرور ہیں جن کو خدا نے شفاعت کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

★ - - - - (تفسیر ماجدی)

★ آخری مطلب یہ ہے کہ جس نے دنیا میں ایمان لاکر خدا سے تعلق جوڑا اور نیک اعمال بجا لاکر خود کو خدا کی معافیوں کا مستحق بنایا، اُس نے خدا سے عہد لے لیا، اُسی کی سفارش ہو سکے گی، اور سفارش بھی وہی کر سکیں گے جن کو خدا نے حقِ شفاعت دیا ہوگا، لوگوں نے جن کو اپنی طرف سے سفارشی سمجھ رکھا ہے وہ شفاعت نہ کر سکیں گے۔ ★ (تفہیم)

★ (نوٹ) شفاعت کی اجازت اللہ نے صرف محمدؐ و آلِ محمدؑ کو دی ہے اور یہ دعویٰ صرف انھوں نے ہی کیا ہے، کسی اور نے کیا ہی نہیں۔

★ - - - - (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحۡمٰنُ (۸۸) اور وہ کہتے ہیں کہ "خدائے رحمٰن نے
وَلَدًا ؕ کسی کو اپنا بیٹا بنا لیا ہے۔
لَقَدۡ جِئۡتُمۡ شَیۡئًا اِدًّا ۙ (۸۹) ارے یہ تم کیسی بیہودہ بات گھڑ لائے ہو۔
تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرۡنَ (۹۰) قریب ہے کہ اس (بیہودگی) سے آسمان
مِنۡهُ وَتَنۡشَقُّ الۡاَرۡضُ پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے
وَتَخِرُّ الۡجِبَالُ هَدًّا ۙ اور پہاڑ کانپتے ہوئے ٹکڑے ٹکڑے
ہو کر زمین پر گر گر پڑیں۔
اَنۡ دَعَوۡا لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدًا ۚ (۹۱) اس بات پر کہ انھوں نے خدائے رحمٰن
کے لیے بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔
وَمَا یَنۡۢبَغِیۡ لِلرَّحۡمٰنِ (۹۲) حالانکہ یہ بات کسی طرح بھی
اَنۡ یَّتَّخِذَ وَلَدًا ؕ خدائے رحمٰن کے شایانِ شان
نہیں کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے۔

www.drhasanrizvi.com

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ (۹۳) (کیونکہ) آسمانوں اور زمین کے اندر
وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ کوئی چیز نہیں، مگر یہ کہ اُسے خدا رحمٰن
عَبْدًا ﴿۹۳﴾ کی بارگاہ میں ایک غلام کی حیثیت میں
حاضر ہونا ہے۔

★ اللہ اور ساری کائنات کے درمیان جو صحیح ترین تعلق ہے وہ صرف اور صرف ایک ہی ہے کہ خدا سب کا آقا اور مالک ہے اور ساری مخلوق اُس کی غلام (عبد) ہے۔

عیسائی فلسفہ آیت نے خدا کے لیے لفظ رحمٰن استعمال کر کے مسیحی فلسفے کو یکسر رد کر دیا کہ: (۱) خدا بندوں کے گناہ دیکھ دیکھ کر بندوں سے بالکل روٹھ چکا ہے۔

(۲) اِس لیے اُس کے عدل کا تقاضا یہ ہوا کہ سب کو جہنّم میں ٹھونس دے۔

(۳) مگر اُس کی صفتِ رحم کا تقاضا یہ ہوا کہ وہ کسی طرح لوگوں کو جہنّم سے بچالے۔

(۴) اُس کی تدبیر اُس نے یہ کی کہ وہ خود حضرت عیسےٰؑ کی شکل میں نمودار ہوا۔ (یا) اپنا بیٹا حضرت عیسےٰؑ کی شکل میں پیدا کیا۔ پھر ساری مخلوق کے گناہوں کا بوجھ اُن کے کندھوں پر ڈال کر اُن کو سولی پر لٹکوا دیا۔

(۵) اس طرح ساری مخلوق کے گناہوں کا کفّارہ ہوگیا۔

اِس فلسفہ کی ساری بنیاد یہ ہے کہ "خدا بغیر کفّارے کے لوگوں کو معاف ہی نہیں کر سکتا۔

قرآن نے اِس فلسفے کی ساری جڑ بنیاد فرما کر کاٹ ڈالی کہ خدا خود "رحمٰن" ہے۔ یعنی اُس کی رحمت یا معافیاں، کفّاروں کی محتاج نہیں، وہ اپنی صفتِ رحمت ہی سے تمام گناہ معاف کر سکتا ہے۔ (رحمٰن)

www.drhasanrizvi.com

لَقَدۡ اَحۡصٰىهُمۡ وَعَدَّهُمۡ (۹۴) (کیونکہ) وہ سب کو گھیر کر احاطہ کیے
عَدًّا ؕ ﴿۹۴﴾ ہوئے ہے اور اُس نے اُن کو خوب اچھی طرح سے
گن رکھا ہے۔ (یا) جائزہ لے رکھا ہے۔
وَكُلُّهُمۡ اٰتِيۡهِ يَوۡمَ (۹۵) اور وہ سب کے سب قیامت کے دن
الۡقِيٰمَةِ فَرۡدًا ﴿۹۵﴾ اُس کی بارگاہ میں فرداً فرداً حاضر ہوں گے۔
اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا (۹۶) (مگر) یہ (بھی) حقیقت ہے کہ جن
الصّٰلِحٰتِ سَيَجۡعَلُ لَهُمُ لوگوں نے ابدی حقیقتوں کو مان لیا اور
الرَّحۡمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ (اُس کے نتیجے میں) اچھے اچھے کام کیے، تو عنقریب
خدائے رحمٰن اُن کے لیے (لوگوں کے دلوں میں) محبت[1] پیدا کر دے گا۔

مودّت کب اور کس کے دل میں پیدا کی جاتی ہے؟

[1] فطری طور پر ہر انسان نیک بندوں سے محبت کرتا ہے۔ یہ محبت خدا نے انسانوں کی فطرت میں ڈال رکھی ہے۔ ★...... (شاہ ولی اللہ)

★ یا یہ کہ خدا نیک لوگوں سے محبت کرنے کا حکم نافذ کر دے گا۔

★ ______ قرآن کی دوسری آیت

www.drhasanrizvi.com

اس تفسیر کی تائید کرتی ہے کہ حضرت ابراھیمؑ نے خدا سے اپنی اولاد کے لیے دعا کی تھی کہ:

"... فَاجۡعَلۡ اَفۡـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهۡوِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ ..." (سورۃ البقرۃ آیت ۳۷)

"کچھ انسانوں کے دلوں کو اُن کی طرف جھکا دے" (مائل کردے)

* ----- (فصل الخطاب)

★ اِسی لیے خداوندکریم نے اُمّتِ محمّدیہؐ پر واجب قرار دیا کہ وہ رسول اللہؐ کے قرابتداروں (اہلِ بیت الطہارؑ) سے محبّت کریں۔ اُن کی محبت کو اجرِ رسالت اور فریضۂ ایمانی قرار دیا۔

خدائے کریم نے ارشاد فرمایا: "قُلۡ لَّاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِى الۡقُرۡبٰى‌ؕ وَمَنۡ يَّقۡتَرِفۡ حَسَنَةً نَّزِدۡ لَهٗ فِيۡهَا حُسۡنًا‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ شَكُوۡرٌ‏ ○"

* ----- (سورۃ ۴۲ الشوریٰ آیت ۲۳)

یعنی: "(اے رسولؐ!) کہہ دیجئے کہ میں تم سے کسی اُجرت کا سوال نہیں کرتا سوا اِس کے کہ: تم (میرے) قرابتداروں سے مودّت (محبّت) کرے۔ اور جس کسی نے یہ نیکی کمائی (حاصل کی) تو ہم اُس کی نیکی (محبّت) میں اُس کے لیے اور اضافہ (یا زیادتی) کر دیں گے ___ بیشک اللہ (تمہارے گناہوں کو) بخشنے والا (اور اِس نیکی کو بجالانے پر) شکریہ بھی ادا کرے گا (یا اِس نیکی کی قدر کرے گا)۔"

★ حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا کہ جناب رسولِ خداؐ کا ارشاد ہے کہ:

"کوئی شخص مومن ہو ہی نہیں سکتا، مگر یہ کہ اُس کے دل میں علیؑ کی محبت ضرور ہوگی۔"

* ----- (تفسیر تبیان)

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا:

"جب خدا اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اپنے عظیم فرشتے جبرئیلؑ سے کہتا ہے کہ: میں فلاں شخص کو محبوب رکھتا ہوں، تو بھی اُسے دوست رکھ۔ جبرئیلؑ اُس سے محبت کرنے

www.drhasanrizvi.com

لگتے ہیں۔ پھر جبرئیلؑ آسمانوں میں منادی کرتے ہیں کہ: "اے اہلِ آسمان! خدا فلاں شخص کو پسند کرتا ہے، تم بھی اُسے محبوب رکھو۔" پھر تمام اہلِ آسمان اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر مقبولیت کا اثر زمین پر جاری ہوتا ہے۔" (یہی حال نفرت کا بھی ہے)

☆..... (بخاری، احمد، مسلم۔ تفسیر قرطبی صـ۲۴)

★ بہت سی اسلامی کتابوں میں یہ حدیث آئی ہے کہ یہ آیت خاص طور پر حضرت علیؑ کی شان میں اُتری ہے۔ حضرت ابنِ عباسؓ نے یہی فرمایا ہے کہ:

"یہ آیت حضرت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے، اور خدا نے حضرت علیؑ کی محبت مومنین کے دلوں میں ڈال دی ہے۔"

☆..... (صواعقِ محرقہ۔ کشاف۔ زمخشری۔ تذکرۃ الخواص، روح المعانی)

★ تفسیر اہلِ بیت میں ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے حضرت علیؑ کو یہ دعا تعلیم فرمائی: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ وُدًّا: "(اے اللہ! مومنین کے دلوں میں میری محبت قرار دے۔) پس یہ آیت اُتری۔

★ تفسیر "برہان" میں مناقب بن مغازلی سے بروایت ابنِ عباسؓ مروی ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے میرا اور علیؑ کا ہاتھ پکڑا۔ پھر چار رکعت نماز پڑھی، اور ہاتھوں کو بلند کرکے یہ دعا مانگی جو قبول ہوئی:

"اَللّٰھُمَّ سَاَلَکَ مُوْسٰی بْنُ عِمْرَانَ وَاَنَا مُحَمَّدٌ اَسْئَلُکَ اَنْ تَشْرَحَ لِیْ صَدْرِیْ وَ تُیَسِّرَ لِیْ اَمْرِیْ وَتُحَلِّلَ لِیْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَھْلِیْ عَلِیًّا اِشْدُدْ بِہٖ اَزْرِیْ وَاَشْرِکْہُ لِیْ اَمْرِیْ" (اے اللہ! موسیٰ بن عمرانؑ نے تجھ سے دعا مانگی تھی میں محمدؐ بھی تجھ سے دعا مانگتا ہوں کہ تو میرے سینے کو کشادہ فرما اور میرے کارِ (رسالت) کو آسان فرما اور میری زبان کی گرہ کو کھول دے تاکہ لوگ میری بات کو اچھی طرح سمجھ سکیں اور میرے لیے ایک وزیر میرے اہلِ بیتؑ سے علیؑ کو بنا دے اور اُس کے ذریعے سے میری پشت مضبوط فرما دے اور اُس کو میرے کارِ رسالت میں شریک بنا دے۔" (برہان۔ مناقب) (بحوالہ تفسیر انوار النجف)

(باقی اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.com

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَ تُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾

اور ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان کے ذریعے سے اس لئے آسان بنادیا ہے تاکہ آپ متقین کو خوشخبری سنائیں اور ہٹ دھرم لوگوں کو بُرے انجام سے ڈرائیں۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾ ع ۶ ۹

(۹۸) کیونکہ اِن سے پہلے ہم کتنی ہی قوموں کو ہلاک و برباد کر چکے ہیں۔ پھر آج تم کہیں بھی اُن کا کوئی نام و نشان یا اُن میں سے کسی ایک کی بھی کوئی ہلکی سی آواز یا بھنک تک سنتے یا محسوس کرتے ہو۔ ؟ (۹۸)

(پچھلے صفحے کا بقیہ) ابنِ عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے منادی کی آواز سُنی کہ "آپؐ کی دعا مقبول ہے۔" پس آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو یہ دعا تعلیم فرمائی: "اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ وُدًّا" یعنی: "اے اللہ! مومنوں کے دلوں میں میری محبت پیدا کر"؟ پس یہی آیت ۹۷ اُتری۔ ★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "اے علیؑ! کوئی مومن تجھ سے دشمنی نہیں رکھے گا، اور کوئی منافق تجھ سے محبت نہ کرے گا۔" (★ نہج البلاغہ۔ نور الثقلین)

(★ تفسیر روح المعانی جلد ۱۶ صفحہ ۱۳۰۔ مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

سورۂ طٰہٰ کی فضیلت اور روحانی خصوصیّات

۱۔ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "خدا نے سورۂ طٰہٰ اور سورۂ یاسین کو حضرت آدمؑ کے پیدا ہونے سے دو ہزار سال پہلے فرشتوں کے سامنے پڑھا، جب فرشتوں نے ان سوروں کو سنا تو کہا: "مبارک ہو اُس اُمت کو جس پر یہ آیتیں اتریں گی۔ کیا کہنا اُن دلوں کا جو ان آیتوں کو قبول کریں گے، اور کیا کہنا اُن زبانوں کا جن پر یہ آیات جاری ہوں گی۔"

*...... (از تفسیر مجمع البیان جلد ۷، ص۱)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:

"سورۂ طٰہٰ کی تلاوت ترک نہ کرو کیونکہ خدا اس کے پڑھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

۳۔ جو شخص ہمیشہ اس کی تلاوت کرتا رہے گا، خدا قیامت کے دن اُس کا نامۂ اعمال اُس کے دائیں ہاتھ میں دیگا، اور اُسے بغیر حساب کے جنّت میں داخل فرمائے گا اور اُس کو اتنا اجر دے گا کہ وہ راضی ہو جائے گا

*...... (تفسیر نور الثقلین جلد ۳ ص ۳۶۷)

۴۔ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:

"جو شخص سورۂ "طٰہٰ" کو پڑھے گا، اُسے روزِ قیامت مہاجرین اور انصار کے برابر ثواب ملے گا۔"

*...... (تفسیر مجمع البیان جلد ۷)

www.drhasanrizvi.com

اٰیَاتُہَا ۱۳۵ سُوْرَۃُ طٰہٰ مَکِّیَّۃٌ رُکُوْعَاتُہَا ۸

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوتے، جو سب کو فیض پہنچانے والا، اور بیحد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

طٰہٰ ۝۱ . (۱) طا ہا۔

طٰہٰ کے معنی

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے روایت فرمائی ہے کہ:

"طٰہٰ" رسولِ خداؐ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اس کے معنی "طالبِ حق" اور "ہادیٔ برحق" ہیں۔ ★ ...... (تفسیر صافی صفحہ ۳۱۸، معانی الاخبار)

★ سعید ابنِ جبیرؒ نے فرمایا: "طٰہٰ" کے معنی طیّب وطاہر بھی ہیں۔

★ اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: "یہ خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ ★ (تفسیر کبیر)

★ طٰہٰ کے معنی "یا رجل" یعنی "اے مرد!" کے بھی لکھے گئے ہیں، کیونکہ عربی اشعار میں "طٰہٰ" "اے مرد" کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ★ .... (تفسیر مجمع البیان)

★ مغربی دانشوروں کا خیال ہے کہ قرآن میں جو حروفِ مقطعات ہیں وہ بامعنی ہیں۔ اگر بامعنی نہ ہوتے تو مشرکین سخت مذاق اڑاتے جبکہ کسی تاریخ میں نہیں لکھا ہے کہ انھوں نے ان کا مذاق اڑایا ہو۔ ★ ---- (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓىۙ (۲) ہم نے آپ پر یہ قرآن اس لیے نہیں اُتارا ہے کہ آپ مصیبت میں پڑ جائیں۔

شانِ نزول

اس آیت کی شانِ نزول یہ ہے کہ اس آیت کے اُترنے سے پہلے جناب رسولِ خدا خدا کے احترام میں پنجوں کے بَل کھڑے ہوکر بہت دیر تک عبادت فرماتے، یہاں تک پیر سوج جاتے۔ آخر خدا نے اِس قدر مشقّت برداشت کرنے سے روک دیا۔

* ...... (تفسیر جلالین۔ تفسیر صافی صہ ۳۱۸۔ تفسیر قمیؒ)

نتائج و تعلیمات

(۱) عبادتِ الٰہی سے بہتر کام کیا ہو سکتا ہے، مگر اس میں بھی ایک توازن درکار ہے۔ اِس میں بھی حد سے زیادتی مناسب نہیں۔ کیونکہ اِس طرح انسان دوسرے کاموں مثلاً جہاد یا روزی کمانے سے معذور ہو سکتا۔

(تفسیر نمونہ)

لِتَشۡقٰٓى

یہ لفظ بعض اوقات "تکلیف" یا "دُکھ" کے معنی میں بھی آتا ہے۔

* ..... (امام راغب)

* مطلب یہ ہے کہ ہم قرآن نازل کر کے تم سے کوئی ایسا کام لینا نہیں چاہتے جو ناممکن ہو۔ یعنی: تمھارے سپرد یہ کام نہیں ہے کہ جو لوگ (خدا کو) نہیں مانتے اُن کو منوا کر ہی چھوڑو۔ جو ایمان لانا ہی نہیں چاہتے اُن کے دل میں ایمان اُتار کر ہی رہو۔ قرآن تو بس ایک نصیحت ہے اس کو وہی مانے گا جو خوفِ خدا رکھتا ہوگا۔

* ..... (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝۳ (۳) یہ تو بس ایک نصیحت ہے[1] ہر اُس شخص کے لیے جو (اپنے بُرے انجام سے) ڈرے۔

تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ (۴) یہ (قرآن) نازل کیا گیا ہے اُس

الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۝۴ ذات کی طرف سے[2] جس نے زمین اور بلند و بالا آسمانوں کو پیدا کیا ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ (۵) جو سب کو بے حد فیض پہنچانے والا ہے

اسْتَوٰى ۝۵ اور اُس کا عرش پر اقتدار قائم ہے۔

---

[1] قرآن کا اصل مقصد تو سب کی بھلائی ہے۔ مگر عملاً فائدہ اُنہی لوگوں کو پہنچے گا جن کے دل میں خدا کا خوف ہوگا۔ *۔۔۔ (تفسیر ماجدی)

* [2] وہ خدا جس کا علم و قدرت آسمانوں اور زمین پر محیط ہوگا جب وہ کوئی کتاب اُتارے گا تو وہ کس قدر علم و حکمت سے مالا مال ہوگی۔ *۔۔۔ (تفسیر نمونہ)

اِسْتَوٰی کے معنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "اِسْتَوٰی" (خدا تختِ سلطنت پر حکمراں ہوا) کے معنی یہ ہیں کہ: "خدا کی سلطنت اور حکومت ہر ہر چیز پر مساوی طور پر غالب آگئی ہے۔" (یعنی کوئی چیز کسی طرح بھی خدا کی حکومت سے باہر اور اُس کے قابو سے باہر نہ رہ سکی۔ کیونکہ وہ ہر چیز کا خالق و مالک ہے۔) *۔۔۔ (تفسیر صافی ص ۳۸۱۔ التوحید) *۔۔۔ (تفسیر نور الثقلین)

www.drhasanrizvi.com

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي (۶) (کیونکہ) وہ ہر اُس چیز کا مالک ہے

الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے، اور جو کچھ کہ زمین

تَحْتَ الثَّرٰى ۝ میں ہے، اور جو کچھ کہ زمین کے نیچے ہے۔ ؎۱

وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ (۷) اور تم چاہے اپنی بات زور زور

يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝ سے کہو، وہ تو چُپکے سے کہی ہوئی بات

کو، بلکہ اُس سے بھی کہیں زیادہ چُھپی ہوئی بات تک کو خوب جانتا ہے۔

؎۱ عالمِ ہستی پر خدا کی حاکمیّت کی بات کر کے، اب اُس کی مالکیّت کو بتایا جا رہا ہے کہ سارے کا سارا عالمِ ہستی اُس کی ملکیت ہے۔ ★ "ثَرٰی" کے معنی مرطوب مٹّی کے ہوتے ہیں۔ زمین کے نیچے کا حصّہ مرطوب ہے اِس لیے اُس طبقہ کو ثَرٰی کہتے ہیں۔ ★ .... (امام راغب)

؎۲ "چپکے چپکے بات کرنے" سے بھی زیادہ چھپی ہوئی بات دل ہی دل میں خدا کی عظمت، نعمت اور بڑائی کو یاد کرنا ہے۔ یا خدا کی خوشنودی یا اجر کی نیّت سے کوئی کام کرنا ہے۔ خدا اِن تمام باتوں سے خوب واقف ہے۔ (جلالین)

★ حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام روایت ہے کہ "سِر" یعنی "راز" وہ ہے جسے تم نے اپنے دل میں چھپا رکھا ہے۔ اور "اَخفٰی" (یعنی بہت زیادہ چھپی ہوئی بات) وہ ہے جو تمہارے دل کی گہرائیوں میں پیدا ہوئی لیکن تم نے اُسے بھلا دیا۔" ★ .... (تفسیر مجمع البیان)

★ اِسی لیے خدا کو چیخ چیخ کر پکارنے (یا دعا مانگنے) کی کوئی ضرورت نہیں۔ ★ (مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَؕ لَهُ (۸) وہ اللہ ہے کہ اُس کے سوا کوئی
الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۝۸ معبود نہیں، سارے کے سارے بہترین
اور اچھے نام (وصفات) اُسی کے لیے ہیں۔

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ (۹) اور کیا آپ تک موسیٰ کے واقعہ کی
مُوْسٰىۘ ۝۹ خبر پہنچی ہے؟

اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ (۱۰) جب اُنھوں نے ایک آگ دیکھی، تو اپنے
امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا بال بچّوں سے کہا کہ: ذرا ٹھہرو، میں نے
لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ ایک آگ دیکھی ہے، شاید کہ میں تمہارے
اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝۱۰ لیے اُس میں سے کچھ آگ یا انگارا لے آؤں۔
یا اُس آگ پر کوئی رہنمائی حاصل کرسکوں۔

---

۱ ★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "خدا کے ۹۹ نام ہیں جو شخص خدا کو اُن (اسمائے حسنیٰ) اچھے ناموں کے ساتھ پکارے گا اُس کی دعا قبول ہوگی، اور جو شخص اُن ناموں کا احصار کریگا (سمجھ لے گا) وہ جنتی ہوگا۔" (تفسیر نمونہ)

۲ ★ حضرت موسیٰؑ جب مدین سے اپنے اہل و عیال کے ساتھ مصر کے لیے چلے تو رات کے اندھیرے میں راستہ بھول گئے، بھیڑ بکریاں منتشر ہوگئیں، ادھر بیوی کو وضعِ حمل کی تکلیف ہوگئی، گویا مصائب میں گھر گئے، اُس وقت آگ نظر آگئی۔ جو نورِ خداوندی تھا۔ (تفسیر نمونہ) ملخص

www.drhasanrizvi.com

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوۡدِىَ يٰمُوۡسٰى ؕ‏ (۱۱) تو جب وہ اُس آگ کے پاس گئے تو اُنھیں آواز دی گئی کہ: "اے موسیٰ! -

اِنِّىۡۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخۡلَعۡ نَعۡلَيۡكَ‌ۚ اِنَّكَ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًى ؕ‏ (۱۲) میں تمہارا پالنے والا مالک ہوں۔ تم اپنی جوتیاں اُتار دو۔ حقیقتاً تم "طویٰ" کی مقدس و محترم وادی میں ہو۔

★ جب حضرت موسیٰؑ آگ کے قریب گئے تو اُس کو درخت کے اندر دیکھا۔ وہ درخت عناب کا درخت تھا۔ یہ واضح قرینہ تھا کہ یہ کوئی عام آگ نہیں ہے، بلکہ یہ خدائی نور ہے۔ جو درخت کو بھی نہیں جلاتا۔ گویا یہ نورِ حیات ہے۔ پھر جب موسیٰؑ نے یہ آواز سنی کہ: "میں تمہارا پالنے والا مالک ہوں" موسیٰؑ پر ایک وجد سا طاری ہوگیا۔
* ...... (تفسیر نمونہ)

حضرت موسیٰؑ کے جوتے اُتروانے کا مطلب

حضرت امام مہدی علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جوتے اُتار دینے کا مطلب یہ بتلایا کہ "حضرت موسیٰؑ کو اپنی بیوی بچوں سے بڑی محبت تھی۔ اس محبت کو خدا کی محبت کے مقابلہ میں کم کر دینے کو محاورہ میں اشارتاً جوتے اُتارنے کے حکم سے تعبیر کیا گیا ہے تاکہ خدا سے مناجات کرتے ہوئے (یا خدا کا کلام کرتے ہوئے یا خدا سے کلام کرتے ہوتے) غیر خدا کی طرف مائل نہ ہوں۔" * (تفسیر صافی صفحہ ۲۱۸ بحوالہ الاکمال)

★ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰؑ ایک چنگاری لینے گئے تھے لیکن عہدۂ نبوت و رسالت کے ساتھ واپس ہوئے۔ اس سے نتیجہ نکلا کہ جن چیزوں کی تمھیں اُمید نہیں ہے، اُن کی اُمید اُن چیزوں کے ملنے سے بھی زیادہ ہی رکھو جن کے ملنے کی تمھیں اُمید ہے۔ (کیونکہ نا اُمیدی کفر ہے) * ... (تفسیر نور الثقلین جلد ۳)

www.drhasanrizvi.com

وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحٰى (۱۳) اور میں نے تم کو چُن لیا ہے، پس غور سے سنو جو وحی کی جاتی ہے۔

اِنَّنِىْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِىْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ (۱۴) حقیقت یہ ہے کہ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، اس لئے میری ہی بندگی یا مکمل اطاعت کرو، اور میری یاد کے لیے نماز ادا کرو۔

ل اہلِ اشارات نے لکھا کہ تمہیدی گفتگو کے بعد جب حضرت موسیٰ کا دل اس قابل ہو گیا کہ خدا کی براہ راست تجلیات کو برداشت کر سکے، تب اُن کو کارِ رسالت تفویض ہوا۔ * .... (ماجدی)

پہلے اصولِ دین، پھر فروعِ دین کی تعلیم

حضرت موسیٰ کو پہلا پیغام اور تعلیم یہ دی گئی کہ "میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، اس لیے صرف میری عبادت کرو، اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔" معلوم ہوا کہ توحید کے بعد خدائے یکتا کی عبادت اور اطاعت کا درجہ ہوتا ہے جس کے ذریعہ بندے کا خدا سے تعلق استوار ہوتا ہے (پھر اگلی آیت میں عقیدۂ آخرت کا بیان ہوگا۔) اس لئے اس طرح اصولِ دین، پھر پہلا فروعِ دین (یعنی نماز) کا مختصر بیان ہوا۔ * .... (تفسیر نمونہ)

نماز کے لیے حکم ہوا کہ "میری یاد کے لیے نماز قائم کرو"

(اور جناب رسولِ خداؐ کو بھی فروعِ دین کے پہلے رُکن (نماز) کا حکم ملا تھا، ارشاد ہوا کہ:)

www.drhasanrizvi.com

" وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا " یعنی: " اور اپنے اہلِ بیت کو نماز کا حکم دو، اور تم بھی اس کی پابندی کرتے رہو۔ " (تاکہ اللہ کا ذکر جاری رہے)

اور سورۂ رعد آیت ۲۸ میں بتایا گیا کہ: " اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ؕ " یعنی

اللہ کا ذکر اطمینانِ قلب کا سبب ہوتا ہے:

اور سورۂ الفجر آیت ۸۹ بمطابق ۳۰ میں ارشاد فرمایا گیا کہ: " يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۖ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۚ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۙ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۠ "

یعنی: " اے نفسِ مطمئنہ! اپنے پالنے والے مالک کی طرف لوٹ آ۔ تو بھی اُس سے خوش ہے اور وہ بھی تجھ سے راضی و خوش ہے۔ تو میرے بندوں میں داخل ہو جا، اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ "

★ اِن تینوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ: (۱) نماز خدا کی یاد کو باقی رکھتی ہے۔ (۲) خدا کی یاد دلوں کو سکون بخشتی ہے۔ (۳) اور نفسِ انسانی نفسِ مطمئنہ بن کر جنت اور قربِ خدا کا اہل بن جاتا ہے۔ ★ ...... (تفسیر نمونہ)

نماز کی اصلی غرض یہ ہے کہ انسان خدا سے غافل نہ ہو جائے، دنیا کے دھوکے میں نہ آجائے! اُسے یاد رہے کہ وہ کس کا بندہ ہے۔ حدیثِ قدسی میں ہے کہ " اے بندے! تو مجھے یاد کر میں تجھے یاد کروں گا۔ "

★ حضورِ اکرمؐ سے پوچھا گیا: " اگر ہم نماز کے وقت سو گئے تو کیا کریں "؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا: " نیند میں کچھ قصور نہیں، قصور تو جاگنے کی حالت میں ہے۔ پس تم میں سے کوئی بھول جائے یا سو جائے تو جب یاد آئے یا جب نیند سے جاگے، نماز پڑھ لے۔ "

★ ...... (ترمذی، نسائی، ابوداؤد)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخۡفِيۡهَا لِتُجۡزٰى كُلُّ نَفۡسٍۢ بِمَا تَسۡعٰى ﴿۱۵﴾ کیونکہ قیامت[1] تو بہر حال لازمی طور پر آنے والی ہے میں اُس کا وقت چھپائے رکھنا چاہتا ہوں، تاکہ ہر شخص اپنی کوشش کے مطابق بدلہ پائے۔

فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنۡهَا مَنۡ لَّا يُؤۡمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰٮهُ فَتَرۡدٰى ﴿۱۶﴾ تو کوئی ایسا شخص جو قیامت کو نہیں مانتا، اور اپنی خواہشوں کے ہی پیچھے پڑا رہتا ہے تم کو اُس سے نہ روک دے[2]۔ ورنہ تم ہلاک و برباد ہو جاؤ گے۔

---

[1] خدا نے قیامت کے وقت کو اس لئے چھپائے رکھا ہے تاکہ ہر شخص اپنی کوششوں کے مطابق جزا پائے اِس طرح ہر شخص کو عمل کی آزادی مل گئی ہے، اور کیونکہ موت یا قیامت کا وقت معلوم نہیں ہے، اس لئے ہر وقت اس کے لیے آمادہ رہنا ضروری ہے، اِسی لیے ہر شخص نیک عمل کی طرف جلدی کرتا ہے۔ ٭... (مؤلف)

[2] یعنی تم کہیں کسی دشمنِ دین کی محبت سے متاثر ہو کر فکرِ آخرت سے غافل نہ ہو جانا۔ یعنی خدا کے دشمنوں کا اثر قبول نہ کر لینا، ہم جیسوں کے لیے تو رونگٹے کھڑے ہونے کا مقام ہے جبکہ حضرت موسیٰؑ نبی اولوالعزم پیغمبر کو اس بات سے خبردار کیا جا رہا ہے

٭ محققین نے نتیجہ نکالا کہ تکالیفِ شرعیہ کامل ترین ہستیوں سے بھی ساقط نہیں ہوتیں۔ ہمہ شما کی کیا حیثیت؟ ٭ (ماجدی - تھانوی)

www.drhasanrizvi.com

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿١٧﴾ (۱۷) اور یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے ؟ اے موسیٰ !

قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ أَتَوَكَّؤُا (۱۸) موسیٰ نے عرض کی: "یہ میری لاٹھی
عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلٰى ہے، میں اس کا سہارا لیتا ہوں، اور
غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اسی سے اپنی بکریوں کے لیے پتّے جھاڑتا
اُخْرٰى ﴿١٨﴾ ہوں، اور اس میں میرے لیے اور دوسرے فائدے بھی ہیں۔

قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿١٩﴾ (۱۹) خدا نے فرمایا: "اے موسیٰ! (ذرا) اِسے پھینکو (تو سہی)۔

فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ (۲۰) موسیٰ نے اُسے پھینکا، تو ایکدم سے
تَسْعٰى ﴿٢٠﴾ وہ لاٹھی ایک سانپ بن کر دوڑنے لگا

قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ (۲۱) خدا نے فرمایا: "اسے پکڑ لو اور ڈرو مت۔

www.drhasanrizvi.com

سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿۲۱﴾ (۲۱) ہم اِسے ابھی اِس کی پہلی سیرت (حقیقت) پر پلٹا دیں گے۔ ۲۱

وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿۲۲﴾ (۲۲) اور ذرا اپنا ہاتھ تو اپنی بغل میں دباؤ چمکتا ہوا نکلے گا، بغیر کسی تکلیف یا عیب کے، یہ دوسرا معجزہ ہوگا۔

عصائے موسیٰؑ کا معجزہ ہونا

جب حضرتِ موسیٰؑ کو حکم ہوا کہ اپنے عصا (لاٹھی) کو زمین پر پھینکو۔ انھوں نے اُسے زمین پر ڈال دیا۔ تو زرد رنگ کا سانپ بن گیا جس کی گردن پر گھنے بال تھے پھر وہ پھولنے لگا یہاں تک کہ ایک بہت بڑا اژدہا بن گیا کہ اونٹ کے حجم کے برابر پتھروں کو نگلنے لگا اور بڑے بڑے درختوں کو دانتوں سے پکڑ کر اکھاڑ پھینکتا، اُس کی آنکھیں آگ کی طرح روشن تھیں حضرتِ موسیٰؑ یہ دیکھ کر ڈر سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ پھر اپنے پروردگار کو یاد کرکے کھڑے ہوگئے۔ آواز آئی: ڈرو مت، بلاخوف وخطر اسے پکڑ لو۔ تو انھوں نے اپنے ہاتھ پر اونی کپڑا لپیٹ کر پکڑنا چاہا۔ خدا نے فرمایا اے موسیٰؑ! اس کپڑے کی کیا حقیقت ہے اس اژدہے کے سامنے۔ بہرحال حضرتِ موسیٰؑ نے بغیر کپڑے کے اپنا ہاتھ اُس کے منھ میں داخل کر دیا تو وہ اژدہا پھر لاٹھی کی صورت میں بدل گیا۔ اور یہ عصا حضرتِ آدمؑ جنت سے لائے تھے۔ پھر یکے بعد دیگرے انبیاءؑ اس کے وارث ہوئے یہاں تک کہ حضرتِ شعیبؑ (جو حضرتِ موسیٰؑ کے سُسر تھے) کے پاس پہنچا۔ اُنھوں نے حضرتِ موسیٰؑ کو دیا۔

دوسرا معجزہ یدِ بیضا۔ چمکتا ہوا ہاتھ، تھا۔ جو اندھیری رات میں سورج کی طرح چمکتا تھا خدا کے حکم پر آپؑ نے اپنی بغل میں ہاتھ ڈال کر نکالا تو وہ چمکنے لگا۔ یہ معجزہ تھا، برص کی بیماری والا ہاتھ نہ تھا۔

٭۔۔۔۔ (ملخص از تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ﴿٢٣﴾ (۲۳) تاکہ ہم تمھیں اپنی قدرت کی کچھ بڑی بڑی نشانیاں دکھادیں۔

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿٢٤﴾ (۲۴) اب تم فرعون کے پاس جاؤ۔ واقعی وہ بڑا ہی سرکش ہو گیا ہے۔ ع

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿٢٥﴾ (۲۵) موسیٰ نے عرض کی: "پالنے والے مالک! میرے سینے[۱] کو کھول دے۔ (کشادہ کر دے)

وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿٢٦﴾ (۲۶) اور میرے لیے میرے کام کو آسان کر دے۔

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿٢٧﴾ (۲۷) اور میری زبان کی گرہ بھی کھول دے۔

يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿٢٨﴾ (۲۸) تاکہ لوگ میری بات کو (بخوبی) سمجھ سکیں۔

وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿٢٩﴾ (۲۹) اور میرے لیے میرے ہی خاندان میں سے ایک وزیر مقرر کر دے۔

---

[۱] صدر کے معنی | امام راغب نے لکھا کہ قرآن میں صدر (سینہ) سے مراد

www.drhasanrizvi.com

عضوِ جسمانی نہیں ہوتا، بلکہ علم و عمل اور انسان کے سارے قوتے باطنی مراد ہوتے ہیں۔ اس لیے آیت کا مطلب یہ ہے کہ: "میری باطنی قوتوں، اور عقل و فکر کی اصلاح فرما اور اُن کو قوی کردے۔

★ ...... (مفرداتِ امام راغب)

★ حضرتِ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ: "قرآن میں جہاں جہاں "قلب" آیا ہے، اُس سے مراد "عقل" ہے۔"

★ ...... (اصولِ کافی)

؎ دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب ❊ آنکھ کا نور دل کا نور نہیں ★ (اقبال)

★ ایک رہبرِ انقلاب کا اوّلین سرمایہ کشادہ دلی، حوصلہ، ہمت، استقامت، اور بُردباری ہونا چاہیے۔ اسی لیے حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ نے فرمایا: سینہ کی کشادگی رہبری اور سرداری کا وسیلہ ہے۔"

★ ...... (نہج البلاغہ)

حاصلِ کلام

"میرے سینے کو کھول دے" یعنی میرے دل میں نبوّت کے اس عظیم کام کو سنبھالنے کی ہمّت پیدا کردے۔ میرا حوصلہ بڑھا دے۔ کیونکہ نبوّت کے کام کے ادا کرنے کے لیے بڑے دل گردہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے مجھے صبر، عزم، ہمّت، حوصلہ اور بیخوفی عطا فرما۔ ★ (تفہیم)

میرے بھائی ہارونؑ کو میرا وزیر بنادے

"**وزیر**" یہ لفظ "وزر" سے بنا ہے۔ جس کے معنی "سخت بوجھ" کے ہیں۔ کیونکہ وزیر، نظامِ سلطنت کا بوجھ اُٹھاتے ہیں، اس لیے اُن کو "وزیر" کہا جاتا ہے۔ پھر وزیر کے معنی "معاون اور مددگار" کے بن جاتے ہیں۔

حضرت موسیٰؑ کا یہ دعا کرنا کہ "میرا وزیر میرے اہلِ خاندان سے بنا دے" بتاتا ہے کہ نبی کا وزیر اُس کی اُمّت یا اصحاب سے نہیں، اُس کے اہلِ بیت سے ہوتا ہے۔ ★ (تفسیرِ نبوّت)

نتائج (۱) عام وسائل سے مدد لینا نبوّت کی سنّت ہے۔ (۲) طبعی طریقوں سے کام کرنا توکّل کے منافی نہیں۔ ★ ...... (تفسیرِ نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

هٰرُوْنَ اَخِي ﴿۳۰﴾ (۳۰) ہارونؑ کو، جو میرا بھائی ہے۔

اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿۳۱﴾ (۳۱) اُس کے ذریعے سے میری کمر مضبوط کردے۔

وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۳۲﴾ (۳۲) اور اُسے میرے کام میں شریک کردے۔

كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۳﴾ (۳۳) تاکہ ہم خوب تیری تسبیح (پاکی بیان) کریں

وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۴﴾ (۳۴) اور خوب بڑھ چڑھ کر تیرا ذکر اور چرچا کریں۔

اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿۳۵﴾ (۳۵) یہ حقیقت ہے کہ تو ہمیشہ ہی سے ہمارے

حالات کا خوب دیکھنے بھالنے والا ہے۔

عرفا نے نتیجہ نکالا کہ حضرت موسیٰؑ کی یہ دعاء بتا رہی ہے کہ کاملین دعاء اور توکل کے ساتھ ساتھ اسباب سے بھی تمسک فرماتے ہیں۔ ... (تھانوی)

حضورِ اکرمؐ کی دعاء "مالک! میں بھی تجھ سے وہی سوال کرتا ہوں جو میرے بھائی موسیٰؑ نے تجھ سے کیا تھا، کہ: 'میرے سینے کو کھول دے، میرے کاموں کو میرے لیے آسان کردے، میری زبان کی گرہ کو کھول دے تاکہ لوگ میری باتوں کو سمجھ سکیں۔ اور میرے لیے میرے خاندان میں سے ایک وزیر مقرر فرمادے، میرے بھائی علیؑ کو، اور میری پشت کو اُس کے ذریعے سے مضبوط کردے، اور اُس کو میرے کام میں شریک کردے، تاکہ ہم تیری بہت بہت تسبیح کریں، تجھے بہت بہت یاد کریں، کیونکہ تو ہمارے حال سے خوب واقف ہے۔" (در منثور سیوطی)
... (تفسیر مجمع البیان، تفسیر المیزان، تفسیر نور الثقلین)

(اس دعاء سے معلوم ہوا کہ نبی کا وزیر خود نبی بھی منتخب نہیں کرسکتا پھر اُمّتِ نبی یہ کام کیسے کرسکتی ہے۔)

www.drhasanrizvi.com

نبی کا خلیفہ صرف خدا مقرر کرسکتا ہے

محققین نے حضرت موسٰیؑ کی دعا سے یہ نتیجہ نکالا کہ: کسی نبی کا خلیفہ یا وارث خود نبی بھی معیّن نہیں کرسکتا۔ پھر اُمت کس حساب میں ہے ؟

اگر نبی خود اپنا خلیفہ مقرّر کرسکتا ہوتا تو حضرت موسٰیؑ خدا سے حضرت ہارونؑ کو اپنا وزیر بنانے کے لیے کیوں دعا فرماتے۔ اگر حضرت موسٰیؑ بھول گئے تھے تو خدا یاد دلا دیتا کہ مجھ سے دعا کیوں کر رہے ہو تم کو خود اپنا وزیر بنانے کا اختیار ہے۔ پھر جب اولوالعزم نبی، صاحبِ کتاب، خود اپنا خلیفہ، وزیر، یا وارث معیّن نہیں کرسکتا، تو بھلا گنہگار اُمت خاتم الانبیاءؐ کا وارث اور خلیفہ کیسے معیّن کرسکتی ہے ثابت ہوا کہ نبی کا جانشین صرف خدا معیّن فرماتا ہے۔ ★ ... (فصل الخطاب)

؎ ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یعنی: خلافتِ رسولؐ کی سعادت اپنے زورِ بازو سے حاصل نہیں کی جاسکتی یہ تو اُسی وقت ملتی ہے جب خداوندِ عالم کسی کو اس کا لائق سمجھ کر بخشتا ہے۔

★ اسی لئے پیغمبرِ اکرمؐ نے بھی اپنے وزیر کے لیے حضرت موسٰیؑ کی طرح دعا فرمائی، جس کا جواب خداوندِ کریم نے یوں دیا۔ "کیا ہم نے آپؐ کے سینے کو نہیں کھول دیا ؟ آپؐ کے اس بوجھ کو نہیں اُتارا جو آپؐ کی پیٹھ توڑے دے رہا تھا ؟ پھر ہم نے آپؐ کا ذکر بلند کیا۔ یقیناً مشکلوں کے ساتھ ساتھ آسانی ہوا کرتی ہے۔ یقیناً مشکلوں کے بعد آسانی ہوا کرتی ہے۔ اب جب کہ تم اپنے کاموں سے فارغ ہوجاؤ تو (علیؑ کو) مقرر کردو۔ اور اپنے مالک کی طرف رغبت کرتے ہوئے (لوٹ جاؤ) ★ ... (سورۃ الم نشرح پارہ ۳۰)

★ "اے علیؑ! تمہارا مقام میرے نزدیک بالکل وہی ہے، جو موسٰیؑ کے ہاں ہارونؑ کا مقام تھا۔"
★ ---- (بخاری شریف۔ باب فضائل علی ابن ابی طالبؑ)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ (۳۶) خدا نے فرمایا: "دیا گیا تم کو، جو تم نے
يٰمُوْسٰى ۝۳۶ مانگا، اے موسیٰؑ!

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً (۳۷) اور ہم نے ایک مرتبہ (پہلے بھی) تم پر
اُخْرٰٓى ۝۳۷ احسان کیا تھا۔

اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا (۳۸) وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تمہاری ماں کو
يُوْحٰٓى ۝۳۸ اشارہ کیا۔ ایسا اشارہ جو وحی کیے جانے کے قابل تھا

اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ (۳۹) کہ اِس بچّے (موسیٰؑ) کو صندوق میں رکھ دو
فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ اور اُسے دریا میں ڈال دو۔ پھر دریا اُس کو
الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ ساحل پر پھینک دے گا۔ تو اُسے میرا اور اس
عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ۭ وَ بچّے کا دشمن اُٹھا لے گا۔ اور میں نے تمہارے
اَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ڬ لیے اپنی طرف سے محبّت کا اثر پیدا کر دیا تاکہ
وَلِتُصْنَعَ عَلٰي عَيْنِيْ ۝۳۹ تم خاص میری نگرانی میں پرورش پاؤ۔

وقف لازم

www.drhasanrizvi.com

حضرت موسیٰ کی ولادت اور حفاظت

تفسیر قمی میں روایت منقول ہے کہ:

فرعون کو معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جس کا موسیٰ ابن عمران ہوگا جس کے ہاتھوں فرعون اور اس کی فوج ہلاک ہوگی پس اُس کے سدِ باب کے لیے اُس نے بنی اسرائیل کے نوزائیدہ بچوں کو تہ تیغ کرنا شروع کیا۔ اُن کی عورتوں اور مردوں میں دوری کردی، بلکہ اکثر مردوں کو جیل خانوں میں ڈالدیا۔

"تفسیر مجمع البیان" میں ہے کہ فرعون کو خوف لاحق ہوا کہ کہیں اُن کی پوری نسل نہ ختم ہوجائے (اور شاہی خاندان کی نوکری کے لیے کوئی نہ بچے) لہٰذا ایک سال بنی اسرائیل کے قتل عام کا حکم ہوتا اور ایک سال یہ حکم بند رہتا۔ اور حضرت موسیٰؑ اسی قتل والے سال میں پیدا ہوئے۔

بروایت قمی جب حضرت موسیٰؑ کی ولادت ہوئی تو اُن کی ماں نے اپنے حسین وجمیل بچے کو دیکھ رونا شروع کردیا کہ ہائے میرا یہ خوبصورت بچہ ابھی قتل کردیا جائے گا۔

حضرت موسیٰؑ اس قدر خوبصورت تھے کہ دوست و دشمن اُن کو دیکھتے ہی گرویدہ ہوجاتے۔ فرعون نے دیکھا تو وہ گرویدہ ہوگیا، آسیہ زنِ فرعون نے دیکھا وہ گرفتارِ محبت ہوگئیں۔

غرض فرعون کی طرف سے جو دایہ حضرت موسیٰؑ کی والدہ کی پہرہ دار تھی جب اُس کو اُن کی ولادت کا علم ہوا اور حضرت موسیٰؑ کی والدہ کو روتا دیکھا تو کہنے لگی "تم غم نہ کھاؤ، میں اِس کی اطلاع نہ دوں گی۔"

تفسیر صافی کی روایت کے مطابق: خدا نے ایک تابوت اُتارا اور آواز آئی کہ "بچے کو اِس تابوت میں داخل کرکے دریا میں ڈالدو اور غم واندوہ کو دل سے نکال دو، صبر سے کام لو۔" حضرت موسیٰؑ کی والدہ نے ایسا ہی کیا۔ اور حضرت موسیٰؑ کی بہن سے کہا کہ تم اس کے پیچھے پیچھے جاؤ۔ یہ تابوت دریا میں بہتا ہوا شاہی محل کے قریب پہنچ گیا۔ فرعون نے اُس کو دیکھا، اُسے نکالنے کا حکم دیا، جب تابوت کو باہر نکال کر کھولا گیا تو فرعون اور اُس کی زوجہ بچے کی خوبصورتی پر مائل اور شیدائی ہوگئے۔ لیکن فرعون کو اسرائیلی بچہ سمجھ کر اپنے تخت

www.drhasanrizvi.com

اور حکومت کی فکر لاحق ہوئی، اِس لیے بچّہ کے قتل کے درپے ہوا۔ لیکن اُس کی زوجہ آسیہ نے اُس کی سفارش کی اور اس طرح حضرت موسیٰؑ کی جان بچ گئی۔ کیونکہ فرعون کے کوئی اولاد نہ تھی، اِس لیے:

آسیہ زوجۂ فرعون نے بچّہ کی پرورش شروع کی۔ لیکن بچّہ بھوک سے روتا اور کسی کا دودھ منھ سے نہ لگاتا۔ آس پاس گرد و نواح کی اسرائیلی عورتوں کو دودھ پلانے کے لیے حکم ہوا لیکن پیغمبرِ خدا نے کسی عورت کے دودھ کو قبول نہ کیا۔ بالآخر حضرت موسیٰؑ کی بہن کسی طرح محل میں جا پہنچی اور کہا کہ اگر اجازت ہو تو میں بھی ایک ایسی عورت کو بلا کر لے آؤں جو اس بچّے کو دودھ بھی پلائے گی اور اس کی پرورش بھی بخوبی کرے گی۔؟

اس طرح حضرت موسیٰؑ اپنی ماں کی گودی میں پہنچے۔ جب حضرت موسیٰؑ نے ماں کا دودھ پیا تو فرعون بہت خوش ہوا، اور انعام و اکرام دے کر بچّے کی تربیت کا اُن کو کفیل بنا دیا اور آئندہ کے لیے مزید انعام و اکرام کا وعدہ بھی کیا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا کہ حضرت موسیٰؑ اپنی والدہ سے کتنی مدت تک غائب رہے۔؟ آپؑ نے فرمایا: "صرف تین دن"۔ (بحوالہ تفسیر انوار النجف) ملخص"

★ حضرت موسیٰؑ کی والدہ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور خوشی کی خاطر خدا نے کیا کیا انتظامات فرمائے تو حضرت خاتم الانبیاءؐ حضرت محمد مصطفےٰؐ کے ماں باپ کا خدا کی نگاہ کیا مقام ہوگا۔؟ معلوم ہوا کہ والدین کا خدا کے ہاں خاص مقام ہوا کرتا ہے۔

اِس طرح جو لوگ انبیاء کرامؑ کی پرورش کے ذمّے دار ہوتے ہیں اُن کی عظمت بھی قرآن سے ثابت ہے۔ حضرت ابو طالبؑ کے لیے خدا نے اپنے رسولؐ کو مخاطب کر کے فرمایا: "اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى" یعنی: "کیا اُس (خدا) نے تم کو یتیم پا کر پناہ نہیں دی"۔ سورۂ والضحیٰ ۹۳ آیت ۶

★ حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا: خدا نے رسول اللہؐ کو ابو طالبؑ کے ذریعہ پناہ دی"
★- - - - (تفسیر کبیر امام رازی)

www.drhasanrizvi.com

(۴۰) إِذْ تَمْشِيٓ أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُۥ ۖ فَرَجَعْنَٰكَ إِلَىٰٓ أُمِّكَ كَىْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَٰكَ مِنَ ٱلْغَمِّ وَفَتَنَّٰكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِىٓ أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَٰمُوسَىٰ ۞

جب تمھاری بہن چل رہی تھی اور پھر اُس نے (فرعون کے محل میں جاکر) کہا: "میں تم کو اُس کا پتہ بتا دوں جو اس بچّے کی (بخوبی) پرورش کر سکے"؟ اِس طرح ہم نے پھر تمھیں تمھاری ماں کے پاس لوٹا دیا، تاکہ اُن کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں، اور وہ رنجیدہ نہ ہوں۔ پھر تم نے ایک آدمی کو قتل کر ڈالا، تو ہم نے تم کو اُس غم سے بھی نجات دی، پھر تمھیں مختلف امتحانات سے گذارا۔ تو (اس دوران) تم کئی سال مَدیَن والوں میں رہے۔ پھر اے موسیٰ! اب تم ٹھیک اپنے وقتِ معیّن پر ہماری تقدیر (پروگرام) کے فیصلے پر اِدھر آگئے۔

www.drhasanrizvi.com

وَاصۡطَنَعۡتُكَ لِنَفۡسِىۡ ۚ‏ ﴿۴۱﴾ اور میں نے تم کو اپنے کام کا بنالیا ہے۔

اِذۡهَبۡ اَنۡتَ وَاَخُوۡكَ (۴۲) سو، جاؤ! تم اور تمہارا بھائی، میری
بِاٰيٰتِىۡ وَلَا تَنِيَا فِىۡ ذِكۡرِىۡ ۚ‏ نشانیوں کے ساتھ، اور (دیکھو) مجھے
یاد کرنے میں سستی نہ کرنا۔

اِذۡهَبَاۤ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ (۴۳) تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ، وہ
طَغٰى ۖ ‌ۚ‏ واقعی شرکشی میں حد سے بڑھ چکا ہے۔

فَقُوۡلَا لَهٗ قَوۡلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ (۴۴) مگر اس سے نرمی کے ساتھ[۱] بات کرنا،
يَتَذَكَّرُ اَوۡ يَخۡشٰى‏ ۝ شاید کہ وہ نصیحت قبول کرلے یا ڈر جائے۔

قَالَا رَبَّنَاۤ اِنَّنَا نَخَافُ (۴۵) دونوں نے عرض کی: "اے ہم دونوں کے
اَنۡ يَّفۡرُطَ عَلَيۡنَاۤ اَوۡ اَنۡ پالنے والے مالک! ہمیں ڈر ہے کہ وہ کہیں
يَّطۡغٰى‏ ۝ ہم پر زیادتی نہ کر بیٹھے، یا سرکشی میں
بڑھ جائے۔

مُبلّغین کو نرم لہجہ اختیار کرنا چاہیئے

[۱] محققین نے نتیجہ نکالا کہ مبلغینِ دین کے لیے ضروری ہے

www.drhasanrizvi.com

کہ ہمیشہ نرم اندازِ گفتگو اختیار فرمائیں۔
(ابنِ عربی) ۔۔۔۔۔*

* امیرالمومنین حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "جب خدا نے حضرت موسیٰ کو فرعون کی طرف بھیجا تو نرمی سے بات کرنے کا حکم دیا، حالانکہ خدا جانتا تھا کہ فرعون نصیحت حاصل نہ کرے گا، اور نہ ڈرے گا۔ لیکن ان الفاظ کے کہنے کی ضرورت یہ تھی کہ موسیٰ جانے پر آمادہ ہو جائیں۔ (تاکہ اتمامِ حجت ہو جائے) *.....(تفسیر صافی)

* محققین نے لکھا کہ خدا کو خوب معلوم تھا کہ فرعون ایمان نہ لائے گا۔ اُس کے تیور ہی بتا رہے تھے پھر بھی خدا نے یہ فرمایا: "شاید وہ نصیحت قبول کرلے یا ڈر جائے"۔ اصل میں یہاں تبلیغِ دین کے اصول کو بتلایا گیا ہے کہ فرعون جیسے سرکش متکبر انسان کے سامنے بھی دین کو نرمی سے پیش کیا جائے۔ کیونکہ سخت کلامی، قبولِ حق میں خود حجاب بن جاتی ہے نصیحت سننے والا اگر حق کو قبول کرنا بھی چاہے تو بھی اُس میں سخت کلامی کی وجہ سے ضد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، پھر وہ حق کو قبول نہیں کرتا۔
*۔۔۔۔ (تفسیر مجمع البیان - فصل الخطاب - تفسیر نمونہ)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ آدمی کی اصلاح کی دو ہی صورتیں ہوتی ہیں۔ یا تو وہ سمجھانے سے مان جاتا ہے یا پھر بُرے کام کے بُرے انجام کے خوف سے سیدھا ہو جاتا ہے۔ *۔۔۔۔ (تفہیم)

۳ھ حضرت موسیٰ کو خوف تھا کہ کہیں فرعون اپنی سرکشی کی وجہ سے بات سننے سے پہلے ہی اُنھیں اور ہارون کو قتل نہ کر دے۔ اِس کے جواب میں خدا نے اگلی آیت میں ارشاد فرمایا: "تم بالکل نہ ڈرو، میں خود تمہارے ساتھ ساتھ ہوں۔ میں سنتا، دیکھتا ہوں"۔

* رہا یہ سوال کہ حضرت موسیٰ نے اپنے علم کے باوجود یہ کیوں سوال کیا؟ جواب یہ ہے کہ علم و آگہی کے کئی مراتب و مدارج ہوتے ہیں۔ انسان کسی بات کو یقینی طور پر جاننے کے لیے قلبی اطمینان حاصل کرنا چاہتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم کو معاد پر یقین تھا لیکن اطمینانِ قلب کے لیے خدا سے دعا کی کہ مجھے دکھا دے۔"
*۔۔۔۔ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ لَا تَخَافَا إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَىٰ ﴿۴۶﴾

(۴۶) خدا نے فرمایا: "ڈرو مت، میں تم دونوں کے ساتھ ساتھ ہوں، میں تم دونوں کے ساتھ سب کچھ سنتا ہوں گا اور دیکھتا رہوں گا۔

فَأْتِيَاهُ فَقُولَا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۖ قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكَ ۖ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ ﴿۴۷﴾

(۴۷) تم اُس کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم تیرے پالنے والے مالک کے (بھیجے ہوئے) پیغمبر ہیں، بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے، اور اُن کو تکلیف نہ دے۔ ہم تیرے پاس تیرے پالنے والے مالک کی طرف سے معجزہ بھی لے کر آئے ہیں، اور سلامتی ہو اُس پر جو سیدھے راستے پر چلے۔

★ فرعون کے مظالم اب حد سے بڑھ گئے تھے۔ بنی اسرائیل کا مطالبہ تھا کہ ہمیں ہمارے وطن کنعان (شام) واپس جانے دے۔ مگر فرعون کی حکومت اُن سے بیگار اور محنت مزدوری کا سخت کام بہت کم اُجرت پر یا مفت لیتی تھی۔ جس طرح ہمارے ہاں ظالم وڈیرے اپنے ہاریوں سے مفت کام لیتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے فرعون سے یہی مطالبہ کیا کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے۔ (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ (۴۸) حقیقتاً ہم کو واقعاً بطورِ وحی یہ
الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ پیغام دے کر بھیجا گیا ہے کہ اُس کے
وَتَوَلّٰى ﴿۴۸﴾ لیے (دائمی) عذاب ہے، جو حق کو جھٹلائے اور اُس سے
منھ موڑلے۔

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا (۴۹) فرعون نے پوچھا: "اے موسیٰ! تم دونوں کا
يٰمُوْسٰى ﴿۴۹﴾ پالنے والا مالک ہے کون؟
قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى (۵۰) موسیٰؑ نے جواب دیا: "ہمارا پالنے والا
كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ مالک وہ ہے جس نے ہر چیز کو اُس کا
هَدٰى ﴿۵۰﴾ وجود بخشا ہے، پھر اُس کی رہنمائی بھی کی ہے۔"

خدا کی ذات کی معرفت

۵۰ عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ خدا کی ذات کی معرفت ممکن نہیں، صرف اُس کے صفات اور افعال ہی سے اُس کی معرفت حاصل کی جاسکتی ہے۔
(تھانوی)......

★ خدا کی معرفت کا پہلا باب یہ ہے کہ اُس نے ساری مخلوقات کو شرفِ وجود بخشا۔ پھر جس کی جیسی فطرت کی ساخت رکھی ویسا ہی اُس سے کام لیا۔ غرض تخلیق و تربیت، دونوں کا مبداء اور سرچشمہ

www.drhasanrizvi.com

خدا ہی ہے۔ اُسی نے ہستی کی ساخت کو موزوں، متوازن، ہم آہنگ اور مناسب بنایا۔

"خدا کی ہدایت" سے مراد یہ ہے کہ "جس مقصد کے لیے جس مخلوق کو پیدا کیا اُسے اُسی کام پر لگادیا" یہ ہے رُبوبیّت اور ہدایت کی شان۔

غرض حضرتِ موسیٰؑ کا جواب اپنے کمالِ اختصار کے باوجود نہایت جامع اور کامل ہے، اور تمام مخلوقات کو احاطہ کیے ہوئے ہے۔ جواب بتارہا ہے کہ "قادر بذاتِ خود" منعمِ حقیقی اور ہادیٔ برحق صرف خدا کی ذات ہے، اُس کے سوا، جو کچھ ہے وہ اپنی ذات و صفات و افعال میں خدا کا محتاج ہے۔ اِسی لیے اِس جواب پر فرعون مبہوت ہو کر رہ گیا، اور مجبور ہو گیا کہ کلام کا رُخ موڑ دے۔

---× (ماجدی)

غرض حضرتِ موسیٰؑ نے معرفتِ الٰہی کا بنیادی اصول بتا دیا کہ خدا وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا، اور جس وجود کو جس چیز کی ضرورت تھی اُس کو وہ چیز فراہم کی۔ مثلاً پرندوں کی ساخت ایسی بنائی کہ وہ اُڑ سکیں، اور سمندروں میں رہنے والی مخلوق کو ایسا بنایا کہ وہ سمندروں میں رہ سکے۔

پھر موجودات کی رہنمائی بھی کی، کہ وہ اپنی احتیاجات کو کس طرح پورا کریں؟

پھر انسان کی ہدایتِ تکوینی بھی کی اور ہدایتِ تشریعی بھی کی، کیونکہ انسان فاعلِ مختار اور صاحبِ عقل و اختیار ہے، اِس لیے اُس کی ذمّہ داریاں بتائیں، اور دنیوی و اُخروی فلاح کے اصول بتائے۔

اِس طرح حضرتِ موسیٰؑ نے فرعون کو سمجھا دیا کہ تُو کچھ بھی نہیں ہے، نہ تو عالمِ ہستی کی ضروریات کو جانتا ہے، نہ اُن کو پورا فراہم کر سکتا ہے۔ اسی لیے فرعون یہ جواب سن کر ہکّا بکّا رہ گیا۔

---× (تفسیر نمونہ)

نبوّت کی دلیل

حضرتِ موسیٰؑ نے اشارتاً رسالت کی یہ دلیل پیش کردی کہ "خدا کائنات کا خالق بھی ہے اور ہادی بھی، جو ہر چیز کو اُس کی حالت اور ضرورت کے مطابق ہدایت دے رہا ہے۔ انسان کی شعوری ذمّہ داریوں کا تقاضا ہے کہ اُس کو زندگی گذارنے کے طریقوں اور مقاصد کی ہدایت کی جائے اور اُن کے عقل و شعور سے اپیل کر کے اُن کو سیدھا راستہ دکھائے۔ اُسی کو نبی کہتے ہیں جو خدا کی طرف سے ہدایت کا کام انجام دے۔

---× (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی (۵۱) فرعون نے پوچھا: "اچھا تو پھر جو نسلیں گذر چکی ہیں، اُن کا کیا بنا"؟ [۱]

قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ کِتٰبٍ ۚ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسَی (۵۲) موسیٰؑ نے کہا: "ان کا علم [۲] میرے پالنے والے مالک کے پاس ایک کتاب میں (محفوظ) ہے اور میرا پالنے والا مالک نہ تو چوکتا بھٹکتا ہے اور نہ کچھ بھولتا بھالتا ہے۔

---

۱ فرعون کا مطلب یہ تھا کہ جب خدا ہی پالنے والا مالک ہے تو پھر پچھلی نسلیں اور قومیں ختم کیوں ہوگئیں؟ حضرت موسیٰؑ کے جواب کا مطلب یہ تھا کہ کوئی نسل ختم نہیں ہوئی۔ خدا کا نظام ہی یہ ہے کہ جس کو زمین پر پیدا کیا جائے اُس کو موت کے بعد زمین میں لوٹا دیا جائے اور قیامت کے دن پھر زمین سے نکالا جائے اور حسبِ فکر و عمل دائمی زندگی عطا کی جائے۔

* ..... (فصل الخطاب)

۲ حضرت موسیٰؑ کے حکیمانہ جواب کا مطلب یہ تھا کہ پچھلے لوگ جیسے بھی تھے اپنا اپنا کام کر کے خدا کے ہاں جا چکے، اُن کا پورا ریکارڈ اللہ کے پاس محفوظ ہے، خدا کے پاس کوئی چیز ضائع نہیں ہوتی۔ مجھے اور تمھیں یہ فکر نہیں کرنی چاہیے کہ اُن کا کیا انجام ہوا؟ ہمیں اپنی فکر کرنی چاہیے۔ فرعون کا اصل مقصد یہ تھا کہ موسیٰؑ ہمارے باپ دادا کو جہنمی کہیں تو لوگ موسیٰؑ کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں۔ اس لیے حضرت موسیٰؑ نے انھیں جہنمی نہ کہا، بلکہ بڑی حکمت کے ساتھ جواب دیا جو بالکل صحیح بھی تھا اور لوگوں کو بھڑکانے والا بھی نہ تھا۔

* ..... (تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

اَلَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الۡاَرۡضَ (۵۳) وہ وہی ہے جس نے تمہارے لیے

مَہۡدًا وَّ سَلَکَ لَکُمۡ فِیۡہَا زمین کا فرش بچھایا، اور تمہارے چلنے

سُبُلًا وَّ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ کے راستے بنائے، اور آسمان سے پانی

مَآءً ؕ فَاَخۡرَجۡنَا بِہٖۤ اَزۡوَاجًا بھی برسایا، پھر ہم نے اُس سے مختلف

مِّنۡ نَّبَاتٍ شَتّٰی ﴿۵۳﴾ اقسام کی نباتات کے جوڑے نکالے۔

کُلُوۡا وَ ارۡعَوۡا اَنۡعَامَکُمۡ (۵۴) (تاکہ، تم بھی) کھاؤ اور اپنے جانوروں

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی کو بھی چراؤ۔ حقیقتاً اِس سارے

ع ۳ / ۱۱ النُّہٰی ﴿۵۴﴾ نظام میں صاحبانِ عقل و فہم کے لیے

(خدا کی عظمت، قدرت اور حکمت کی زبردست) نشانیاں اور دلیلیں موجود ہیں۔

اُولِی النُّھٰی (صاحبانِ فکر و عمل) جنابِ رسولِ خدا نے فرمایا: "تم میں سب سے بہتر اولی النھٰی (صاحبانِ فکر و عمل) ہیں۔" پوچھا گیا: اولی النھٰی کون ہوتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: "وہ لوگ جو اچھے اخلاق اور عقلِ سلیم رکھتے ہیں، صلۂ رحمی (یعنی) اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرتے ہیں، فقیروں، ضرورتمندوں، یتیموں اور ہمسایوں کی مدد کرتے ہیں، بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں، دنیا میں صلح اور امن پھیلاتے ہیں اور جب لوگ غفلت کی نیند سوئے ہوتے ہیں تو وہ نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔"

(اصول کافی جلد ۲)

www.drhasanrizvi.com

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿۵۵﴾

(۵۵) غرض اِس زمین ہی سے تو ہم نے تم کو پیدا کیا ہے، اسی میں ہم تمھیں واپس لے جائیں گے، اور پھر اِسی سے تم کو دوبارہ (باہر) نکالیں گے۔

مٹّی اور انسان

ہر چیز مٹّی سے بنی، پھر سب کچھ مٹّی ہی میں مل جائیگا

یعنی سب انسان مٹّی سے پیدا ہوئے ہیں، پھر سب مٹّی ہی میں مل جائیں گے، پھر سب کے سب مٹّی میں سے زندہ کر کے اُٹھائے جائیں گے۔ مٹّی سے پیدا ہونا اور مٹّی میں مل جانا تو ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ جب دو باتیں سچّی ثابت ہو چکیں تو تیسری بات کا ہونا کیوں محال سمجھا جاتا ہے؟

یہ آیت فرعون جیسے سرکشوں کے لیے تنبیہ ہے کہ وہ یہ نہ بھولیں کہ وہ مٹّی سے بنتے ہیں اور مٹّی ہو جانا ہے، سارا غرور و نخوت مٹّی مل جائے گا۔ ★......: (تفسیر نمونہ)

نماز میں دوٗ سجدے کیوں ؟

کسی نے امیرالمومنین حضرت علیؑ سے نماز میں دوٗ سجدے کرنے کا مطلب پوچھا: تو آپؑ نے فرمایا: "پہلے سجدے کا مطلب یہ ہے کہ "اے مالک! میں تو مٹّی ہی تھا۔ پھر پہلے سجدے سے سر اُٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ: "مالک! تُو نے مجھے اِسی مٹّی سے باہر نکالا"۔

پھر دوسرے سجدے میں جانے کا مطلب یہ ہے کہ "تُو مجھے اسی مٹّی کی طرف پلٹائے گا۔" اور دوسرے سجدے سے سر اُٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ: دوبارہ تُو مجھے اسی مٹّی سے اُٹھا کر کھڑا کرے گا۔"

★.... (بحارالانوار جلد ۸۵ چاپ جدید)

www.drhasanrizvi.com

وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ۝ (۵۶) اس طرح ہم نے فرعون کو اپنی قدرت و حکمت کی سب نشانیاں دکھائیں مگر وہ جھٹلاتا اور انکار ہی کرتا چلا گیا۔

قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ۝ (۵۷) کہنے لگا: "اے موسیٰؑ! کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہمیں اپنے جادو کے زور پر ہمارے ہی ملک سے نکال باہر کرو"؟

فرعون کی بدمعاشی ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت موسیٰؑ تو اپنی قوم کو آزاد کرا کے مصر سے باہر نکال کرلے جانے کا مطالبہ کر رہے ہیں اور فرعون، لوگوں کو بھڑکانے کے لیے بالکل ہی اُلٹی بات کہہ رہا ہے کہ: "تم ہمیں اپنے جادو کے زور پر ہمارے ہی ملک سے نکال باہر کرنا چاہتے ہو۔" اس کو آجکل سیاست کہتے ہیں، جو اصل میں بدمعاشی ہے۔ اس طرح فرعون تعصب کی آگ بھڑکا کر اپنا کام نکالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ *...... (تفہیم)

☆ فرعون کے جواب کا اصل مطلب یہ تھا کہ "ہم جانتے ہیں کہ تمہارا یہ نبوت کا دعویٰ، توحید کا پیغام یہ سب کچھ صرف میری حکومت پر قبضہ کرنے کا بہانہ ہے۔ تمہارا مقصد نہ توحید کا پیغام ہے نہ بنی اسرائیل کی نجات ہے، تمہارا اصل مقصد حکومت حاصل کرنا ہے۔ انسان جیسا خود ہوتا ہے ایسا ہی دوسرے کو سمجھتا ہے۔ یہی وہ تہمت ہے جو ہمیشہ مصلحین کے خلاف تمام سلاطین و حکام جور استعمال کرتے آئے ہیں۔

"وہ جو ہوتا آیا ہے کہ اچھوں کو بُرا کہتے ہیں" *...... (تغیر نمونہ)

فَلَنَاۡتِيَنَّكَ بِسِحۡرٍ مِّثۡلِهٖ (۵۸) اچھا تو پھر ہم بھی تمہارے مقابلے پر
فَاجۡعَلۡ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكَ ویسا ہی جادو لائیں گے (جیسا تم لائے ہو)
مَوۡعِدًا لَّا نُخۡلِفُهٗ نَحۡنُ پس اب تم ہمارے اور اپنے درمیان (مقابلے
وَلَاۤ اَنۡتَ مَكَانًا سُوًى ۝۵۸ کے) وعدہ کا ایک وقت مقرر کر لو۔ جس کے
خلاف، نہ ہم کچھ کریں اور نہ تم۔ ایسی جگہ پر
(مقابلہ ہو) جو کھلے میدان کے سامنے درمیان میں ہو۔

قَالَ مَوۡعِدُكُمۡ يَوۡمُ الزِّيۡنَةِ (۵۹) موسیٰؑ نے کہا: "تمہارے لیے اُس
وَاَنۡ يُّحۡشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۝۵۹ وعدے کا دن (تمہارے) جشن اور زینت
والا دن ہے۔ اور یہ کہ دن چڑھے لوگ جمع کر لیے جائیں۔

★ مصری لوگ اپنا قومی تہوار سال میں دو دفعہ مناتے تھے۔ ایک دفعہ مارچ میں اور دوسری دفعہ اگست میں۔ مگر تیسرا جشن اِن دونوں سے بڑھ چڑھ کر ہوتا تھا۔ آیت میں وہی دن مراد ہے۔ (یعنی میلے کا دن)

★ فرعون کا اصل مقصد یہ تھا کہ کسی نہ کسی طرح جادوگروں کے ذریعے موسیٰؑ کے معجزے کا اثر لوگوں کے دلوں سے دور ہو جائے۔ اور اُدھر حضرت موسیٰؑ یہ چاہتے تھے کہ مقابلہ ضرور ہو۔ تاکہ ساری قوم جادو اور معجزے کے فرق کو سمجھ لے۔ اسی لیے جشنِ اعظم کا دن مقرر ہوا تاکہ پوری قوم مقابلہ دیکھے۔
---- (تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

www.drhasanrizvi.com

فَتَوَلّٰی فِرۡعَوۡنُ فَجَمَعَ کَیۡدَہٗ (۶۰) تو فرعون نے پلٹ کر اپنی ساری
ثُمَّ اَتٰی ۝۶۰ مکّاریاں جمع کریں اور پھر (مقابلہ پر) آ گیا۔
قَالَ لَہُمۡ مُّوۡسٰی وَیۡلَکُمۡ (۶۱) موسیٰؑ نے ان سے کہا: "وائے ہو تم پر[1]
لَا تَفۡتَرُوۡا عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اللہ پر جھوٹی تہمتیں اور الزامات نہ لگاؤ
فَیُسۡحِتَکُمۡ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدۡ ورنہ وہ (اپنے) عذاب سے تمہارا تیا پانچا
خَابَ مَنِ افۡتَرٰی ۝۶۱ کر ڈالے گا، (کیونکہ) جس نے بھی جھوٹ
گھڑا وہ ہمیشہ لازمی طور پر ناکام و نامراد ہوا۔"
فَتَنَازَعُوۡۤا اَمۡرَہُمۡ بَیۡنَہُمۡ (۶۲) اس پر اُن میں آپس میں جھگڑا ہونا
وَاَسَرُّوا النَّجۡوٰی ۝۶۲ شروع ہو گیا، اور پھر وہ چپکے چپکے
مشورے کرنے لگے

---

[1] حضرت موسیٰؑ کی یہ دو ٹوک باتیں بتا رہی ہیں کہ وہ خود جادوگر نہیں ہیں، جادوگر ایسی دو ٹوک باتیں نہیں کر سکتے، یہ باتیں از خود بتا رہی ہیں کہ حضرت موسیٰؑ سچے پیغمبر ہیں، اسی لیے جادوگر سمجھ گئے کہ یہ جادوگر نہیں ہیں بلکہ خدا کے سچے پیغمبر ہیں، اُن کی یہ باتیں سچائی کی دلیل تھیں، ہر نبی کی باتیں اُس کی سچائی کی دلیل ہوا کرتی ہیں۔ اسی لیے اگلی آیت میں فرمایا: "یہ باتیں سن کر جادوگر آپس میں چپکے چپکے مشورے کرنے لگے۔"
(تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ (٦٣) پھر بولے کہ: "یقیناً یہ دونوں تو
يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ　　محض جادوگر ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ اپنے
اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا　　جادو کے زور پر تمھیں تمھارے ملک سے
بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ٦٣　　نکال باہر کریں، اور تمھارے اعلیٰ مثالی
شاندار طریقہ" زندگی کا خاتمہ کر ڈالیں۔

فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا (٦٤) تو تم اپنی ساری تدبیریں مکمّل
صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ　　کرلو، اور پھر صف بندی کرکے
مَنِ اسْتَعْلٰى ٦٤　　(مقابلے پر) آجاؤ (اس لیے کہ) آج جو غالب
رہا وہی جیت گیا۔"

حضرت موسیٰؑ سے جادوگروں کو متاثر ہوتے ہوئے دیکھ کر فرعون کے سرداروں نے جادوگروں سے کہا کہ: "موسیٰؑ چاہتا ہے کہ تمھیں تمھاری سرزمین سے نکال دے، وہ زمین جو تمھیں جان سے زیادہ عزیز ہے۔ یہی نہیں بلکہ موسیٰؑ تمھارے دین کو بھی ختم کردینا چاہتا ہے۔ پس تم متحد ہوکر موسیٰؑ کے مقابلے پر ڈٹ جاؤ۔ اسی اتحاد میں تمھاری کامیابی چھپی ہوئی ہے۔ آج وہی کامیاب ہوگا جو اپنی برتری ثابت کردے گا۔ * ۔۔۔۔ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ (۶۵) جادوگروں نے کہا: "اے موسیٰ!
تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ تم پھینکتے ہو یا پہلے ہم اپنا جادو
اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۵﴾ پھینکیں"؟

قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا (۶۶) موسیٰؑ نے کہا: "چلو تم ہی پھینکو"
حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ تو ایکدم سے اُن کی پھینکی ہوئی
اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا رسّیاں اور لکڑیاں موسیٰؑ کے خیال
تَسْعٰى ﴿۶۶﴾ میں اُن کے جادو کے زور سے دوڑتی
ہوئی محسوس ہونے لگیں۔

فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً (۶۷) موسیٰؑ بھی اپنے دل میں ڈرنے
مُّوْسٰى ﴿۶۷﴾ لگے۔

★ حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ "حضرت موسیٰؑ اپنی جان کے خوف سے نہیں ڈرے تھے، بلکہ اُن کو یہ خوف ہوا تھا کہ کہیں میری جاہل قوم یہ دیکھ کر گمراہ نہ ہو جائے۔ ۔۔۔★۔۔۔ (تفسیر صافی ۔ نہج البلاغہ)

★ حضرت موسیٰؑ کے ڈرنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ سب ماجرا دیکھ کر اُن کی قوم کہیں شبہ میں نہ پڑ جائے اور ڈر کر گمراہ نہ ہو جائے۔ ★۔۔۔ (تفسیر تبیان ۔ جلالین)

قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ ﴿٦٨﴾ وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ ۖ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ﴿٦٩﴾

(۶۸) ہم نے کہا: "ڈرو مت، یقیناً تم ہی جیتو گے (یعنی: تم اِن پر غالب ہو گے)

(۶۹) اور پھینک دو وہ (عصا) جو تمہارے داہنے ہاتھ میں ہے، وہ اُن ساری چیزوں (جادو کے سانپوں) کو جو اُنھوں نے بنائے ہیں ہڑپ کر جائے گا۔ یہ جو کچھ بھی بنا لائے ہیں وہ تو صرف جادوگر کا فریب ہے؛ اور جادوگر کہیں جائے کبھی حقیقی معنی میں کامیاب نہیں ہوتا خواہ کیسی ہی شان سے (دکھوش) آئے۔"

جادو کرنا حرام اور سیکھنا جائز ہے

اسلامی فقہ میں جادو کو حرام اور گناہِ کبیرہ قرار دیا ہے کیونکہ جادو کا اکثر کام دھوکہ دینے، گمراہ کرنے اور سادہ لوگوں کے عقیدے خراب کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ البتہ جادوگروں کے جادو کو باطل کرنے اور اُن سے پہنچنے والی تکلیفوں کو دور کرنے کے لیے جادو سیکھنا جائز ہے۔

(تفسیر نمونہ) ---- *

★ جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا: "نجومی مثل کاہن کے ہے، اور کاہن مثل ساحر (جادوگر) کے ہے، اور جادوگر مثل کافر کے ہے اور کافر جہنّم میں جائے گا۔" (نہج البلاغہ)

★ جادو انسان کی طاقت سے اور معجزہ خدا کی طاقت سے ہوتا ہے، جادوگر، مکّار ہوتے ہیں، جبکہ انبیاؑ پاکیزہ کردار ہوتے ہیں

(ملخص از تفسیر نمونہ) ---- *

www.drhasanrizvi.com

فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ﴿۷۰﴾

(آخرکار) سارے کے سارے جادوگر سجدے میں گر پڑے، اور پکار اُٹھے: "مان لیا ہم نے ہارون اور موسیٰؑ کے پالنے والے مالک کو۔ (کہ حقیقی معبود وہی ہے)

★ جب جادوگروں نے حضرت موسیٰؑ کا معجزہ دیکھا تو اُن کو فوراً یقین آ گیا کہ یہ کام اُن کے فن کی حدود سے بالکل باہر ہے، اسی لیے وہ سب کے سب فوراً بیساختہ سجدے میں گر پڑے۔

اس طرح فرعون کی یہ کوشش قطعاً ناکام ہو گئی کہ حضرت موسیٰ جادوگر ہیں۔ سب نے مان لیا کہ موسیٰؑ جو دکھا رہے ہیں وہ جادو نہیں، وہ، وہ معجزہ ہے جو خدا کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ اسی لیے جادوگروں نے یہ نہیں کہا کہ موسیٰؑ ہم سے زیادہ بڑا جادوگر ہے، بلکہ انھیں یقین آ گیا کہ موسیٰ جادوگر نہیں ہے رب العالمین کا بھیجا ہوا ہے۔ ★---- (تفہیم)

★ محققین نے نتیجہ نکالا کہ ایمان صرف نبیؐ پر لانا کافی نہیں ہوتا، نبیؐ کے ساتھ ساتھ نبیؐ کے وصیؑ پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ اسی لیے جادوگروں نے کہا کہ "مان لیا ہم نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کے پالنے والے مالک کو۔" یعنی موسیٰؑ کے ساتھ ساتھ ہارونؑ پر بھی ایمان لائے۔

معلوم ہوا کہ نبیؐ کے وصیؑ پر ایمان لانے پر ہی ایمان مکمل ہوتا ہے۔

★ بخاری شریف میں ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا: "اے علیؑ! تم میرے پاس وہی مقام اور منزلت رکھتے ہو، جو ہارونؑ کو موسیٰؑ کے پاس حاصل تھی، ہاں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔"

★...... (صحیح بخاری شریف)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ (۷۱) فرعون نے کہا: ارے، تم نے میری
اٰذَنَ لَكُمْ ؕ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ اجازت ملنے سے پہلے ہی مان لیا؟ تو
الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ یقیناً یہی تمھارا گرو (اُستاد) ہے
فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ جس نے تمھیں جادو سکھایا ہے۔ تو اب تو
وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ میں ضرور تمھارے ہاتھوں اور پیروں
وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ کو مخالف سمتوں سے کٹواؤں گا، اور
النَّخْلِ ۫ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ پھر لازمی طور پر تمھیں کھجور کے درختوں
اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ﴿۷۱﴾ پر سولی پر چڑھاؤں گا، پھر تمھیں پتہ

چل جائے گا کہ ہم دونوں میں سے کس کی سزا زیادہ سخت ہمیشہ رہنے والی ہے۔"

★ ہاری ہوئی بازی کو جیتنے کے لیے (کھسیانی بلی کی طرح) فرعون کا یہ آخری داؤ تھا کہ جادوگروں کو اتنی تکلیف دہ سزا دے کہ وہ مان لیں کہ (واقعی) موسیٰؑ سے اُن کی ملی بھگت (نورا کشتی) ہے۔ مگر جادوگروں کے (پختہ یقین اور) عزم و ہمت نے اُس کی یہ بازی بھی اُلٹ (کر رکھ) دی۔ اُن کے اِس سزا کو برداشت کرنے نے ثابت کر دیا کہ جادوگر سچے دل سے موسیٰؑ (و ہارونؑ کے رب) پر ایمان لائے ہیں اور فرعون کا قول جھوٹا ہے اور سیاست ہے۔ ★..... (تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

قَالُوۡا لَنۡ نُّؤۡثِرَكَ عَلٰى (۷۲) جادوگروں نے کہا: "ہم ہرگز تجھے
مَا جَآءَنَا مِنَ الۡبَيِّنٰتِ اُن واضح دلیلوں پر ترجیح نہیں دیں گے
وَالَّذِىۡ فَطَرَنَا فَاقۡضِ جو ہمارے پاس آچکیں اور نہ اُس ذات
مَاۤ اَنۡتَ قَاضٍ‌ؕ اِنَّمَا پر (تجھے ترجیح دیں گے) جس نے ہمیں پیدا
تَقۡضِىۡ هٰذِهِ الۡحَيٰوةَ کیا، پس جو کچھ بھی تجھے کرنا ہے کرڈال
الدُّنۡيَا ؕ‏ ﴿۷۲﴾ (زیادہ سے زیادہ تو ہماری) دُنیوی زندگی کو ختم
کرسکتا ہے۔

ایمان کی پختگی

عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ اگر انسان میں صلاحیت ہے تو وہ بہت جلد توفیقاتِ الٰہی کے سبب سے انتہائی کمال تک پہنچ سکتا ہے۔ جادوگروں کا عمل اُن کے (ایمان کی پختگی) اور انتہائی باکمال ہونے کی دلیل ہے۔ (اسی وجہ سے وہ اپنی جان پر کھیل گئے) * (تھانوی)

★ اصل میں جادوگروں نے فرعون سے کہا تھا کہ ہمیں حضرت موسیٰ کو اُس وقت دکھادے جب وہ سوئے سوئے ہوں۔ جب اُنھوں نے حضرت موسیٰ کو سوتے ہوئے دیکھا تو اُن کا عصا اُس وقت بھی اُن کی حفاظت کررہا تھا۔ اس سے وہ سمجھ گئے کہ یہ جادوگر نہیں ہے۔ کیونکہ جادوگر کا جادو اُس کے سونے پر باطل ہوجاتا ہے مگر فرعون کسی طرح نہ مانا اور اُس نے جادوگروں کو مجبور کیا کہ وہ موسیٰ کا مقابلہ کریں۔

★ ..... (تفسیر صافی بحوالہ الجوامع)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۷۳﴾

(۷۳) حقیقتاً ہم نے تو اپنے پالنے والے مالک کو (دل سے) مان لیا ہے، تاکہ وہ ہمارے گناہوں اور خطاؤں کو، اور جادوگری کو، جس پر تو نے ہمیں مجبور کیا تھا، معاف کر دے، اور اللہ تو کہیں بہتر کہیں زیادہ باقی رہنے والا ہے۔

اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ۭ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰي ﴿۷۴﴾

(۷۴) حقیقت یہی ہے کہ جو اپنے پالنے والے مالک کے سامنے بحیثیت مجرم کے آئے گا، اُس کے لیے تو جہنّم (ہی جہنّم) ہے، جس میں نہ تو مرے ہی گا، اور نہ وہ زندہ رہیگا۔ [ل۱]

ل۱ یعنی: موت اور زندگی کے درمیان لٹکتا رہے گا۔ نہ موت آئے گی، کہ تکلیف ختم ہو جائے اور نہ زندگی کا لطف پا سکے گا۔ زندگی سے بیزار رہ کر موت بھی نصیب نہ ہوگی۔ یہ سب سے زیادہ خطرناک عذاب اور تکلیف کی صورت ہے۔ جس کے تصوّر ہی سے روح کانپ اُٹھتی ہے۔

(خدا ہم سب کو اس عذاب سے محفوظ رکھے) * ...... (تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ (۷۵)	اور جو اُس کی بارگاہ میں بحیثیت
عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ	مومن کے حاضر ہو، کہ اُس نے نیک اعمال بھی
لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿۷۵﴾	انجام دیے ہوں تو یہی وہ ہیں کہ جن کے لیے
	بلند درجے [ا] (جنت میں مہیا کیے گئے) ہیں۔
جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ (۷۶)	(یعنی) جاودانی زندگی والے سدابہار
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ	جنتوں کے گھنے اور سرسبز و شاداب باغات
فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا	ہیں، جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی،
مَنْ تَزَكّٰى ﴿۷۶﴾ ع ۳ ۲۲ ۱۲	اُن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ صلہ
	اور انعام ہے اُس کے لیے جو پاکباز رہا ہو۔

[ا] امام فخرالدین رازی نے نکتہ نکالا کہ: "درجاتِ عالیہ تو اُن کاملین کے لیے ہیں جو اعمالِ صالح میں راسخ ہیں۔ رہا صرف معافی اور نجات کا معاملہ، تو یہ مقام اُن کلمہ گویوں کا ہے جو ایمان و عمل کے اونچے درجات نہیں رکھتے ہوں گے۔" (تفسیر کبیر)

★ محققین نے نتیجہ نکالا کہ: "ماحول کی مجبوری کو اکثر بہلانے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ انسان فاعلِ مختار ہے، اگر چاہے تو جادوگروں کی طرح اپنے ماحول کے خلاف ایمان کے تقاضوں کو پورا کرسکتا ہے۔ ★۔۔۔ (تفسیر نمونہ)

★ کربلا میں حضرت حرؑ کا یہی کردار نظر آتا ہے۔ ؎ (حدیث بیخبراں ہے تو بزمانہ بسانز: گر زمانہ با تو نہ سازد، تو بزمانہ ستیز) ★۔۔۔ (مولف) ★۔۔۔ (اقبال)

www.drhasanrizvi.com

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰىٓ ۵ (۷۷) پھر ہم نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ اب تم

اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِىْ فَاضْرِبْ راتوں رات میرے بندوں کو لے کر روانہ

لَهُمْ طَرِيْقًا فِى الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ ہو جاؤ، اور اُن کے لیے سمندر کے اندر (اپنا

لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ۝ عصا مار کر) خشک راستہ بنا لو۔ نہ تو تم کو

پیچھا کر کے پکڑے جانے کا کوئی خوف ہونا چاہیئے اور نہ خطرہ۔

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ (۷۸) پس فرعون نے اپنی فوجوں کے ساتھ

فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا اُن کا پیچھا کیا، تو سمندر نے اُن کو ایسا

غَشِيَهُمْ ۝ ڈھانپ لیا جیسا کہ ڈھانپا جانا چاہیئے

تھا۔ (یعنی بہت ہی بُری طرح سے اُن کو ڈبو مارا۔)

لے اُس زمانہ میں نہر سویز موجود نہ تھی۔ بحرِ احمر سے بحرِ روم تک کا پورا علاقہ کھلا ہوا تھا۔ اسی لئے حضرت موسیٰؑ نے بحرِ احمر کی طرف جانے والا راستہ اختیار کیا۔ شاید اُن کا خیال تھا کہ سمندر کے کنارے کنارے چل کر جزیرہ نمائے سینا پہنچ جائیں گے۔ مگر اُدھر سے فرعون لشکرِ عظیم لیکر آپہنچا۔ اُس وقت خدا نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ سمندر پر عصا مارو۔ چنانچہ سمندر (عصا کے مارنے سے) پھٹ گیا، اور اُس کا ہر ٹکڑا ٹیلے کی طرح کھڑا ہو گیا۔ اُس کے درمیان حضرت موسیٰؑ کے قافلہ کے گذرنے کا راستہ نکل آیا۔ یہ صریحی معجزے کا بیان ہے۔ ہوائی طوفان یا جوار بھاٹے کی وجہ سے یہ صورت ہرگز نہیں ہو سکتی۔

☆ - - - - (تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

وَ اَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ (۷۹) غرض فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا،[1] اور

وَمَا هَدٰى ⃝ اُنھیں سیدھا راستہ نہ دکھایا۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ (۸۰) اے بنی اسرائیل! ہم نے تو تمھیں تمھارے

مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَ وٰعَدْنٰكُمْ دشمن سے نجات دی، اور (کوہ) "طور" کے دائیں

جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَ جانب تم سے (اپنی شریعت اور ہدایت عطا

نَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ⃝ کرنے کا) وعدہ کیا، اور تم پر "مَن و سلوٰی"[2]

(حلوہ اور بھنی ہوئی بٹیروں کا گوشت) اُتارا۔

---

[1] حضرت ابنِ عبّاسؓ سے روایت ہے، کہ جبرئیلؑ نے حضورِ اکرمؐ کو بتایا کہ "جب فرعون سمندر کے کنارے پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ اُس میں خشک راستے بنے ہوئے ہیں، تو اپنے لشکر سے کہا کہ سمندر میرے خوف سے خشک ہو گیا ہے، لہٰذا تم اِس میں داخل ہو جاؤ۔" اِسی لیے خدا نے فرمایا کہ: "فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا۔" (تفسیرِ صافی صفحہ ۱۲۳)

[2] "کتابِ خروج" میں "من و سلوٰی" کی تفصیل صرف یہ لکھی ہے کہ "سلوٰی" دھنیئے کے بیج کی طرح سفید اور اُس کا مزہ شہد کے بنے ہوئے پوڑے کی طرح تھا۔ لوگ اِدھر اُدھر جا کر اُسے جمع کرتے اور چکّی میں پیس کر ہانڈیوں میں اُبال کر روٹیاں بناتے۔ اُس کا مزہ تازہ تیل کا سا تھا، اور رات کو جب اوس پڑتی تو اُس کے ساتھ "مَن" بھی گرتا۔ (خروج باب ۱۱ آیات ۹-۸)

* ایک روایت میں ہے، کہ "مَن" حلوے کی طرح تھا جو رات کو اوس کی طرح نازل ہوتا جس کو وہ درختوں سے جمع کر لیتے۔ اور "سلوٰی" پرندوں کا بھنا ہوا گوشت تھا جو فراوانی سے اُن کو ملتا تھا۔

---- * (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

كُلُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ (۸۱) لو کھاؤ ہمارا دیا ہوا پاک و نفیس
وَلَا تَطۡغَوۡا فِيۡهِ فَيَحِلَّ رزق، اور اُسے کھا کر اُس کے بارے میں
عَلَيۡكُمۡ غَضَبِىۡ‌ۚ وَمَنۡ سرکشی اور زیادتی نہ کرنا، ورنہ تم پر
يَّحۡلِلۡ عَلَيۡهِ غَضَبِىۡ میرا غضب نازل ہوگا، اور جس پر
فَقَدۡ هَوٰى ۝۸۱ میرا غضب نازل ہوا تو وہ لازمی
طور پر گر کر ہی رہا (وہ برباد ہو کر رہا)۔

وَاِنِّىۡ لَغَفَّارٌ لِّمَنۡ تَابَ (۸۲) اور حقیقتاً میں تو بہت ہی معاف
وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا کرنے والا ہوں اُس کو جو توبہ کرلے
ثُمَّ اهۡتَدٰى ۝۸۲ ابدی حقیقتوں کو دل سے مان لے
اور نیک اعمال کرے، اور پھر سیدھے راستے پر قائم بھی رہے۔

گناہوں سے توبہ

گناہوں سے معافی کی چار شرطیں آیت میں بیان کی گئی ہیں۔ (۱) سرکشی، نافرمانی یا شرک و کفر سے باز آجانا۔ (۲) اللہ و رسولؐ، کتاب و آخرت کو دل سے مان لینا (۳) نیک اعمال بجالانا۔ (۴) غلط راستے پر پھر نہ جانا (یعنی سیدھے راستے پر جمے رہنا۔) * (تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

★ حضرتِ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "بخشش خداوندی کے چار دروازے ہیں: (۱) توبہ (۲) ایمان (۳) عملِ صالح (۴) ولائے آلِ محمدؐ، اور فرمایا: تینوں شرطیں کارآمد نہیں جب تک چوتھی شرط پوری نہ ہو۔"
★ ...... (تفسیرِ صافی بروایت کافی بحوالہ انوار النجف)

بخشش کی شرط ولائے آلِ محمدؐ

تفسیر مجمع البیان میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں "ثُمَّ اهۡتَدٰى" (ہدایت) سے مراد یہ ہے کہ "ہماری ولایت اپنے اندر رکھتا ہو"

اور آپؐ نے حلفیہ بیان فرمایا کہ "اگر کوئی بندہ پوری زندگی رُکن اور مقام کے درمیان عبادتِ پروردگار میں گذار کر مرے اور ہماری ولاء نہ رکھتا ہو تو خدا اُس کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے گا۔" (اس روایت کو اہلِ سنت کے عظیم محدث ابوالقاسم حسکانی نے نقل کیا ہے)
★ .... (بحوالہ تفسیر انوار النجف ۔ حاکم حسکانی) ★ ... (تفسیر نمونہ)

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ بھی روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "تم دیکھتے نہیں کہ خدا نے ہدایت کی کیسی شرط لگادی ۔ ایمان اور عملِ صالح بھی کچھ نفع نہ دے گا جب تک تم ہدایت یافتہ نہ ہوگے۔" راوی نے پوچھا: "کس طرح ہدایت یافتہ ہوسکتا ہے؟" فرمایا: "ہماری طرف ہدایت پایا ہوا ہوکر۔"
★ .... (تفسیرِ صافی ص ۳۲۱ بحوالہ تفسیر قمی)

★ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: "اے علیؑ! جو شخص تمہاری راہ سے بھٹک گیا، وہ یقیناً گمراہ ہوگیا۔ کیونکہ جس نے تم تک اور تمہاری ولایت تک راہ نہ پائی، وہ ہرگز ہرگز خدا تک نہیں پہنچ سکتا، اور یہ بات خدا کے اُس قول سے ثابت ہے۔ پھر حضورؐ نے یہی آیت پڑھی۔"
★ .... (المجالس)

www.drhasanrizvi.com

وَمَاۤ اَعۡجَلَكَ عَنۡ قَوۡمِكَ يٰمُوۡسٰى ﴿۸۳﴾
(۸۳) اے موسیٰ! آخر کس چیز کے سبب سے تم جلدبازی سے کام لیکر اپنی قوم کو چھوڑ آئے؟

قَالَ هُمۡ اُولَاۤءِ عَلٰۤى اَثَرِىۡ وَعَجِلۡتُ اِلَيۡكَ رَبِّ لِتَرۡضٰى ﴿۸۴﴾
(۸۴) موسیٰؑ نے عرض کی: "وہ لوگ تو میرے پیچھے پیچھے آہی رہے ہیں، اور میرے پالنے والے مالک! میں تو جلدی کر کے آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوگیا ہوں کہ آپ مجھ سے خوش ہوجائیں۔"

لہ اہلِ اشارات نے لکھا کہ اِس میں اشارہ ہے حضرت موسیٰؑ کے فورِ شوق اور اضطراب کی جانب۔ ★--- (ماجدی)

★ حضرت موسیٰؑ کو جب (کوہِ) طور پر بلایا گیا تھا تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ تم اپنی قوم کے ساتھ آنا مگر قوم نے تیاری میں بڑی دیر کردی۔ موسیٰؑ ملاقاتِ رب کے شوق میں یہ کہکر چلے گئے کہ میں جاتا ہوں تم میرے پیچھے آجانا۔ اِدھر قوم، موسیٰؑ کے جاتے ہی سامری کے جال میں پھنس گئی۔ ★.... (تفسیر مجمع البیان)

★ فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ "خدا کے حکم سے ذرا بھی ہٹنا، انتہائی نیک نیتی ہی سے کیوں نہ ہو، بُرے نتائج کا حامل ہوتا ہے۔" ★...... (ماجدی)

★ حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: "عاشقِ بیقرار کو نہ کھانے کا ہوش رہتا ہے، نہ ٹھنڈے خوشگوار پانی کا، نہ اُسے چین کی نیند آتی ہے اور نہ اُس کا کسی دوست سے جی لگتا ہے.... وہ تو رات دن خدا کو یاد کرتا ہے، اِس اُمید پر کہ وہ جلد اپنے محبوب (اللہ) تک پہنچ جائے...... جس طرح موسیٰؑ نے فرمایا: "اے اللہ! میں نے تیری طرف آنے میں جلدی اِس لیے کی، تاکہ تو مجھ سے خوش ہوجائے۔" ★.... (تفسیر از الثقلین جلد ۳ صفحہ ۳۸۸)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَ اَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿۸۵﴾

(۸۵) خدا نے فرمایا: "ہم نے تمھارے (آ جانے کے) بعد تمھاری قوم کا امتحان لیا اور سامری[1] نے انھیں گمراہ کر دیا۔"

فَرَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ﴿۸۶﴾

(۸۶) (غرض) موسیٰ سخت غصّہ میں افسوس کرتے ہوئے اپنی قوم کی طرف پلٹے اور کہا: "اے میری قوم کے لوگو! کیا تمھارے پالنے والے مالک نے تم سے اتنا اچھا[2] وعدہ نہیں کیا تھا؟ کیا اتنی سی مدّت تمھارے لیے بہت لمبی ہو گئی؟ یا ارادتاً تم نے یہی چاہا کہ تمھارے پالنے والے مالک کا غیظ و غضب تم پر اُترے؟ پس تم نے مجھ سے وعدہ خلافی کی۔"

سامری [1] سامری منافق تھا اور اسلام ظاہر کرتا تھا، اُس کی قوم گائے کی پجاری تھی۔ اُس کا نام موسیٰ بن ظفر تھا۔ "سامرہ" بنی اسرائیل کا ایک قبیلہ تھا جس کو سامری کہا جاتا تھا۔ (تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۲۹ طبع مصر)

www.drhasanrizvi.com

★ بائیبل کا بیان ہے کہ "دولتِ اسرائیل کے فرمانروا عمری نے ایک شخص "سمر" سے وہ پہاڑ خریدا تھا جس پر بعد میں اُس نے دار السلطنت تعمیر کیا۔ کیونکہ پہاڑ کے مالک کا نام "سمر" تھا، اس لیے اُس شہر کا نام سامریہ رکھا۔"

(سلاطین ۱ باب ۱۶ آیت ۲۴)

★ اس سے ثابت ہوا کہ سامریہ کے وجود میں آنے سے پہلے "سمر" نام کے لوگ پائے جاتے تھے۔ جن کی نسبت سے قبیلہ کا نام سامری بنا۔

(تفہیم)

اللہ کے اچھے وعدوں سے مراد

(۱) خدا کا بنی اسرائیل کو خیریت سے مصر سے نکالنا (۲) فرعون کو تہس نہس کرنا۔ (۳) صحرا میں سائے اور خوراک کا انتظام کرنا۔ (۴) شریعت اور ہدایت نامہ دینا۔ کیا خدا کے احسانات کو اتنی مدت ہوگئی ہے کہ تم انھیں بھول گئے ہو؟ کیا تمہاری مصیبت کا زمانہ گزرے صدیاں گذر گئی ہیں کہ تم بدمست ہوگئے ہو؟ ہدایت نامہ دینے کا جو ہم نے وعدہ کیا تھا اُس کے پورا ہونے میں اتنی تاخیر تو نہیں ہوئی ہے کہ تم بہانے بنا سکو۔

اور حضرت موسیٰؑ کا یہ کہنا "تم نے مجھ سے وعدہ خلافی کی" تو اس وعدے سے مراد ہر قوم کا وہ وعدہ ہے جو وہ نبی سے کرتی ہے۔ یعنی: (۱) نبی کی اطاعت اور اتباع کا وعدہ۔

(۲) نبی کی دی ہوئی ہدایت پر عمل کرنے کا ــــــ وعدہ۔

(۳) اور خدا کے سوا کسی اور کی بندگی نہ کرنے کا ــــــ وعدہ۔

(تفہیم)

★ بہرحال یہ بات طے ہے کہ کسی شخص کا یہ ارادہ کبھی نہیں ہوا کرتا کہ خدا کا غضب خریدے۔ اس لیے اس عبارت سے مراد یہ ہے کہ: اے قوم! تمھارا عمل اس قسم کا ہے کہ گویا تم نے یہ ارادہ کر رکھا ہے کہ خدا کا غضب خریدو۔

(تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ (۸۷) اُنھوں نے جواب دیا: ”ہم نے از خود
بِمَلْكِنَا وَ لٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اپنی طرف سے آپ سے کوئی وعدہ خلافی نہیں
اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ کی۔ البتہ ہوا یہ کہ ہمیں قوم والوں کے
فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى بہت سے زیور اکٹھا کر کے لانے پر آمادہ کیا گیا
السَّامِرِيُّ ۝ تھا۔ تو ہم نے ان کو (لا کر آگ میں) ڈال دیا۔
پھر سامری نے (اُس میں) کچھ ایسا ہی کام کر ڈالا۔“

فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا (۸۸) کہ وہ (بدبخت) اُن کے لیے ایک بچھڑے
جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا کا مجسّمہ بنا کر نکال لایا، جس سے بیل جیسی
هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۥ آواز نکلتی تھی۔ تو لوگ پکار اُٹھے کہ:
فَنَسِيَ ۝ ”یہی ہے تمہارا اور موسیٰؑ کا معبود جسے وہ (یہاں)
بھول گئے (ہیں)“

اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ (۸۹) کیا وہ (احمق) دیکھتے سمجھتے نہ تھے

www.drhasanrizvi.com

اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ (۸۹) کہ نہ تو وہ (بچھڑا) اُن کی کسی بات کا
لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۝ ... جواب ہی دیتا ہے، اور نہ اُن کے کسی بھی
نقصان یا نفع کا اختیار رکھتا ہے۔ ۸۹

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ (۹۰) حالانکہ ہارونؑ پہلے ہی اُن سے کہہ چکے تھے
مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ کہ اے قوم! تمہارا اس کے ذریعہ سے امتحان
بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ لیا گیا ہے، تمہارا پالنے والا مالک تو سب کو
فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ۝ فیض پہنچانے والا "رحمٰن" ہے۔ پس تم میری
پیروی کرو اور میری بات مانو۔"

سامری کا بچھڑا

مصر روانگی سے پہلے بنی اسرائیل نے قبطیوں سے اپنے زیورات عید کے موقعہ پر پہننے کے لیے طلب کیے۔ اِس کے فوراً بعد مصر چھوڑ دینے کا حکم ملا تو وہ زیورات واپس نہ کر سکے۔ سامری نے انہی زیورات کو آگ میں ڈلوا کر بچھڑا بنایا تھا۔ اُس کے قالب میں جبرئیلؑ کی گھوڑی کے پیر کی مٹی ڈالدی، جس سے وہ بچھڑا حرکت میں آگیا۔

* بہر صورت حضرت موسیٰؑ کے چلے جانے کے ۳۵ دن بعد سامری نے بنی اسرائیل کو اُس بچھڑے (گوسالہ) کی عبادت کی دعوت دی، جو عوام کالانعام نے قبول کرلی۔ حضرت ہارونؑ نے اتمامِ حجت کیا کہ اِس امتحان سے نکلو اور اس فتنہ سے بچو اور میری اطاعت کرو اور میری بات مان لو۔ لیکن وہ اُلٹا درپے ایذا ہو گئے، اور اُن کے قتل پر آمادہ ہو گئے اُن میں سے صرف ۱۰ ہزار آدمی حضرت ہارونؑ کے پیرو تھے۔ ... (ملخص از تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

قَالُوا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ (۹۱) انھوں نے کہا: "ہم تو اسی کو پوجتے رہیں گے

عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا جب تک کہ موسیٰؑ ہمارے پاس واپس

مُوْسٰى ﴿۹۱﴾ نہ آجائیں"۔

قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ (۹۲) موسیٰؑ ہارونؑ سے مخاطب ہو کر

اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿۹۲﴾ بولے: "اے ہارونؑ! تم نے جب یہ

دیکھ ہی لیا تھا کہ وہ گمراہ ہو رہے ہیں، تو پھر تم کو

کس چیز نے روکا،

اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۖ اَفَعَصَيْتَ (۹۳) کہ تم میرے[1] پیچھے پیچھے نہ چلے آئے؟

اَمْرِيْ ﴿۹۳﴾ تو کیا تم نے بھی میرے حکم کی مخالفت کی"؟

---

[1] حضرت موسیٰؑ کا مطلب یہ تھا کہ "اے ہارونؑ! تم ثابت قدم لوگوں کو، جو گوسالہ (بچھڑے) کی پرستش سے الگ رہے تھے، لے کر میرے پاس کیوں نہ آگئے؟" (تبیان)

★ ہارونؑ نے جواب دیا کہ: "مجھے یہ خوف ہوا کہ آپ یہ نہ کہیں کہ تم نے قوم میں انتشار و اختلاف پیدا کر دیا۔

★ یہی وجہ تھی کہ حضرت علیؑ نے آنحضرتؐ کے بعد خلافتِ ظاہری کے لیے تلوار نہ نکالی، کیونکہ حضورؐ نے قوم میں اختلاف اور انتشار پیدا کرنے سے منع فرمایا تھا، اور صبر کی تلقین فرمائی تھی۔ (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ (۹۴) ہارونؑ نے کہا: "اے میرے ماں جائے
بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي (بھائی)! میری داڑھی نہ پکڑیے، اور
اِنِّي خَشِيتُ اَنْ تَقُولَ نہ میرے سر کے بال کھینچیے، مجھے تو بس
فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَاءِيلَ اس بات کا ڈر تھا کہ آپؑ کہیں گے کہ
وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي ﴿۹۴﴾ تم نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی،

اور میری بات کا خیال تک نہ کیا۔

حضرت ہارونؑ کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ "میں نے لوگوں کو گمراہی سے روکنے کی بڑی ہی کوشش کی مگر انھوں نے آپ کے خلاف سخت فساد کھڑا کر دیا، اور مجھ کو مار ڈالنے پر تل گئے۔ مجھے خطرہ ہوا کہیں خانہ جنگی نہ ہو جائے۔ اور بعد میں آپؑ شکایت کریں کہ تم نے معاملات کو اس حد تک کیوں بگڑنے دیا، میرے آنے کا انتظار کیوں نہ کیا؟" کیونکہ سورۃ الاعراف میں حضرت ہارونؑ کا یہ جواب موجود ہے کہ: "میری ماں کے بیٹے! ان لوگوں نے مجھے دبا لیا اور قریب تھا کہ مجھے مار ڈالتے، پس دشمنوں کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دیں اور اس ظالم گروہ میں مجھے شمار نہ کریں۔" (سورۃ الاعراف آیت ۱۵۰) ×۔۔۔۔ (تفہیم)

حضرت موسٰیؑ کا غصہ آپؑ کا غصہ تمام تر غیرتِ دینی کے سبب سے تھا، اس لیے صرف جائز ہی نہ تھا، بلکہ عبادت تھا۔ اور حضرت ہارونؑ کا ماں جائے کہنا صلبِ محبت کے لیے تھا۔ نیز یہ کہ اسرائیلیوں کے نزدیک تخاطب کا یہی طریقہ عام تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ لوگوں میں تفرقہ ڈالنا بدترین گناہ ہے۔

★ آنحضرتؐ نے فرمایا: جبرئیلؑ نے مجھے خبر دی کہ شرک کے بعد سب سے زیادہ لڑنے جھگڑنے سے باز رہنا۔ (الحدیث)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ فَمَا خَطۡبُكَ يٰسَامِرِيُّ (۹۵) موسیٰؑ نے کہا: "اے سامری! تیرا کیا معاملہ ہے"؟

قَالَ بَصُرۡتُ بِمَا لَمۡ يَبۡصُرُوۡا بِهٖ فَقَبَضۡتُ قَبۡضَةً مِّنۡ اَثَرِ الرَّسُوۡلِ فَنَبَذۡتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتۡ لِيۡ نَفۡسِيۡ (۹۶) اُس نے جواب دیا: "میں نے ایسی چیز دیکھی تھی جو اُن لوگوں کو نہیں دکھائی دی، تو میں نے (خدا کے) بھیجے ہوئے (فرشتے) کے قدم کے نیچے سے ایک مٹھی مٹی لے لی، اور اُس کو (بچھڑے مجسّمے کے اندر) ڈال دیا، اور میرے نفس نے مجھے ایسا کرنے پر اُکسایا تھا۔

سامری کون تھا اور کیا تھا؟؟

★ سامری حضرت موسیٰؑ کی قوم سے تھا۔

★ اور سعید بن جبیر کا قول ہے کہ: "یہ شخص اہلِ کرمان سے تھا لیکن بنی اسرائیل میں بہت مقبول تھا۔

★ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ شخص دراصل ایسی جگہ کا رہنے والا تھا جہاں لوگ گوسالہ پرستی کرتے تھے۔ اور اِس کا اپنا دین بھی یہی تھا۔

★ حضرت موسیٰؑ کے لشکر میں یہ سب سے آگے تھا۔ اِس نے حضرت جبرئیلؑ کی سواری کے

www.drhasanrizvi.com

قدموں کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ جہاں اُس کا قدم پڑتا ہے اُس جگہ کی مٹی میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس اُس نے وہ مٹی اُٹھالی، اور اپنے پاس محفوظ کرلی۔ پس جب ابلیس بشکلِ انسانی بنی اسرائیل کو گمراہ کرنے کے لیے آیا تو بنی اسرائیل قبطیوں سے حاصل کردہ سونا لے کر آگ میں پگھلایا اور گوسالہ کی شکل میں اُس کو ڈھال دیا۔ پس سامری سے مٹی لے کر اُس کی ایک چٹکی اُس گوسالہ کے اندر ڈال دی، تو اُس میں حرکت بھی پیدا ہو گئی اور چمڑا اور بال بھی اُگ آئے۔ پس کہا گیا کہ تمہارا خدا یہ ہے۔ لہٰذا اِس کی پرستش کرو۔

چنانچہ بنی اسرائیل کی اکثریت اُس شیطانی جال میں پھنس گئی۔ جن کی تعداد چھ لاکھ تک مذکور ہے۔ اور حضرت ہارونؑ کی نصیحت پر عمل والے اور اپنے ایمان پر ثابت قدم رہنے والوں کی تعداد بارہ ہزار منقول ہے۔"

* ---- (تفسیر انوار النجف)

★ سامری کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ: "جبریلؑ کو میں نے گھوڑے پر سوار ہوتے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ جہاں اُن کے گھوڑے کا پیر پڑتا ہے وہاں کی گھاس تر و تازہ ہو جاتی ہے۔ اِس لیے میں سمجھ گیا کہ اِس مٹی میں زندگی پیدا کرنے کی تاثیر ہے۔"

* ---- (ماجدی)

صوفیاء نے نتائج نکالے

(۱) اِس آیت سے کشف و کرامات پر ناز کرنے کی ممانعت نکلتی ہے۔ (۲) کشف کی صلاحیت کافر و مشرک میں بھی ہو سکتی ہے۔ (۳) کشف کوئی معیارِ فضیلت نہیں۔

* ---- (تھانوی)

ــہ کل میکدے میں تھی جو کوئی بیخودی کی بات :: مسجد میں جا کے کشف و کرامات ہو گئی۔

www.drhasanrizvi.com

قَالَ فَاذۡهَبۡ فَاِنَّ لَكَ فِى	(۹۷) موسیٰؑ نے کہا: "چل دفع ہو۔ اب
الۡحَيٰوةِ اَنۡ تَقُوۡلَ لَا مِسَاسَ ۖ	تیرے لیے زندگی بھر یہی پکارتے رہنے
وَاِنَّ لَكَ مَوۡعِدًا لَّنۡ	(کی سزا) ہے کہ تو کہتا پھرے کہ "مجھے کوئی
تُخۡلَفَهٗ ۚ وَانۡظُرۡ اِلٰٓى اِلٰهِكَ	ہاتھ نہ لگائے"۔ اور تیرے لیے ایک (دائمی
الَّذِىۡ ظَلۡتَ عَلَيۡهِ عَاكِفًا ؕ	سزا کے) وعدے کا وقت مقرر ہے، جو تجھ
لَـنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنۡسِفَنَّهٗ	سے ہرگز نہ ٹل سکے گا۔ اور اب دیکھ اپنے
فِى الۡيَمِّ نَسۡفًا ۞	اُس معبود کا حشر، جس پر تو بُری طرح

ریجھا ہوا (فریفتہ) تھا، کہ اب ہم اُسے ضرور جلا ڈالیں گے، اور پھر ریزہ ریزہ کر کے اُس کی راکھ دریا میں بہا دیں گے۔

سامری اور اُس کے بچھڑے (گوسالہ) کا انجام

حضرت موسیٰؑ کا یہ فرمانا کہ:

"ہم اِس (گوسالہ) کو جلائیں گے اور دریا میں بہائیں گے"۔ یہ اِس لیے فرمایا "تاکہ دنیا سمجھ لے کہ جس بچھڑے (گوسالہ) کے مجسّمے کو وہ اپنا معبود سمجھ رہے ہیں، وہ کتنا مجبور اور بے بس ہے۔

.... (مجمع البیان)

★ محققین نے لکھا کہ: سامری کو دنیا میں بھی سزا ملی کہ اُسے اَچھوت قرار دے دیا گیا۔

ہندوستان (بھارت) میں آج بھی چھوت چھات کا دستور سامری کی سزا سے ماخوذ ہے۔

(ماجدی)

www.drhasanrizvi.com

فقہاء نے نتائج نکالے (۱) مشرک سے لاتعلقی جائز ہے۔

(۲) بڑے مجرموں سے ملنے جلنے سے روک دینا جائز ہے۔

اہلِ اشارات نے لکھا کہ اگر گناہ بغیر بغاوت کی نیت کے ہوں تو اکثر خدا کی طرف سے توفیقِ توبہ مل جایا کرتی ہے۔ جیسے اسرائیلیوں کو توبہ کی توفیق ملی۔ مگر سامری کو توبہ کی توفیق اِس لیے نہ ملی کہ اُس نے خبثِ باطن اور بغاوت کے ساتھ گناہ کیا، جبکہ اسرائیلیوں نے بغاوت کے ساتھ گناہ نہ کیا۔
*----- (ماجدی)

حضرت علی علیہ السلام کی دعاء

دُعائے میں آپ نے اِس طرح دعاء تعلیم فرمائی:

"خدایا! اگرچہ مجھ سے خطائیں ہوئی ہیں، مگر وہ تجھ سے بغاوت کی نیت سے نہ تھیں بلکہ شیطان نے میرے نفس کو گناہ پر اُبھارا اور اُس نے مجھے پھسلا دیا۔ اس لیے میری خطاؤں کو معاف فرما دے۔"
*----- (از مفاتیح الجنان)

★ آپؑ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: **اِس اُمّت کا سامری (حسن بصری) ہے**

"ہر قوم اور ہر گروہ میں کوئی نہ کوئی سامری ضرور ہوتا ہے۔ اور اِس اُمّت کا سامری یہ (حسن بصری) ہے۔ فرق یہ ہے کہ سامری کہتا تھا لَا مِسَاسَ (مجھے کوئی نہ چھوئے) اور یہ (حسن بصری) کہتا ہے "لَا قِتَالَ" یعنی: کسی سے جنگ نہیں کرنا چاہیے۔ حتّٰے کہ منحرفین اور مفسدین سے بھی"۔
*----- (نور الثقلین جلد ۳)

★ اللہ نے سامری کو دائمی عذاب میں مبتلاء کر دیا، جو بھی اُس کو ہاتھ لگاتا یا اُس کے بدن کو چھوتا تھا تو وہ فوراً بیمار پڑ جاتا تھا۔ پس لوگ اُس سے کنارہ کش ہو گئے اور وہ جنگلوں میں جانوروں کے ساتھ زندگی گذارنے پر مجبور ہو گیا۔ اُس کی اولاد جہاں کہیں آباد ہے وہ بھی اسی بلاء میں گرفتار ہے اور لاساسی کے لقب سے مشہور ہے۔
*----- (تفسیر قمی بحوالہ انوار النجف)

★ تفسیر برہان کی ایک روایت ہے کہ جن لوگوں نے گوسالہ کی عبادت کی تھی اُنہی کو بعد میں حائل کرنے کے لیے گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا گویا مقصد یہ تھا کہ اُن کے دلوں میں اس کے معبود ہونے کا تصور تک ختم ہو جائے۔
*----- (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ (۹۸) تم لوگوں کا اصل معبود تو بس اللہ[1]

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ ہے، جس کے سوا کوئی اور معبود ہے ہی

شَیْءٍ عِلْمًا ﴿۹۸﴾ نہیں، اور اُس کا علم ہر چیز پر حاوی ہے۔

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ (۹۹) اِس طرح ہم پچھلے[2] گذرے ہوئے

مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ حالات کی کچھ خبریں تمہارے سامنے

وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا بیان کرتے ہیں، اور ہم نے خاص اپنی

ذِكْرًا ﴿۹۹﴾ طرف سے ذکر یعنی درسِ نصیحت تمہیں عطا کیا ہے۔

ل مطلب یہ ہے کہ حقیقی خدا گھڑے ہوئے خداؤں جیسا نہیں ہے، کہ نہ کسی کی سن سکتے ہیں اور نہ کسی کا جواب دیتے ہیں، اور نہ کسی کی کوئی مشکل حل کر سکتے ہیں اور نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ (تفہیم)

ل **تاریخ کی اہمیت** اس آیت میں تاریخ کی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ تاریخ انسانوں کے ہزاروں سال کے تجربے کا نچوڑ ہوتا ہے، اور انسان کی زندگی کا حاصل تجربے کے سوا کچھ نہیں۔ اسی لیے

★ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: "اے بیٹا! یہ ٹھیک ہے کہ میں نے پچھلے لوگوں میں زندگی نہیں گذاری، لیکن میں نے اُن کے کردار کا مطالعہ کیا، یہاں تک کہ اب میں اُن ہی میں سے ایک ہو گیا ہوں۔ تاریخ کے مطالعے کی وجہ سے گویا میں اُن سب کے ساتھ اول دنیا سے آج تک رہا ہوں میں نے اُن لوگوں کی زندگی کے صاف شفاف حصے کو گدلے اور گندے حصے سے الگ کر کے پہچان لیا ہے۔" ..... (نہج البلاغہ)

www.drhasanrizvi.com

مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ (۱۰۰) اب جو کوئی بھی اِس سے منھ موڑے گا

يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۙ تو وہ قیامت کے دن ایک بھاری بوجھ اُٹھائیگا۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ؕ وَسَآءَ لَهُمْ (۱۰۱) جس کی سزا) میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۙ اور اُن کے لیے قیامت کے دن (اُس گناہ کا

بوجھ) سخت تکلیف دہ بوجھ ثابت ہوگا۔

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ (۱۰۲) اُس دن جب صُور پھونکا جائے گا

الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۚۖ اور ہم مجرموں کو اِس حال میں جمع کریں گے

کہ اُن کی آنکھیں سفیدی[۱] مائل نیلی ہو چکی ہونگی

يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ (۱۰۳) وہ آپس میں چپکے چپکے[۲] کہہ رہے ہوں گے

لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ۝ "تم دنیا میں بمشکل دس دن رہے ہو

---

۱ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ پیاس کی وجہ سے اُن کی آنکھیں بلّی کی آنکھوں کی طرح ہوں گی۔

۲ یعنی مجرم لوگ آپس میں سرگوشی کریں گے۔ جب صورِ اوّل میں سب مرجائیں گے اور چالیس سال کے بعد دوسرے صور سے سب زندہ ہو کر اُٹھ کھڑے ہوں گے، اور جب اپنے سامنے عذاب دیکھیں گے تو چالیس سال کا پُرسکون زمانہ اُن کو دس دن کے برابر محسوس ہوگا۔ بعضوں نے کہا کہ ہولِ محشر کی وجہ سے اُن کو گذشتہ مدّت بالکل قلیل معلوم ہوگی*

* (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ (۱۰۴) (جبکہ) ہمیں خوب معلوم ہے جو وہ

اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً کہہ رہے ہیں، حالانکہ اُن کا سب سے سمجھدار

اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ۞ آدمی تو یہ کہتا ہوگا کہ تم (دنیا میں) نہیں ع ۱۵

رہے ہو، مگر صرف ایک دن۔

وَ يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ (۱۰۵) وہ لوگ آپؐ سے پہاڑوں کے متعلق

فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۞ پوچھتے ہیں، تو آپؐ کہہ دیجئے کہ میرا پالنے

والا مالک (قیامت کے دن) اُن کو دُھول

یا سُرمہ بنا کر اُڑا دے گا۔

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۞ (۱۰۶) اور اُنھیں بالکل چٹیل میدان[1] بنا دے گا۔

لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَاۤ (۱۰۷) جس میں نہ پھر تمھیں کوئی ناہمواری

اَمْتًا ۞ (ڈیڑھا پن) نظر آئے گا، اور نہ کوئی بلندی۔

---

[1] اِس قسم کی دوسری آیات سے جو شکل ذہن میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ قیامت کے دن پورا کرۂ زمین چٹیل میدان کی طرح ہموار کر دیا جائیگا، نہ اِس میں پہاڑ ہوں گے، نہ سمندر،

* - - - (مولف)

www.drhasanrizvi.com

يَوۡمَئِذٍ يَّتَّبِعُوۡنَ الدَّاعِىَ (۱۰۸) اُس دن سب لوگ پکارنے والے
لَا عِوَجَ لَهٗ‌ ۚ وَخَشَعَتِ کی پکار پر سیدھے چلے آئیں گے اور ذرا سی بھی
الۡاَصۡوَاتُ لِلرَّحۡمٰنِ فَلَا کوئی اکڑ مکڑ نہ دکھا سکے گا، اور تمام آوازیں
تَسۡمَعُ اِلَّا هَمۡسًا ۝ خدائے رحمٰن کے سامنے دب کر رہ جائیں گی،
پھر تم سوا قدموں کی چاپ کے کچھ بھی نہ سنو گے۔

يَوۡمَئِذٍ لَّا تَنۡفَعُ الشَّفَاعَةُ (۱۰۹) اُس دن کوئی سفارش کام نہ آئیگی،
اِلَّا مَنۡ اَذِنَ لَهُ الرَّحۡمٰنُ سوا اُس کے کہ جسے خدائے رحمٰن نے سفارش
وَرَضِىَ لَهٗ قَوۡلًا ۝ کرنے کی اجازت دے دی ہو اور جس کی
بات سُننا وہ پسند فرمائے۔

ؔ۱ " ھَمس " کے معنی قدموں کی آہٹ یا چپکے چپکے بولنے کی آواز (یعنی کُھسر پُھسر کی آواز)۔ مراد یہ ہے کہ وہاں کوئی آواز نہیں سنی جائیگی سوائے آہٹ کے یا کُھسر پُھسر کے۔ وہاں ہیبت کا سماں ہوگا۔ (تفہیم)

ؔ۲ اِس آیت کے دو معنی ہیں (۱) یعنی کسی کی شفاعت کارگر نہ ہوگی، سوا اُس کے کہ جس کی بات خدا سُننا پسند کرے۔ (۲) یا یہ کہ کسی کے بارے میں شفاعت کارگر نہ ہوگی جب تک خدا اُس کے بارے میں شفاعت کی اجازت نہ دے۔

★ امام رازی نے کہا کہ بدکاروں کی شفاعت ممکن ہے، اِس لئے کہ فاسقوں کی توحید و رسالت و قیامت کی گواہی دینا بھی خدا کو پسند ہے۔ (تفسیر کبیر) ★ آنحضرتؐ نے فرمایا: " بغیر ولایتِ علیؑ کو ماننے کوئی چیز قبول نہ ہوگی۔" صفحہ ۲۵۸۸

www.drhasanrizvi.com

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ (۱۱۰) (کیونکہ) وہ، لوگوں کا اگلا پچھلا (دنیا
وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ اور آخرت کا) سب حال از خود جانتا ہے اور
بِهٖ عِلْمًا ۝۱۱۰ دوسروں کا علم (اُن کے تمام حالات پر) حاوی نہیں ہے
وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ (۱۱۱) (اُس دن) لوگوں کے سر اُس "حیّ وقیّوم"
وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ (یعنی ہمیشہ سے زندہ اور کائنات کو قائم رکھنے والے
ظُلْمًا ۝۱۱۱ خدا) کے سامنے جھک گئے ہوں گے۔ اور جس نے
کسی ظلم کا بوجھ اُٹھایا (ہوگا) وہ قطعی ناکام اور نامراد ہوا (ہوگا)۔

صرف خدائے واحد کا علم ہر شئے پر حاوی ہے

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "مخلوق از روئے علم خدا کا احاطہ نہیں کرسکتی، کیونکہ خدا نے اُن کی بصیرت پر ایک پردہ ڈال دیا ہے۔ اِس لیے کوئی فہم کسی کیفیت کے ذریعے خدا کو نہیں پاسکتا، اور نہ کوئی عقل کسی خاص تعریف کے ذریعے اُس کا احاطہ کرسکتی ہے۔ اِس لیے کوئی شخص خدا کا بیان اُس سے زیادہ نہیں کرسکتا کہ جتنا اُس نے اپنی ذات کی بابت خود بیان فرمایا ہے۔ غرض خدا سب سے زیادہ سُننے والا، سب سے زیادہ دیکھنے والا، سب پر غالب اور سب کے اندرونی حالات کا خوب جاننے والا، اور سب چیزوں کو صورت اور وجود عطا کرنے والا ہے۔ اُسی نے تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے، اِس لیے کوئی چیز اُس کی مانند ہو ہی نہیں سکتی۔" ٭.... (تفسیر صافی ص۳۲۳ بحوالہ التوحید)

www.drhasanrizvi.com

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ (۱۱۲) اور جو شخص[1] نیک عمل کرے اور ساتھ

الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ ساتھ وہ "مومن" (ابدی حقیقتوں کو ماننے والا)

فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾ بھی ہو، تو اُس کو نہ تو کسی ظلم یا زیادتی کا

کوئی خطرہ ہوگا، اور نہ اُس کے حق میں کوئی کمی ہوگی۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا (۱۱۳) اِس طرح ہم نے اِس قرآن کو نہایت

عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ فصیح و بلیغ پیرائے میں بالکل واضح بنا کر

مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ اُتارا ہے۔ نیز اِس میں طرح طرح سے خدائی

يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ عذاب کی خبریں سنائی ہیں، تاکہ شاید

ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾ یہ لوگ غلط کاموں سے بچیں اور اُن پر نصیحت کا

کچھ اثر پیدا ہو، (یا سمجھ بوجھ سے کام لیں)

---

[1] یعنی وہاں فیصلہ قابلیت (Merit) کی بنیاد پر ہوگا۔ جو لوگ ایمان کے ساتھ عملِ صالح لے کر آئیں گے اُنھیں وہاں کسی خوف کا سامنا کرنا نہ ہوگا، ہر ایک کو اُس کا جائز حق ملے گا۔ کسی کا کوئی حق نہ مارا جائے گا۔ ✶ (تفہیم)

ظلم و ہضم (زیادتی اور کمی) مومنین اُس دن نہ تو اِس بات سے ڈریں گے کہ اُن پر (زیادتی) ظلم ہوگا اور نہ ہضم (حق تلفی) سے ڈریں گے۔ یعنی اُن کو پورا یقین ہوگا کہ اُن کے اچھے اعمال کی اُنھیں پوری پوری جزا دی جائے گی۔

ملخص (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الۡمَلِكُ الۡحَقُّ‌ۚ (۱۱۴) غرض بلند و بالا، برتر و اعلیٰ ہے
وَلَا تَعۡجَلۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مِنۡ اللہ جو کائنات کا حقیقی بادشاہ
قَبۡلِ اَنۡ يُّقۡضٰٓى اِلَيۡكَ اور حقیقی مالک ہے۔ اور دیکھیئے! قرآن
وَحۡيُهٗ‌ وَقُلْ رَّبِّ زِدۡنِىۡ کے پڑھنے میں جلدی نہ کیا کیجیئے، جب تک کہ
عِلۡمًا ﴿۱۱۴﴾ اُس کی وحی آپؐ پر مکمل نہ ہوجائے،
اور دعاء کیا کیجیے کہ " اے میرے پالنے والے مالک! میرے علم میں اضافہ فرما۔

قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کیجیے: کا مطلب یعنی یاد کرنے کی جلدی میں اپنی زبان

کو بار بار حرکت نہ دیجیے (اے رسولؐ!) قرآن کو یاد کرا دینا پڑھوا دینا بھی ہمارے ذمّہ ہے۔ لہٰذا جب قرآن آپؐ کو سنایا جایا کرے تو غور سے سنتے رہیئے، پھر اس کا مطلب سمجھا دینا بھی ہمارے ہی ذمّہ ہے۔

پھر سورۃ اعلیٰ میں اطمینان دلایا گیا کہ "ہم اسے پڑھوا دیں گے اور آپؐ بھولیں گے نہیں۔

★ - - - - (تفہیم)

★ شاہ عبدالقادر صاحب نے لکھا: "جبرئیلؑ جب قرآن لاتے تو حضرتؐ اُن کے پڑھتے کے ساتھ ساتھ خود بھی پڑھتے لگتے، کہ کہیں بھول نہ جائیں۔ خدا نے تسلّی دی کہ قرآن کا یاد رکھوانا اور لوگوں تک اُس کا پہنچوانا ہمارے ذمّے ہے۔

★ . . . (موضح القرآن)

★ مگر اہلبیتؑ رسولؐ سے اس قسم کی کوئی روایت نہیں ہوئی۔ کیونکہ رسولؐ معصوم ہیں اس لیے

www.drhasanrizvi.com

اُن سے سہو و نسیان کا امکان نہیں۔
(فصل الخطاب) ......*

★ تفسیرِ اہلِ بیتؑ میں اِس کے دو معنی ہیں۔ (۱) یعنی: اے رسولؐ! اگر وحی کے اُترنے میں دیر ہو تو جلدی نہ فرمائیں۔ (۲) جب تک خدا کی طرف سے آیتوں کی مکمّل تشریح نہ آجائے اُس حصّے کو لوگوں کے سامنے نہ پڑھیں۔
(تفسیر تبیان) ....*

★ اہلِ اشارات نے نتیجہ نکالا کہ: "علم خدا کی اُن نعمتوں میں سے ہے جس کا حصول خدا کے فضل و کرم کے بغیر ممکن نہیں۔ کیونکہ قرآن کی دعائیں ایسے ہی اُمور سے متعلق ہوتی ہیں جو کسی کے اختیار میں نہ ہوں۔ جیسے ہدایت، مغفرت وغیرہ۔
(ماجدی) ....*

★ جلدی کرنے کا ایک مطلب یہ بھی لکھا گیا ہے کہ: "حضورِ اکرمؐ وحی کے نہ آنے پر بے چین ہو جایا کرتے تھے۔ اِس لیے بتایا گیا کہ بے چین نہ ہوں، جب محل و موقع ہو گا ہم وحی بھیجیں گے۔
بعض نے یہ لکھا کہ حضورِ اکرمؐ جبرئیلؑ کے پڑھنے سے پہلے ہی آیات پڑھنے لگتے تھے اِس لیے کہ پورا قرآن شبِ قدر میں آپؐ کے قلب پر نازل ہو چکا تھا۔
(تفسیر نمونہ) .....*

★ محققین نتیجہ نکالا کہ "علم کی کوئی حد نہیں۔ اسی لیے حضورِ اکرمؐ سے کہا گیا کہ "علم کی زیادتی کی دعا کرتے رہو۔" اِس لیے اسلامی علوم میں "فارغ التحصیل" ہونا بے معنی لفظ ہے۔"

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا: "جب شبِ جمعہ ہوتی ہے تو رسولِ اکرمؐ کی روحِ پاک اور ائمہؑ طاہرینؑ کی ارواح اور ہم، اُن کے ساتھ عرشِ خدا کے پاس جاتے ہیں پھر ہماری روحیں ہمارے بدنوں کی طرف نہیں لوٹتیں، مگر نئے علم کے ساتھ۔ اگر ایسا نہ ہو تو ہمارے علوم ختم ہو جائیں گے"
(نور الثقلین جلد ۳ ص ۳۹۵) .....*

★ آنحضرتؐ نے فرمایا: "سب سے بڑا عالم وہ ہے جو لوگوں کے علم کا اپنے علم میں اضافہ کرے گا اور سب سے قیمتی وہ ہے جس کا علم زیادہ ہو۔"
(سفینۃ البحار) .....*

www.drhasanrizvi.com

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ (۱۱۵) اور اس سے پہلے ہم نے آدمؑ
مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ سے بھی ایک عہد و پیمان لیا تھا مگر
نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۱۱۵ وہ بھول گئے، اور ہم نے ان میں ارادہ ع ۱۶ / ۱۵
کی مضبوطی (عزم بالجزم) کو نہ پایا۔

عہدِ آدم طاقِ نسیاں

انسان آج بھی خدا کے پڑھائے ہوئے سبق کو بار بار بھولتا ہے۔ اس لیے انسان اس بات کا محتاج ہے کہ بار بار اُسے یاد دہانی کرائی جائے۔ انسان کی یہ کمزوری کہ وہ بھول جاتا ہے اور ارادے کا کمزور ہے، اُس کی اصلاح یہ ہے کہ بار بار یاد رکھے، اور غلطی ہو جائے تو فوراً توبہ کر کے اپنی اصلاح کرے۔
* ..... (تفہیم)

سوال

حضرت آدمؑ سے خدا نے کونسا عہد لیا تھا جسے وہ بھول گئے؟

- ★ بعض نے لکھا کہ: خدا نے اُن سے ممنوعہ درخت کے قریب نہ جانے کا وعدہ لیا تھا۔
- ★ بعض نے لکھا کہ: اس سے مراد یہ ہے "کہ خدا نے آدمؑ کو بتا دیا تھا کہ شیطان تمہارا سخت دشمن ہے، تم اُس کی پیروی نہ کرنا۔
- ★ (نسیان) یعنی: صرف بھولنا مراد نہیں ہے، کیونکہ بھولنا جرم نہیں ہیں۔ یہاں نسیان سے مراد "ترک" ہے۔ اور "عزم" سے مراد مصمم اور محکم ارادہ ہے۔ یہی چیز انسان کو شیطان سے بچا سکتی ہے۔
- ★ مگر یہ طے ہے کہ حضرت آدمؑ کا گناہ "ترکِ اولیٰ" تھا۔ کیونکہ اس جنت کی زندگی کوئی مسؤلیت یا ذمہ داری کی زندگی نہ تھی۔ صرف دنیا کی زندگی کی تیاری تھی، وہ ممانعت صرف اخلاقی تھی۔ اسی لئے کہا گیا تھا کہ "اگر درخت سے پھل کھاؤ گے تو مصیبتوں میں پڑ جاؤ گے۔" * ..... (تفسیر نمونہ)

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ (۱۱۶) اور یاد کرو وہ وقت، جب ہم نے
اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا فرشتوں سے کہا تھا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو۔ تو اُن
إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ ﴿۱۱۶﴾ سب کے سب نے سجدہ کرلیا، سوا ابلیس کے
کہ اُس نے (سجدہ کرنے سے) انکار کر دیا۔

فَقُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّ هَٰذَا (۱۱۷) اس پر ہم نے آدمؑ کو بتا دیا کہ "اے
عَدُوٌّ لَكَ وَلِزَوْجِكَ آدمؑ! یہ تمہارا اور تمہاری زوجہ کا حقیقی دشمن ہے۔
فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ تو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ تم دونوں کو جنت سے
فَتَشْقَىٰ ﴿۱۱۷﴾ نکلوا دے اور تم مشقتؔ کی مصیبت میں پڑ جاؤ۔"

لہ یعنی دنیا میں اپنی بنیادی ضرورتیں بھی خود ہی پوری کرنی ہوں گی۔ چوٹی سے ایڑی تک پسینہ بہائے بغیر روٹی (کپڑا وغیرہ) کچھ نہ ملے گا۔ یہی وہ مشقت ہے جو انسان کو دنیا میں اُٹھانی پڑتی ہے (تفہیم)

★ یعنی دنیا میں جاکر محنت مشقت کرنی پڑے گی، جبکہ یہاں خدا کی عطاؤں سے ہر نعمت مفت مل رہی ہے ...... (ماجدی)

نتیجہ فقہاء اور محققین نے نتیجہ نکالا کہ: "خدا نے حضرت آدمؑ سے تو کہا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ گے مگر حضرت حواؑ سے یہ نہ فرمایا، جبکہ کھانے میں پہل حضرت حواؑ نے کی تھی۔؟" اس سے ثابت ہوا کہ تحصیل معاش کی مشقت مردوں کو اٹھانی پڑے گی۔ اسی لیے فقہِ اسلامی میں زوجہ کی کفالت مرد کے ذمہ ہوتی ہے۔

★ ...... (تفسیر تبیان)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَ (۱۱۸) بیشک یہاں تو تمھیں آرام ہی آرام
لَا تَعْرٰى ۝ ہے اور نہ یہاں تم بھوکے ہو اور نہ ننگے
رہتے ہو۔

وَ اَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَ (۱۱۹) اور یقیناً نہ یہاں تمھیں پیاس ہی
لَا تَضْحٰى ۝ ستاتی ہے اور دھوپ کی پریشانی،

فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ (۱۲۰) لیکن شیطان نے آدمؑ کو بہکا ہی
قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ دیا (یا دل میں وسوسے ڈالے) اور کہا:
عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَ "اے آدمؑ! کیا میں تمھیں ہمیشہ کی زندگی
مُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ۝ حاصل ہونے والا درخت بتا دوں؟ جس سے
ایسی لازوال سلطنت حاصل ہوتی ہے جو کبھی کمزور یا پرانی نہیں ہو سکتی"۔

"وسوسہ": "آہستہ آہستہ بولنے کو وسوسہ کہتے ہیں، پھر اس کے معنی غلط خیالات پیدا کرنے کے ہو گئے۔" (راغب)

★ اصل میں شیطان نے حضرت آدمؑ کے میلان کو سمجھ لیا کہ آدمؑ یہ چاہتے ہیں کہ ہمیشہ زندہ رہیں، اور بے زوال قدرت، حکومت اور اختیار مل جائے، اس لئے اس نے اُن کے دل میں یہی خیال ڈالا، جس طرح خدا نے حضرت آدمؑ سے کہا تھا کہ: "اگر تم شیطان کو اپنے سے دور رکھو گے تو ہمیشہ ہمیشہ اپنے رب کی نعمتوں سے لطف اٹھاتے رہو گے"۔
ملخص (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا (۱۲۱) پس اُن دونوں نے اُس درخت کا پھل
سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ کھالیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کے چھپانے
عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؗ کے اعضاء اُن پر ظاہر ہوگئے (جنّت کا
وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝۱۲۱ ۖ لباس اُتر گیا) تو وہ دونوں اپنے آپ کو
جنّت کے پتّوں سے ڈھانکنے لگے۔ غرض آدمؑ نے اپنے پالنے والے مالک کا کہنا نہ مانا
اور (صحیح طریقۂ عمل سے) بھٹک گئے

غَوٰى : یعنی "بھٹک جانا"۔ اِس لفظ سے معلوم ہوا کہ بس ایک فوری جذبے نے جو شیطان کے حرص دلانے پر اُبھرا، وہ اطاعت کے مقام سے ہٹ گئے۔ یہی وہ بھول اور عزم کی کمی ہے جس کا پہلے ذکر کیا جاچکا ہے۔ اسی بھول اور فوری جذبے کی وجہ سے ضبطِ نفس کی گرفت ڈھیلی ہوجاتی ہے۔
(تفہیم) ---- *

★ ماہرینِ اخلاق اور فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ لباس سے جسم کو چھپانا طبعی اور فطری چیز ہے۔ جو قومیں برہنہ یا نیم برہنہ رہتی ہیں، اُن کی فطرت (اُن کی بے حسی کی وجہ سے) مسخ ہوچکی ہوتی ہے۔ * (ماجدی)

★ عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ غیر مقصود چیزوں کی طلب سالک کے لیے مضر ہوتی ہے۔ * (تھانوی)

★ یہاں غوٰی (غی) کا لفظ "رُشد" کے مقابلہ میں استعمال ہوا ہے۔ "رُشد" کے معنی ہیں ایسے راستے پر چلنا جو مقصدِ اصلی تک پہنچا دے۔ اور "غی" یا "غوٰی" بمعنی مقصد سے محروم رہ جانا۔
(امام راغب) ---*

★ غوٰی، جو "غی" سے نکلا ہے۔ اِس کے دوسرے معنی جاہلانہ کام، جہل و نادانی۔ غفلت اور محرومی بھی ہیں۔ زندگی میں فساد پیدا ہونے کے معنی بھی لکھے گئے ہیں۔ * ... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿١٢٢﴾ پھر اُن کے پالنے والے مالک نے انھیں عزّت دے کر مقبول بنالیا، اور اُن کی توبہ قبول کرلی، اور اُن کو سیدھا صحیح راستہ دکھا دیا۔

خدا نے حضرت آدمؑ کو چُن لیا

یعنی خدا نے حضرت آدمؑ کو گرنے کے بعد وہیں نہ چھوڑا، بلکہ اُٹھا کر اپنی خدمت کے لیے چن لیا۔ وہ سلوک آدمؑ کے ساتھ نہ فرمایا جو ہیکڑی دکھانے والے نوکر کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ کیونکہ آدمؑ نے توبہ کی، شیطان خدا کے سامنے اکڑ کر کھڑا ہوگیا۔ اِس لیے اُس کے ساتھ دوسرا سلوک ہوا۔ آدمؑ نے بھول اور عزم کی کمی کی وجہ سے غلطی کی تھی، بغاوت کی وجہ سے نہیں کی تھی۔ اِسی لیے ہوش میں آتے ہی شرمندہ ہوئے۔ اور اپنی غلطی کا احساس کرتے ہی عرض کی: "مالک! ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا، اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا، اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم ضرور برباد (گھاٹے ہی گھاٹے میں) ہو جائیں گے۔" (سورۃ الاعراف آیت ٢٣) ..... *

پھر یہ نہیں کہ خدا نے آدمؑ کو صرف معاف کیا، بلکہ ہدایت بھی فرمائی۔ ..... * ..... (تفہیم)

★ کیونکہ حضرت آدم علیہ السّلام سے یہ غلطی شیطان کے وسوسے کی وجہ سے ہوئی تھی، اِس لیے خدا نے آدمؑ کو ہمیشہ کے لیے اپنی رحمت سے دور نہ کیا، توبہ کی توفیق دی اور توبہ قبول فرمائی، اور (درجۂ عصمت پر فائز کیا، اور پھر) اپنی خلافت کا عہدہ بھی عطا فرمایا۔ * ... (تفسیر نمونہ)

توبہ کی اہمیت

(جو شخص اپنے گناہوں سے صدقِ دل سے توبہ کرلے تو ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اُس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔) ..... * (الحدیث) حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا: "مجھے تعجب ہے اُس سے جو خدا کی رحمت سے ناامید ہے۔ حالانکہ گناہوں کو مٹانے والی شے اُس کے پاس ہی ہے۔" پوچھا گیا: "وہ کیا شے ہے؟" آپؑ نے فرمایا: "استغفار۔" خود کو توبہ و استغفار سے معطر کرو تاکہ گناہوں کی بدبو تمھیں شرمندہ نہ کرے۔"

* .... (روح الحیٰوۃ صـ ٢٦٧)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا (۱۲۳) اور فرمایا: "تم دونوں یہاں سے
بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ ایک ساتھ اُترو۔ تم سب ایک دوسرے
فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى کے دشمن رہوگے۔ اب اگر میرے پاس سے
فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا تمھیں کوئی ہدایت پہنچے، تو جو کوئی
يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ (۱۲۳) میری ہدایت کی پیروی کرے گا، تو وہ
نہ تو گمراہ ہوگا، نہ کوئی تکلیف اُٹھائے گا اور نہ محروم رہے گا۔

تخلیقِ حضرت آدمؑ کا مقصد خلافتِ خدا تھا

اگرچہ حضرت آدمؑ کا ترکِ اولیٰ یا خطا معاف ہو چکی تھی، مگر طبعی اثرات اُس ممنوعہ غذا کے مرتب ہونا ضروری تھے اور وہ اثرات جنت جیسے ماحول کے بالکل منافی تھے۔ اِس لیے آدمؑ کو زمین پر بھیجا گیا۔

دوسری وجہ زمین پر بھیجنے کی یہ تھی کہ حضرت آدمؑ کو خدا نے اپنا خلیفہ بنا کر زمین پر بھیجنے ہی کے لیے پیدا فرمایا تھا، کیونکہ خدا نے حضرت آدمؑ کی تخلیق سے پہلے ہی یہ اعلان کر دیا تھا کہ "میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں"۔ اِس سے معلوم ہوا کہ حضرت آدمؑ سزا کے طور پر زمین پر نہیں بھیجے گئے، بلکہ امتحان کے لیے بھیجے گئے، تاکہ اپنی کوششوں سے عظیم مراتب حاصل کریں۔ آیت کے الفاظ اسی کی نشاندہی کر رہے ہے۔ (مؤلف)

★ بہرحال حضرت آدمؑ نے ایسا کام کر دیا تھا کہ توبہ قبول ہونے کے بعد بھی پہلی جیسی حالت پر لوٹنا ممکن نہ رہا تھا۔ اِس لیے خدا نے جنت سے زمین پر اُتار کر کہا: اب تم اور شیطان ایک دوسرے کے دشمن رہوگے، مگر راہِ نجات و سعادت تمھارے سامنے کھلی رہے گی، اگر تم میری ہدایتوں پر عمل کروگے تو گمراہ نہ ہوگے۔ ★ ۔۔ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ (۱۲۴) اور جو میری یاد اور نصیحت سے
فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا منھ کو موڑے گا، تو اُس کے لیے تنگ،
وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور بے اطمینان زندگی ہوگی، اور قیامت
اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ کے دن تو ہم اُسے اندھا اُٹھائیں گے۔

قیامت کے دن کون اندھا محشور ہوگا ؟

اب دنیا میں انسان کا امتحان یہ ہوگا کہ اختیار رکھنے کے باوجود خدا کی اطاعت کرتا ہے یا نہیں ؟ اگر بھول جاتا ہے تو یاد دہانی کا اثر قبول کرتا ہے یا نہیں ؟ انسان کا آخری فیصلہ کیا ہوتا ہے ؟ خدا کی اطاعت کا 'یا' نافرمانی کا ؟!

اب جو لوگ اپنی اطاعت ثابت کر دیں گے، انھیں پھر مستقل، دائمی اور لازوال سلطنت عطا کی جائے گی۔ اُن کے لیے جو بھول لاحق ہونے کے بعد بالآخر اطاعت کی طرف پلٹ آئے، جنّت میں پھر مسلسل ترقی ہوگی، اگرچہ ہم وہاں کی ترقیوں کو سمجھ نہیں سکتے۔ ★..... (تفہیم)

★ خدا کی یاد سے مراد خدا کے احکامات کو یاد رکھنا ہے اور اُن احکامات میں ولایت حضرت علیؑ بھی شامل ہے ★.... (تفسیر صافی ص۳۲۲ بحوالہ کافی)

★ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: "جو مالدار حج نہ کرے تو وہ اُنہی لوگوں میں سے ہوگا جن کے متعلق خدا فرماتا ہے کہ ہم اُن کو روزِ قیامت اندھا محشور کریں گے۔ الخبر (بروایت معاویہ بن عمار۔ از مجمع البیان) (بحوالہ تفسیر انوار النجف)

تنگ زندگی سے مراد :

★ دنیا میں تنگ زندگی کا مطلب فقر و فاقہ کی زندگی نہیں، بلکہ مال دار، اور کروڑ پتی ہونے کے باوجود اُسے مال کمانے، جمع کرنے اور اُس میں مزید اضافہ کرنے کی حرص و ہوس کے باعث سکون میسّر نہ ہوگا، ماحول اور خود اُس کا ضمیر تنگ اُس کی بوٹیاں نوچتا رہے گا۔ دل کے عذاب میں مبتلا رہے گا ★... (تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْٓ (۱۲۵) وہ کہے گا: "اے میرے پالنے والے مالک!
اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾ تُو نے مجھے محشر میں کیوں اندھا اُٹھایا؟
حالانکہ (دنیا میں تو) میں آنکھوں والا تھا۔"

قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا (۱۲۶) ارشاد ہوگا: "ہاں! جس طرح تُو نے
فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ ہماری باتوں، دلیلوں اور نشانیوں کو، جو
تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾ تیرے پاس آئی تھیں، بُھلا دیا تھا، اُسی
طرح آج تُو بھی بُھلایا جا رہا ہے۔"

وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ (۱۲۷) اور اس طرح ہم ہر حد سے گذرنے والے
اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ اور اپنے پالنے والے مالک کی باتوں،
بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ دلیلوں کو نہ ماننے والوں کو سزا دیں گے، اور
الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾ یقیناً آخرت کی سزا بڑی ہی سخت اور پائیدار ہے۔

★ اسراف (اور فضول خرچی) سے مراد خدا کی دی ہوئی نعمتوں، مثلاً آنکھ، کان،
دل، دماغ وغیرہ کو غلط راستوں پر ڈال دینا۔ "فضول خرچی" کے معنی: نعمتوں کو غلط طریقے سے برباد کرنا ہوتا ہے۔

www.drhasanrizvi.com

اِس سے معلوم ہوا کہ گناہگار دو قسم کے ہوتے ہیں ۔

(۱) ایک وہ جن کے دل میں خدا کا خوف بھی ہوتا ہے اور وہ عبادتوں کے ذریعہ خدا سے اپنا تعلق برقرار بھی رکھتے ہیں، گناہ کرکے خود کو قصوروار بھی مانتے ہیں، وہ بیحساب گناہ نہیں کرتے بار بار خدا کی طرف پلٹتے ہیں اور توبہ کرتے رہتے ہیں ۔

(۲) دوسرے قسم کے لوگ وہ ہیں جو بیحساب گناہ پر گناہ کیے چلے جاتے ہیں، بلکہ گناہ پر فخر بھی کرتے ہیں، گناہ کو معمولی کام سمجھتے ہیں۔ نہ توبہ کرتے ہیں، نہ گناہ کی تلافی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو گناہ کرنے میں اسراف کرتے ہیں۔ یہی لوگ اِس آیت سے مراد ہیں، یہی لوگ بجائے توبہ کے گناہ پر فخر کرتے ہیں ۔ (تفسیر نمونہ) ---- *

★ مطلب یہ ہے کہ حد سے گذرنے والوں اور اپنے رب کی دلیلوں اور نشانیوں کو نہ ماننے والوں کو ہم دنیا میں سزا دیں گے جو بے اطمینانی اور بے سکون زندگی کی شکل میں ہوگی، اور آخرت کا عذاب تو اس سے کہیں زیادہ سخت ہوگا۔ ★.... (ماجدی)

نتائج خدا سے یا اُس کے احکامات سے غافل ہونے سے انسان کی دُنیوی زندگی بھی تنگ ہو جاتی ہے۔ "ضَنۡکَ" سخت تنگی کو کہتے ہیں۔ یہ معیشت کی تنگی کبھی تو فقر و فاقہ کی شکل میں ہوتی ہے اور کبھی مال و دولت ہونے کے باوجود بخل، اور لالچ اُس کی زندگی کو تنگ کر دیتے ہیں یعنی سکون غارت ہو جاتا ہے۔ بخیل آدمی کے لیے امیر المومنین حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "وہ اپنی زندگی فقیروں کی طرح بسر کرتا ہے جبکہ اُس سے حساب سرمایہ داروں جیسا لیا جائے گا۔"

موت کے بعد پہلا مرحلہ عالمِ برزخ ہے

امیر المومنین حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السلام نے مصر کے گورنر جناب محمدؐ ابنِ ابی بکر کو جو ہدایت نامہ تحریر فرمایا تھا کہ اے محمدؐ! اہلِ مصر

www.drhasanrizvi.com

ہدایت نامہ امیر المومنین علیہ السلام

کو یہ ہدایت نامہ پڑھ کر سناؤ:

اے اللہ کے بندو! جس کی مغفرت نہ ہو اس کے لیے موت کے بعد کا معاملہ موت سے بھی سخت تر ہے قبر کی تنگی و درشتی، تاریکی و تنہائی سے ڈرو۔

اِنَّ الْقَبْرَ يَقُوْلُ كُلَّ يَوْمٍ اَنَا بَيْتُ الْغُرْبَةِ اَنَا بَيْتُ التُّرَابِ اَنَا بَيْتُ الْوَحْشَةِ اَنَا بَيْتُ الدُّوْدِ الْهَوَامِ - وَالْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ - اِذَا دُفِنَ قَالَتْ لَهُ الْاَرْضُ مَرْحَبًا وَّ اَهْلًا قَدْ كُنْتَ مِمَّنْ اُحِبُّ اَنْ تَمْشِيَ عَلٰى ظَهْرِيْ فَاِذَا وَلِّيْتُكَ فَسَتَعْلَمُ كَيْفَ صُنْعِيْ بِكَ فَيَتَّسِعُ لَهُ مَدَّ الْبَصَرِ اِنَّ الْكَافِرَ اِذَا دُفِنَ قَالَتْ لَهُ الْاَرْضُ لَا مَرْحَبًا وَّلَا اَهْلًا لَقَدْ كُنْتَ مِنْ اَبْغَضِ مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى ظَهْرِيْ فَاِذَا وَلِّيْتُكَ فَسَتَعْلَمُ كَيْفَ صُنْعِيْ بِكَ نَتَضَمَّهُ حَتّٰى تَلْتَقِيَ اَضْلَاعُهُ *

*..... (تفسیر برہان بروایت امالی شیخ ابو اسحاق ہمدانی، بحوالہ تفسیر انوار النجف)

یعنی: "قبر ہر روز ندا دیتی ہے کہ میں تنہائی کا گھر ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں اور میں کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہوں۔ اور قبر تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوگا، اور یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوگا تحقیق مومن جب دفن ہوتا ہے تو زمین اُسے خوش آمدید اور مرحبا کہتی ہے اور یہ کہ تو میری پشت پر چلتا تھا تو مجھے پیارا لگتا تھا، اب جب تو میری گود میں آپہنچا تو تجھے پتہ چلے گا کہ میں تیرے ساتھ کونسا سلوک کرتی ہوں (پس حدِ نگاہ تک کشادہ ہو جائیگی) اور تحقیق جب کافر دفن ہوتا ہے تو اس سے کہے گی: تیرے لیے نہ مرحبا اور نہ خوش آمدید کیونکہ جب تو میری پشت پر چلتا تھا تو مجھے بدترین معلوم ہوتا تھا۔ اب تو میرے قبضے میں آپہنچا ہے میں تجھے دکھاتی ہوں کہ کیا کروں گی پس اُس کو اس طرح دبائے گی کہ پسلیاں چور چور ہو کر اکٹھی ہو جائیں گی"۔ اور فرمایا: قرآن مجید میں

www.drhasanrizvi.com

مَعِیْشَۃً ضَنْکًا مذکور ہے وہ عذابِ قبر کے متعلق ہے کہ: قبر میں ـــــ کافر ـــــ پر ۹۹ سانپ مسلّط کیے جائیں گے جو اُس کا گوشت نوچیں گے اور ہڈیاں توڑ کھائیں گے ـــــ اور قیامت تک وہ اسی عذاب میں مبتلا رہے گا، ـــــ اور وہ سانپ اس قدر زہریلے ہوں گے کہ اگر اُن میں سے ایک سانپ زمین کی طرف اپنی سانس نکالے (یعنی پھنکار مارے) تو عمر بھر اُس سے کوئی انگوری پیدا نہ ہو سکے گی۔

اے اللہ کے بندو! تمھارے کمزور نفسوں اور نرم و نازک جسموں کے لیے جن کو معمولی گذران کافی ہے، یہ (سخت ترین اور غیر معمولی) عذاب ناقابلِ برداشت ہے۔

پس اگر اپنے جسموں اور جانوں کو اس ناقابلِ برداشت اور غیر معمولی عذاب سے بچانا چاہتے ہو تو وہ عمل کرو جو اللہ کو پسند ہو، اور ایسے عمل سے بچو جو اللہ کو ناپسند ہو۔" ـــــ اور "مَنْ اَسْرَفَ" یہ لفظ بے راہ روی اور حد سے تجاوز کرنے پر بولا جاتا ہے۔

(تفسیر انوار النجف) ٭ - - - - -

★ نیز یہ کہ خدا کو یاد کرنا قلب و روح کو آرام و سکون، عطا کرتا ہے، اس لیے خدا کو بھلا دینا اضطراب، خوف اور پریشانی کو جنم دیتا ہے۔ پھر یہ کہ جب انسان خدا کو بھلا دیتا ہے تو اپنی ذمّہ داریوں کو بھی بھلا دیتا ہے، پھر وہ حرص، تکبّر اور (تکاثر یا مال کے ہیر پھیر اور) ظلم میں غرق ہو جاتا ہے۔

قناعت سے محروم ہو کر روح کی تسکین کو ہی کھو بیٹھتا ہے، اچھے اخلاق سے محروم ہو کر ہر قسم کا ظلم اور حق تلفیاں کرتا ہے جس کا خیال بعد میں اُس کی بوٹیاں نوچتا رہتا ہے، اُس کی روح استغنا سے محروم ہو جاتی ہے۔ ★ امریکہ کے سابق صدر نکسن نے اپنی پہلی تقریر میں کہا تھا کہ: "ہم اپنے گرد ایسی زندگیاں دیکھ رہے ہیں جو اندر سے بالکل خالی ہیں۔ ہم خود کو خوش رکھنے کی آرزو تو رکھتے ہیں لیکن ہم ہرگز خوش نہیں ہیں۔"

★ ایک امریکن مفکّر نے لکھا: "میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ انسانیت ایک اندھیری گلی کی طرف دوڑ رہی ہے جس کے آخر میں سوا مطلق پریشانی اور بے اطمینانی کے کچھ نہیں۔" ٭ - - - - - (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

اَفَلَمۡ يَهۡدِ لَهُمۡ كَمۡ (١٢٨) کیا اُن کو اِس واضح سبق سے

اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنَ الۡقُرُوۡنِ بھی کوئی ہدایت یا رہنمائی نہ

يَمۡشُوۡنَ فِىۡ مَسٰكِنِهِمۡ‌ؕ اِنَّ ملی، کہ اُن سے پہلے کتنی ہی قوموں

فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى اور نسلوں کو ہم ہلاک اور برباد

النُّهٰى ﴿١٢٨﴾ کر چکے ہیں، جن کے رہنے کے گھروں ع ١٣ / ١٦

میں یہ چلتے پھرتے ہیں ؟ حقیقت تو یہ ہے کہ اِس میں بہت سی دلیلیں

اور نشانیاں ہیں، اُن لوگوں کے لیے جو عقلِ سلیم رکھتے ہیں۔

گذشتہ لوگوں کے انجام پر نظر ڈالو اور سبق حاصل کرو

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "لوگوں میں سب سے زیادہ غافل انسان وہ ہے جو دنیا کی ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلنے سے بھی نصیحت حاصل نہیں کرتا، اور رات دن کے حالات کے بدلنے پر بھی غور نہیں کرتا۔" ★ (سفینۃ البحار مادہ عبر جلد ٢)

★ جنابِ امیرالمومنینؑ نے اپنے ایک خطبے میں ارشاد فرمایا: "..... کہاں ہیں ہدایت کے چراغوں سے روشن ہونے والی عقلیں، اور کہاں ہیں تقویٰ کے روشن مینار کی طرف دیکھنے والی آنکھیں کہاں ہیں اللہ کے ہو جانے والے قلوب، اور اُس کی اطاعت پر جم جانے والے دل؟ وہ تو مالِ دنیا پر ٹوٹ پڑے ہیں اور (مالِ) حرام پر جھگڑ رہے ہیں، اُن کے سامنے جنّت اور دوزخ کے جھنڈے بلند ہیں لیکن وہ تو اپنی بداعمالیوں سے دوزخ کی طرف بڑھ نکلے (از خطبہ ١٤٢، نہج البلاغہ ص ٣٩١)

www.drhasanrizvi.com

وَلَوۡلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتۡ (۱۲۹) اور اگر تیرے پالنے والے مالک
مِنۡ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا کی طرف سے پہلے ہی ایک بات طے
وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ نہ کردی گئی ہوتی اور (امتحان کی
مہلت کی ایک) مدّت مقرّر نہ ہوتی، تو اَب تک ضرور اُن کا فیصلہ چکا دیا جاتا
(یا اَب تک اُن پر خدا کا عذاب) آچکا ہوتا۔

مُہلت کے بعد عذاب

یعنی، اُن لوگوں کے افکار و اعمال تو ایسے ہیں کہ اُن پر فوراً ہی عذاب نازل کیا جائے کیونکہ اصل مقصد ہی فکر و عمل کا امتحان لینا ہے۔ اِس لیے مصلحت یہی ہے کہ عذاب ایک خاص مہلت دینے کے بعد آئے تاکہ اتمامِ حجّت بھی ہو جائے اور امتحان لینے کا حق بھی ادا ہو جائے۔

★ محققین نے لکھا کہ اگرچہ اِس اُمّت کے اعمال پچھلی اُمّتوں ہی جیسے ہیں، مگر حضورِ اکرمؐ کی وجہ سے اِس اُمّت پر دنیا میں بحیثیت مجموعی عذاب نازل نہ ہوگا۔ (مجمع البیان)

★ حضورِ اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: "میری اُمّت پر ایک زمانہ آئے گا جب علماء کی پہچان اچھّے لباس سے ہوگی، قرآن کی پہچان خوش الحانی سے ہوگی، خدا کی عبادت صرف ماہِ رمضان میں ہوگی، اور جب ایسا ہوگا تو اُس وقت خدا میری اُمّت پر ایسے بادشاہ کو مسلّط کردے گا جس کے پاس نہ علم ہوگا نہ علم، نہ رحم ہوگا۔" ...... (بحار الانوار جلد ۲۲ صفحہ ۴۵۴ ۔ بحوالہ گفتارِ دلنشین حصّہ ۱)

★ ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا: "جب میری اُمّت میں بدعتیں پھوٹ پڑیں تو عالم کی ذمّے داری ہے کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کرے، اور جو عالم ایسا نہ کرے گا، اُس پر خدا کی لعنت ہو۔" (اصولِ کافی جلد ۱ صفحہ ۵۴ ۔ بحوالہ گفتارِ دلنشین)

www.drhasanrizvi.com

خدا کی سنت

یعنی خدا کا طریقہ یہی رہا ہے کہ وہ مجرموں کو فوراً بلغیہ مہلت دئے سزا نہیں دیا کرتا۔ اگر خدا فوراً سزا دینے لگے گا تو ایمان اور عمل صالح اضطراری اور اجباری پہلو اختیار کرلیں گے۔ ہر شخص فوری سزا کے خوف سے نیک اعمال انجام دے گا۔ پھر عقل و فکر کا امتحان نہ ہوسکے گا۔ جبکہ دنیا کے پیدا کرنے کا اصل مقصد لوگوں کی عقل و فکر اور اُن کے اعمال و اخلاق کا امتحان لینا ہے۔

★ سورۃ الملک میں ارشاد فرمایا:

" الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ "

یعنی: " وہ خدا جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا، تاکہ تمہارا امتحان لے کہ تم میں کون بہترین عمل کرنے والا ہے۔" (سورۃ الملک ۶۷ آیت ۲ - پارہ ۲۹)

★ پھر یہ کہ اگر خدا فوراً سزا دینے لگے تو زمین پر کوئی زندہ باقی ہی نہ رہے گا۔

★ سورۃ النحل ۱۶ آیت ۶۱ پارہ ۱۴ میں ارشاد ہوا:

" لَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰہُ النَّاسَ بِظُلْمِہِمْ مَّا تَرَکَ عَلَیْہَا مِنْ دَآبَّۃٍ ۔۔ "

یعنی: " اگر خدا لوگوں کے ظلم کا فوری مواخذہ کرنے لگے (یعنی) فوراً اُن کے گناہ پر اُن کو پکڑنے لگے تو زمین پر کوئی چلنے والا زندہ باقی نہ رہے گا۔" (سورۃ النحل ۱۶ آیت ۶۱)

لیکن مجرموں اور ظالموں کو خدا کے عذاب کے فوراً نہ آنے پر مغرور نہ ہونا چاہیے، بلکہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہی خدا کا قانون ہے۔ ★ . . . . (تفسیر نمونہ)

★ " لَوْلَا کَلِمَۃٌ " یعنی اُس کی حکمت اور مشیت کا فیصلہ ہے کہ کفار کو روزِ محشر عذاب دیا جائے گا اور اُن کی زندگی کے لیے ایک میعاد مقرر کردی گئی ہے۔ ورنہ اگر یہ فیصلہ نہ ہوتا تو یہ لوگ فوری عذاب میں گرفتار کرلیے جاتے۔ بہرکیف اللہ کی طرف سے اُن کی توبہ کے لیے وقت کو لمبا کردیا گیا ہے اور کھلی مہلت دی گئی ہے تاکہ کسی وقت بھی انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ضد کو چھوڑ کر توبہ کے ذریعہ اُس کے دامنِ رحمت سے تمسک کرسکیں۔

★ - - - (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

فَاصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ (۱۳۰) تو آپؐ اُن کی باتوں پر صبر کیجیے،

وَ سَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ — اور اپنے پالنے والے مالک کی حمد و تعریف

قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ وَ — کے ساتھ نماز پڑھتے رہیئے، سورج کے

قَبۡلَ غُرُوۡبِہَا ۚ وَ مِنۡ — نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے

اٰنَآیِٔ الَّیۡلِ فَسَبِّحۡ وَ اَطۡرَافَ — اور رات کے کچھ اوقات میں بھی نماز پڑھا

النَّہَارِ لَعَلَّکَ تَرۡضٰی ﴿۱۳۰﴾ — کیجیے، اور دن کے کناروں (حصوں)

میں بھی۔ شاید (تاکہ) اِس طرح آپؐ خوش رہیں (خوشی محسوس کریں)

اللہ نے اپنے حبیبؐ کے لیے خوشی کا سامان مہیا فرمادیا

اب رسولؐ سے فرمایا جارہا ہے کہ "جب یہ بات طے ہوچکی کہ ہم مجرموں کو فوری سزا نہیں دیتے، اس لئے آپؐ اِن کی باتوں اور بد معاشیوں پر صبر فرمائیں۔ بجائے اِن کی باتوں پر توجّہ کرنے کے خدا سے راز و نیاز فرمائیں، نماز و تسبیح پڑھ کر خدا کے قرب اور خوشی کو حاصل فرمائیں۔ اِس طرح آپؐ کا دل سکھ پائیگا۔
*...... (تفسیر نمونہ)

نماز کے اوقات تین حصّوں میں بیان ہوئے

آیت کے الفاظ: "سورج نکلنے سے پہلے" سے مراد صبح کی نماز ہے۔ اور "سورج کے ڈوبنے سے پہلے" کی نماز ظہر و عصر ہے۔
"رات کے کچھ حصّوں" سے مراد "نمازِ مغرب و عشاء" ہے۔
*...... (تفسیر بیضاوی)

★ نماز کو صرف تین حصّوں میں تقسیم کر کے بیان کیا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ پانچ نمازوں کو تین اوقات میں ادا کرنا جائز ہے۔

★ ..... (فصل الخطاب)

★ آیتِ مجیدہ میں نماز کے اوقات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ بعض روایات میں مطلق ذکرِ خدا مراد لیا گیا ہے سورج نکلنے سے پہلے، نمازِ صبح کا وقت ہے۔ اور غروب سے پیشتر نمازِ عصر اور "اٰنَآئِ الَّیْلِ" میں مغرب و عشاء (کی نمازیں) داخل ہیں اور "اطراف النّہار" سے مراد نمازِ ظہر ہے۔ کیونکہ وہ دن کے نصفِ اوّل کے آخری کنارے کے ساتھ ہے۔ اور دن کے دوسرے نصف کا پہلا کنارہ ہے اور اطراف جمع ہے "طرف" کی اس کے معنی کنارہ ہے "اٰنَآءِ" "اِنیٰ" کی جمع ہے۔ یعنی وقت۔

لَعَلَّکَ : یعنی، دن کے ان اوقات میں اور کفّار کے طعن و تشنیع پر صبر سے وقت گذارو پس خدا دنیا و آخرت میں تم کو وہ انعام و اکرام عطا کرے گا کہ تم راضی ہو گے۔

★ ---- (تفسیر انوار النجف)

★ خدا کا فرمانا کہ: "شاید اس طرح آپؐ خوش رہیں"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ: (۱) نماز پڑھ کر آپؐ خدا سے اپنے تعلّق کا احساس تازہ کریں گے جس سے قلبی سکون و مسرّت اور خاص قسم کا اطمینان حاصل ہوگا۔ (۲) دوسرا مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھنے سے خدا کی تائید، ہدایات اور توفیقات آپؐ کے شاملِ حال ہو جائیں گی، جس سے حقیقی کامیابیاں حاصل ہوں گی جس سے بیحد خوشی ہو گی۔ (۳) تیسرا مطلب یہ ہے کہ: خدا نے قرآن میں خود ارشاد فرمایا ہے کہ: "نمازِ تہجد پڑھیے، توقّع ہے کہ تمہارا مالک تمھیں "مقامِ محمود" تک پہنچا دے"۔
(سورہ بنی اسرائیل آیت ۷۹)

★ نیز ارشاد فرمایا: "عنقریب تمھارا مالک تمھیں اتنا کچھ دے گا کہ تم راضی اور خوش ہو جاؤ گے"
(سورہ ۹۳ الضحیٰ آیت ۵) ★ ---- (ماجدی)

★ غرض رات دن کی خدا کی حمد، نماز اور تسبیح و مناجات انسان کا خدا سے ایسا مضبوط رشتہ استوار کر دیتی ہیں کہ پھر انسان کو ذکرِ خدا کے سوا کسی چیز کی فکر نہیں رہتی، وہ اُسی کو حاصلِ زندگی اور لطفِ زندگی سمجھنے لگتا ہے۔ پھر اُس کو خدا کی یاد کے سوا کسی کی فکر نہیں رہتی، سکون و اطمینان اُس کی روح پر چھا جاتا ہے۔ ★... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

www.drhasanrizvi.com

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى	(۱۳۱) اور ہرگز نگاہ اُٹھا کر بھی اُن بہت
مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ	سے لوگوں کو نہ دیکھیے جن کو ہم نے
زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ	دنیا کی زندگی زیب و زینت اور
فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ	شان وشوکت دے رکھی ہے (کیونکہ)
وَّاَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾	وہ تو ہم نے اُن کا امتحان لینے کے لیے

اُنھیں دی ہے، اور آپ کے پالنے والے مالک کا دیا ہوا حلال رزق

تو کہیں بہتر اور کہیں زیادہ باقی رہنے والا ہے۔

شانِ نزولِ آیت

تفسیر "مجمع البیان" میں اِس آیت کا شانِ نزول یہ بیان کیا گیا ہے کہ:

"ایک دفعہ حضورِ اکرمؐ کے پاس مہمان آیا تو آپؐ نے ابو رافع کو ایک یہودی کے پاس آٹے کی کچھ مقدار ادھار پر خرید کر لانے کو بھیجا، لیکن یہودی نے ادھار دینے سے انکار کر دیا۔ پس آپؐ کو رنج ہوا، اور فرمایا: "اگر وہ اُدھار پر دے دیتا تو میں ضرور ادا کر دیتا کیونکہ میں زمین و آسمان میں امین ہوں" پس اپنی زرہ گروی رکھ کر آٹا خریدا۔ اور یہ آیت آپؐ کی تسلّی اور تسکینِ قلب کے لیے اُتری۔ اور روایت میں ہے کہ اگر اللہ کے نزدیک دنیا کی قیمت مچھّر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو ایک گھونٹ پانی بھی کسی کافر کو نصیب نہ ہوتا۔ ★ تفسیرِ صافی میں بروایت کافی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ: "تم لوگ اپنے سے اونچے طبقے کے (مالدار) لوگوں کی طرف نگاہ اُٹھا کر نہ دیکھو۔" گویا تسلّی حاصل کرنے کے لیے اپنے سے نیچے طبقہ کے حالاتِ زندگی کا جائزہ لے کر شکرِ پروردگار ادا کیا کرو۔

★ - - - - (تفسیر انوار النجف)

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ (۱۳۲)
وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْـَٔلُكَ
رِزْقًا ۖ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ
وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾

اور اپنے گھر والوں کو نماز کی تلقین کیجیے، اور خود بھی صبر برداشت کے ساتھ اُس کی پابندی کیجیے، ہم آپ سے روزی نہیں مانگتے (بلکہ) ہم ہی آپ کو روزی دے رہے ہیں۔ اور اچھا انجام "تقویٰ" (برائیوں سے بچتے رہنے) کے ساتھ وابستہ ہے۔

فروعِ دین میں سب سے پہلے نماز کا حکم دیا گیا

نماز کی تلقین اس لیے کی جا رہی ہے کہ نماز تمہاری اولادوں کا نظریہ حیات بدل دے گی، اُن کے معیارِ قدر یعنی قدروں کو بدل دے گی، اُن کی ترجیحات کا مرکز بدل جائے گا۔ وہ پاک رزق پر قانع اور صابر ہو جائیں گے، وہ پھر اُس بھلائی کو جو ایمان اور تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے، اُس عیش پر ترجیح دیں گے، جو فسق و فجور اور دنیا پرستی سے حاصل ہوتا ہے۔ نماز سے تقویٰ پیدا ہوگا (یعنی نماز برائیوں سے بچائے گی، کیونکہ خود قرآن میں ارشاد ہوا ہے کہ: "اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ" (پارہ ۲۱ .... سورۃ العنکبوت آیت ۴۵) یعنی: بیشک نماز فحش اور بُرے کاموں سے بچاتی ہے ") جس سے تمہاری دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل ہوگی۔ ★ ..... (تفہیم)

★ جس وقت یہ آیت اتری اُس وقت "اہل" سے مراد صرف حضرت خدیجہؓ اور حضرت علیؑ تھے، پھر

www.drhasanrizvi.com

www.drhasanrizvi.com

زمانے کے گذرنے کے ساتھ ساتھ خاندانِ پیغمبرؐ کا دامن وسیع ہوتا چلا گیا۔
(تفسیر نمونہ) ------ ★

★ پھر بتایا جا رہا ہے کہ نماز خدا کی عظمت میں کوئی اضافہ نہیں کرتی، بلکہ انسانوں کی تکمیل کا بہترین ذریعہ ہے۔

نیز یہ بتایا گیا کہ خدا تمام بادشاہوں کی طرح باج وصول نہیں کرتا، وہ بے نیاز ہے یہ عام بادشاہ تو اصل میں فقیر ہیں۔ لوگوں سے ٹیکس وصول کر کے اپنے محل بناتے ہیں۔ مگر خدا خیرات کا حکم اس لیے دیتا ہے "تاکہ تم دنیا اور آخرت کی نعمتوں کے مستحق بن جاؤ۔ پھر وہ خود ہی رزق بھی دیتا ہے، اور جو مال تم اُس کے حکم پر خرچ کرتے ہو اُس پر بے پناہ اجر بھی دیتا ہے گویا اُن خیراتوں سے خدا کو نہیں، خود ہمیں بے حد فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ (یعنی یہ سمجھ لیجئے گویا ہم نے خدا کے ساتھ تجارت شروع کر دی، اور جو خدا جیسے غنی و مالدار سے تجارتی معاہدہ کر کے لین دین کرنے لگے پھر اُسے نقصان تو ہو ہی نہیں سکتا، فائدہ ہی فائدہ اور منافع ہی منافع ہے۔ "سورۃ بقرۃ آیت ۲۶۱" میں ارشاد ہوا: **راہ خدا میں خرچ پر عطائے خدا**

"مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ؀"

یعنی: "اُن لوگوں کی مثال جو اللہ کی راہ میں اپنے اموال خرچ کرتے ہیں، اُس ایک دانے کی طرح ہے جس سے سات بالیاں اُگیں، اور ہر بالی میں سَو دانے ہوں، اور اللہ جس کے لیے چاہے گا کئی گنا بڑھا دے گا کیونکہ اللہ بہت وسعت والا، جاننے والا ہے۔" (سورۃ بقرہ آیت ۲۶۱)
(مؤلف) ...... ★

★ "وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ" روایات میں ہے کہ عامۃ الناس کے علاوہ اہلِ بیتِ پیغمبرؐ

www.drhasanrizvi.com

اِس شرف سے بالخصوص مشرف ہیں کہ پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے اہل بیتؑ کے لیے نماز کی پیغام رسانی کا الگ حکم ہوا اور اصْطَبِرْ عَلَيْهَا کے لفظ سے نبیٔ اکرمؐ کو اس عمل پر برقرار رہنے کی دعوت بھی دی گئی۔ چنانچہ آیتِ مجیدہ کے نازل ہونے کے بعد ہر نماز کے وقت میں ____

____ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم درِ دولتِ فاطمہؑ پر تشریف لاتے تھے اور الصَّلٰوۃ کے لفظ سے باآوازِ مناسب علیؑ و بتولؑ کو ندا دیتے تھے اور اِس کے بعد آیتِ تطہیر کی تلاوت کرتے تھے ____ اور نو ماہ مسلسل آپؐ ایسا کرتے رہے ____ اور تفسیرِ قمی سے منقول ہے، یہ مدینے کی زندگی میں ہمیشہ کا وتیرہ رہا یہاں تک کہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔

اور اُمّت کا اہلِ بیتِ رسولؐ کے ساتھ سلوک یہ ہوا کہ جس دروازے پر رسولؐ کے قدم رُک جاتے تھے، اور تا زیست آیۂ تطہیر کی تلاوت کا جس دروازے کو شرف حاصل تھا اُسی دروازے پر لکڑیاں لائی گئیں، جلانے کی دھمکی دی، (دروازے کو توڑا اور پھر آگ لگادی گئی، اور فاطمہؑ بنتِ رسولؐ کو زخمی کیا گیا) اُنہی جلتی ہوئی لکڑیوں کا دھواں تھا جو کربلا کے ریگستان میں اہلبیتؑ کے خیام سے بلند ہوا۔ (کسی نبیؐ کی اُمّت نے اپنے نبیؐ کے اہلِ بیتؑ کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا)۔

★...... (تفسیر انوار النجف)

نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز ترک کی اُس نے اپنے دین (کی عمارت) کو گرادیا۔

نماز قبول ہوگئی تو باقی نیک اعمال بھی قبول، نماز رد کردی گئی تو دیگر نیک اعمال بھی رد کردیے جائیں گے۔

نماز کو جو شخص جان بوجھ کر ترک کرے، وہ اسّی حقب جہنّم میں رہیگا۔ ایک حقب اسّی سال کے برابر ہے

★ **خوشخبری:** ____ ★...... (احادیثِ رسولؐ)

اور "جو شخص نمازِ صبح پڑھ کر طلوعِ آفتاب تک تعقیباتِ نماز میں بیٹھا رہے تو خدا فردوس میں اُسے ستر محل سونے یا چاندی کے عطا فرمائے گا۔" (محبتِ آلِ محمدؐ شرط ہے) (از حدیثِ قدسی)

www.drhasanrizvi.com

وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ (۱۳۳) پھر وہ لوگ کہتے ہیں کہ آخر
مِّن رَّبِّهِ ۚ أَوَلَمْ تَأْتِهِم ہمارے پاس اپنے پالنے والے مالک
بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ کی طرف سے کوئی ثبوت (معجزہ)
الْأُولَىٰ ﴿۱۳۳﴾ کیوں نہیں لاتے ؟ تو کیا آیا نہیں
اُن کے پاس کھلا ہوا ثبوت' اس کا جو گذشتہ کتابوں میں ہے ؟

قریشِ مکہ کی ہٹ دھرمی

یعنی، کیا یہ کوئی کم معجزہ ہے کہ تم ہی میں سے ایک ایسا شخص وہ کتاب لایا جس میں شروع سے اب تک تمام آسمانی کتابوں کی تعلیمات کا عطر ہے' وہ بھی اتنا واضح کہ صحرا نشین بدّو بھی سمجھ سکتے ہیں۔ *...... (تفہیم)

★ خود قرآن کیا کوئی کم حق کی نشانی تھی، مگر یہ اُن لوگوں کی انتہائی دھاندلی تھی کہ بطور مذاق نت نئے معجزے طلب کرتے تھے۔ خدا نے جواب دیا کہ: "تم اُن انبیاء پر کب ایمان لائے تھے جو تمھاری فرمائشوں پر تمھیں لاکر معجزے دکھاتے تھے ؟ *..... (فصل الخطاب)

★ مقصد یہ ہے کہ یہ کفار آپ سے کیوں معجزہ طلب کرتے ہیں ؟ کیا یہی قرآن اُن کے لیے کافی معجزہ نہیں ہے ؟ وہ رسول جس نے بظاہر کسی سے نہ پڑھا ہو' ایسی واضح' روشن' فصیح و بلیغ اور جامع کتاب لے کر آئے جو تمام آسمانی کتابوں کا خلاصہ ہو' اور بے مثل ہو' کتنا بڑا معجزہ ہے۔
*..... (مجمع البیان ، تفسیر کبیر)

★ بعض مفسرین نے لکھا کہ آیت میں اعجاز طلبی کی خواہش کا ذکر نہیں، بلکہ اُنھوں نے حضورؐ کو لاجواب کرنے کے لیے کہا کہ تم ہم کو ڈراؤ نہیں، بلکہ پچھلی اُمتوں کی طرح ہم پر عذابِ خداوندی کو لے آؤ۔ آیت میں آگے سوال کا جواب ہے۔ [1]

[1] (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَلَوۡ اَنَّاۤ اَهۡلَكۡنٰهُمۡ بِعَذَابٍ مِّنۡ قَبۡلِهٖ لَقَالُوۡا رَبَّنَا لَوۡلَاۤ اَرۡسَلۡتَ اِلَيۡنَا رَسُوۡلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّذِلَّ وَنَخۡزٰى ﴿۱۳۴﴾

(۱۳۴) اور اگر ہم اُنھیں اِس (قرآن کے نازل ہونے) سے پہلے ہی کسی عذاب سے ہلاک کر ڈالتے تو وہ کہتے کہ: "اے ہمارے پالنے والے مالک! آخر تُو نے ہمارے پاس اپنا کوئی پیغامبر کیوں نہ دیا کہ اِس طرح ذلیل و خوار ہونے سے پہلے ہی ہم تیری آیتوں، ہدایتوں کی پیروی کرلیتے۔"

خداوندِ کریم اتمامِ حجّت کے بغیر کسی قوم پر عذاب نہیں کرتا

"لَوۡ اَنَّاۤ اَهۡلَكۡنٰهُمۡ"...

آیتِ مجیدہ سے ظاہر ہے کہ خداوندِ کریم اِتمامِ حجّت کے بغیر کسی کو عذاب نہیں کرتا۔ اور اِس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی زمانہ حجّتِ خدا سے خالی نہیں رہ سکتا، ورنہ اِتمامِ حجت نہ ہوسکے گی۔ پس جنابِ رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد ہر زمانہ میں امامِ وقت خدا کی حجت تھے۔ اور اب امامِ زمانہ حجۃ العصر قائم آلِ محمدؐ عجل اللہ فرجہٗ، علیہ السّلام خدا کی جانب سے خدا کی حجّت ہیں۔ جو ظاہری طور سے پردۂ غیبت میں ہیں اور اُن کے فیوض سے دنیا باقی ہے اور نظامِ کائنات جاری ہے۔ جب دنیا جور و ظلم سے پُر ہوجائے گی تو وہ باذنِ خدا ظہور فرمائیں گے اور عدل و انصاف کا دنیا کو گہوارہ بنادیں گے۔ ... (تفسیرِ انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

قُلۡ کُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ (۱۳۵) آپؐ ان سے فرمادیں کہ: ”ہر ایک
فَتَرَبَّصُوۡا ۚ فَسَتَعۡلَمُوۡنَ اپنے (انجام کے) انتظار میں ہے
مَنۡ اَصۡحٰبُ الصِّرَاطِ لہٰذا، تم بھی انتظار کرو، عنقریب
السَّوِیِّ وَمَنِ اهۡتَدٰی ﴿۱۳۵﴾ ع تمھیں معلوم ہوجائے گا کہ کون سیدھے
اور صحیح راستے والے ہیں، اور کون وہ ہیں جنھوں نے سیدھا راستہ پالیا ہے“۔

پردۂ غیبت کے چاک ہونے کا انتظار کرو

آخر میں خدا فرمارہا ہے کہ جب یہ کفار قرآن جیسے معجزے کو نہیں مانتے، ہر روز نئے نئے مطالبات اور بہانے لے کر آجاتے ہیں، کسی طرح حق کو قبول کرنے پر تیار نہیں ہوتے، اِن سے یہ فرمادیں کہ اب ہم اور تم سب انتظار کریں، ویسے بھی ہم تمہارے بارے میں خدا کے وعدوں اور عذاب کا انتظار کرتے ہیں اور تم اسی انتظار میں ہو کہ ہم کسی مصیبت میں پھنس جائیں لہٰذا اب انتظار ہی کرو۔ تم بہت جلد جان لوگے کہ سیدھے راستے پر کون ہیں، اِس قاطع اور پُرمعنی بات کے ذریعہ خدا اپنے رسولؐ کی دلجوئی فرمارہا ہے۔ یہ مکّی آیتیں ہیں جبکہ رسولؐ، کفار کے مقابلے پر بظاہر سخت دباؤ میں تھے۔ اِس لیے خدا، رسولؐ کی دلجوئی فرمارہا ہے کہ کافروں کی دولت چند روزہ ہے، یہ دولت بھی انعام نہیں ہے اُن کا امتحان ہے، تم اِن کی دولت کی طرف توجّہ نہ کرو، نماز اور صبر سے قوّت حاصل کرو۔ پھر مسلمانوں کو بشارت دے رہا ہے کہ اگر یہ کافر ایمان نہ لائیں گے تو اِن کا انجام بہت بُرا ہوگا۔

*...... (تفسیرِ نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

اسلام تمام ادیان پر غالب ہوگا

آیت کا مطلب یہ ہے کہ: "اے کافرو! ہم تم خدا کے وعدے کے پورے ہونے کے منتظر ہیں کہ "اسلام تمام ادیان پر غالب ہوگا" اور خدا کا یہ وعدہ ضرور پورا ہوگا۔ اور تم اس بات کا انتظار کر رہے ہو کہ ہماری اصل و نسل ہی کٹ جائے اور پھر تمھیں دنیا میں پھلنے پھولنے کا موقع مل جائے۔ اب دیکھتے ہیں کہ کس کی توقعات پوری ہوتی ہیں۔

★ یہ آیت حضرت امام مھدیؑ کے تشریف لانے کی طرف واضح اشارہ کر رہی ہے۔ جو ان کا انتظار نہیں کرتا وہ کفار و مشرکین کی توقعات کے پورا ہونے کا قائل ہے جو قرآن کے صریح خلاف ہے۔ (فصل انطلاب)

مجذوبِ فرنگی نے بہ اندازِ فرنگی — مھدی کے تخیل سے کیا زندہ وطن کو
اے تو کہ ہے مھدی کے تخیل ہی سے بیزار — نومید نہ کر آہوئے مشکیں سے ختن کو
(اقبال)

★ حضور اکرمؐ نے فرمایا: "اگر قیامت کے آنے میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو بھی خدا ایک شخص کو بھیجے گا (جو میری اولاد سے ہوگا) وہ زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی"۔ ★..... (بخاری شریف)

★ نیز خدا نے قرآن میں ارشاد فرمایا: "هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝" (سورۃ التوبہ ۹ آیت ۳۳)

یعنی: "وہ وہی (خدا) ہے جس نے اپنے رسولؐ کو دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اُسے ہر دین پر غالب کرے خواہ مشرکین کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گذرے"۔ (القرآن)

★ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ ★

پارہ ۱۶ واں ختم اور دعا۔ "اَللّٰهُمَّ كُنْ لِوَلِیِّكَ الْحُجَّةِ ابْنِ الْحَسَنِ صَلَوَاتُكَ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰبَآئِهٖ فِیْ هٰذِهِ السَّاعَةِ وَفِیْ كُلِّ سَاعَةٍ وَلِیًّا وَّحَافِظًا وَّقَآئِدًا وَّنَاصِرًا وَّدَلِیْلًا وَّعَیْنًا حَتّٰی تُسْكِنَهٗ اَرْضَكَ طَوْعًا وَّتُمَتِّعَهٗ فِیْهَا طَوِیْلًا ★ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَجِّلْ فَرَجَهُمْ ★

کاتب: جعفر نجفی (۳۶ بی لانڈھی) ۱۱ مارچ ۱۹۹۹ء / ۲۲ ذیقعد ۱۴۱۹ھ شب جمعہ

www.drhasanrizvi.com

عظیم الشان درس :-

قرآنِ حکیم

از نہج البلاغہ خطبہ ۱۷۴

کی توصیف میں ـــــ امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام

نے ارشاد فرمایا: ـــــ ملاحظہ فرمائیے

یاد رکھو ! یہ قرآن ایسا نصیحت کرنے والا ہے جو فریب نہیں دیتا، اور ایسا ہدایت کرنے والا ہے جو گمراہ نہیں کرتا، اور ایسا بیان کرنے والا ہے، جو جھوٹ نہیں بولتا۔ ـــــ جو بھی اس قرآن کا ہمنشین ہوا، وہ ہدایت میں اضافہ پاکر اور گمراہی و ضلالت کو کم کرنے کے بعد ہی اس سے الگ ہوا ہے

جان لو ! قرآن (کی تعلیمات) کے بعد کسی لائحہ عمل کی احتیاج نہیں رہتی، ـــــ اور نہ کوئی شخص قرآن سے (کچھ سیکھنے سے) پہلے اس سے بے نیاز ہو سکتا ہے۔ ـــــ اس سے اپنی بیماریوں کے لیے شفا چاہو ـــــ اور اپنے مصائب اور پریشانی پر مدد مانگو۔

اس میں کفر و نفاق اور ہلاکتِ ابدی، و گمراہی جیسے بڑے بڑے مرضوں کی شفا موجود ہے۔

اس کے وسیلے سے اللہ جلّ شانہٗ سے (حاجات) طلب کرو۔ ـــــ اور اسے لوگوں سے مانگنے کا ذریعہ نہ بناؤ۔ یقیناً بندوں کیلئے اللہ کی طرف متوجہ ہونے کا اس جیسا کوئی ذریعہ نہیں ہے،

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن ایسا شفاعت کرنے والا ہے جس کی شفاعت مقبول اور ایسا کلام کرنے والا ہے (جس کی ہر بات) تصدیق شدہ ہے۔ قیامت کے دن جس کی شفاعت یہ قرآن کرے گا، اُس کے حق میں مان لی جائے گی، اور ـــــ اُس دن جس کے عیوب قرآن بیان کریگا تو اُس کے بارے میں بھی اِس کے قول کی تصدیق کی جائے گی۔ اُس دن ایک ندا دینے والا پکار کر کہے گا کہ: دیکھو قرآن کی کھیتی بونے والوں کے علاوہ ہر بونے والا اپنی کھیتی اور اپنے اعمال کے نتیجہ میں مبتلا، و پریشان ہے۔ لہٰذا تم قرآن کی کھیتی بونے والے اور اس کے پیرو کار بنو، اور اپنے پروردگار تک پہنچنے کیلئے قرآن کو دلیل راہ بناؤ، اور اپنے نفسوں (کو درست کرنے) کے لیے قرآن سے پند و نصیحت چاہو اور اِس کے مقابلہ میں اپنی خواہشوں کو غلط اور فریب خوردہ سمجھو عمل کرو..."

www.drhasanrizvi.com

طریقہ و آدابِ قرأت و مخارجِ حروف

قرآنِ کریم کے پڑھنے میں حرفوں کا صحیح طریقہ پر ادا کرنا۔ مثلاً "ض" کی جگہ "ظ" نہ ہو جائے۔ وہ حروف جن کی آواز ملتی جلتی ہے مثلاً ض، ظ، ذ، ز اور س، ص، ث وغیرہ کو عام طور ایک سی آواز سے پڑھا جاتا ہے جو غلط ہے۔ ان حروف کے فرق کو واضح کرنے کے لیے حسبِ ذیل اختیار کیا جائے۔

حروف کو اُن کے اصل مخارج سے ادا نہ کیا جائے گا تو معنوں میں تبدیلی واقع ہو جائے گی اور اصل مقصد فوت ہو جائے گا۔ مثلاً: "عَلیٰ" کو "ع" کے مخرج سے ادا نہ کیا اور "الف" کے مخرج سے ادا کیا جائے (جیسا عوام میں رائج ہے) تو وہ عَلیٰ کے بجائے "اَلیٰ یا اَلاَ" بن جائے گا اور معنی میں تبدیلی واقع ہو جائیگی۔ عَلیٰ کے معنی "اوپر" اور اَلاَ کے معنی خبردار ہو یا آگاہ ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔ علاوہ ازیں تلاوت ٹھہر ٹھہر کر کی جانی چاہیئے۔ تیزی یا روانی سے تلاوت کرنے میں ایک مفہوم آیت دوسرے مفہوم سے مل کر غلط ہو جاتا ہے۔ مثلاً۔ ایک جملہ ہے کہ: "روکو مت جانے دو" اِس کو روانی سے پڑھا جائے تو مطلب اثبات میں نکلے گا اور اگر ٹھہر کر پڑھا جائے تو مطلب نفی میں نکلے گا۔ قرآن مجید نے خود فرمایا ہے کہ: وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا (اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو) (سورۃ مزمل)

حروف	(حروف کو کیسے ادا کیا جائے) مخارج۔ حروف
ء ۔ ھ	دونوں حروف کو ابتداءِ حلق سے
ع ۔ ح	وسطِ حلق سے
غ ۔ خ	انتہاءِ حلق سے
ق	زبان کی جڑ اور اوپر کے تالو سے
ک	ق کے مخرج سے تھوڑا سا ہٹ کر۔ یعنی پہلے
ج ۔ ش ۔ ی	زبان کے درمیان اور اوپر کے تالو کے درمیان سے
ض	زبان کے کنارے اور دانتوں کی گرہ کے قریب سے۔ یعنی تمام کنارے زبان کے لگانے ہیں بائیں طرف کے اوپر داڑھوں کی جڑ سے یا دائیں طرف سے۔ لیکن بائیں طرف سے آسان ہے۔
ل	زبان کی نوک کے قریب سے اور اوپر کے تالو سے۔
ر	زبان کے سر اور اوپر کے دانتوں کے پیچھے سے۔ نون کے مخرج کے بعد
ن	زبان کے سر اور اوپر کے دانتوں کے نیچے سے۔
ط ت	زبان کے سر اور اوپر کے دانتوں کی جڑ سے۔
ظ ز ث	زبان کی نوک اور اگلے دانتوں کے درمیان سے
س ص ذ	زبان کی نوک اور اگلے دانتوں کے درمیان سے
ف	نیچے کے ہونٹ کے اندر اور اوپر کے دانتوں کے کنارے سے
ب م و	ہونٹوں کے درمیان سے
ا	فضاءِ دہن سے۔ لیعنی الف دراصل ایک ہوا کی مانند ہے جو اندر سے نکلتی ہے

(ماخوذ از قرآن الکریم۔ مولنا فرمان علی اعلی اللہ مقامہٗ)

www.drhasanrizvi.com

رُموز و اوقافِ قرآن

(از : القرآن الکریم :)
(مولانا زمان علی اہل اختر مقامہ)

قرآن مجید کی تلاوت کے لیے رُموز و اوقاف کا جاننا بیحد ضروری ہے تاکہ صحیح طریقے سے تلاوت کی جاسکے۔ طریقہ مندرجہ ذیل ہے۔

رُموز و اوقاف	واضح نام	احکام
مـ	وقفِ لازم	یہاں ضرور ٹھہرنا چاہیئے ورنہ عبارت کا مطلب منشاءِ الٰہی کے خلاف ہو جائے گا۔
ط	وقفِ مطلق	یہاں سے گذرنا نہیں چاہیئے، بلکہ بہتر یہی ہے کہ اِس پر وقف کر کے مابعد سے ابتداء کی جائے
ج	وقفِ جائز	یہاں ٹھہرنا اور نہ ٹھہرنا دونوں جائز ہیں۔ لیکن ٹھہرنا بہتر ہے۔
ز	وقفِ مُجوّز	یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہے، لیکن ٹھہرنا بھی جائز ہے۔
ص	وقفِ مُرخّص	یہاں ملا کر پڑھنا چاہیئے، لیکن تھک جانے کی حالت میں ٹھہرنا جائز ہے۔ "ز" کی بہ نسبت "ص" میں وصل (یعنی ملا کر پڑھنے) کو ترجیح ہے۔
ق	قِیلَ علیہ الوقف	کہا گیا ہے کہ یہاں وقف ہے۔ لیکن ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔
لا	لا وقف علیہ	یہاں ہرگز نہیں ٹھہرنا چاہیئے، بلکہ اگر بھولے سے ٹھہر جائے تو ماقبل سے دوبارہ ملا کر پڑھنا واجب ہے
قف	قِف علیہ	یہاں ٹھہرنا چاہیئے۔
سکتة	سکتہ	اِس جگہ آواز کو اس طرح توڑے کہ سانس نہ ٹوٹے۔
وقفة	وقفہ	لمبے سکتہ کی علامت ہے، اِس جگہ ذرا دیر تک آواز کو توڑے رکھے، لیکن سانس نہ ٹوٹے۔ سکتہ وصل سے قریب تر ہوتا ہے اور وقفہ، وقف سے۔
صل	قَد یُوصَل	کبھی ملا کر پڑھا جاتا ہے، لیکن وقف کرنا احسن ہے۔
صلے	الوصل اَولیٰ	یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔
		جہاں ایک سے زیادہ علامتیں ہوں (مثلاً، زؔ صلے وغیرہ) وہاں اوپر کی علامت کا اعتبار ہے۔ اور اگر ایک سے زیادہ علامتیں ایک سیدھ میں ہوں (مثلاً ص ق وغیرہ) تو آخری علامت کا اعتبار ہوگا۔
ع	رکوع	رکوع کی نشانی ہے۔ یہاں رکوع ختم ہوتا ہے۔
○	آیۃ (ۃ)	آیت کی ۃ کو دائرے میں منتقل کیا گیا۔ جو اکثر ختم آیت کے بعد بنایا جاتا ہے۔
○ۙ		یہ علامت جہاں ہوتی ہے وہاں ٹھہرنا اور نہ ٹھہرنا دونوں جائز ہیں
∴ ∴	معانقہ یا مراقبہ	معانقہ علامت ہے کہ یہاں دو وقف ہیں۔ ایک کو اختیار کرے۔ اس کے رمز مختلف ہیں۔ کہیں تین نقطے بنا دیے جاتے ہیں، کہیں "معٓ" بنا دیتے ہیں اور کہیں "معانقہ" "د" "ج" لکھتے ہیں۔